قرآن و حدیث کی روشنی میں

بُرج اور ستارے

حقیقت کیا ہے؟

إِنَّهُ مَن يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَأْوَاهُ النَّارُ

ڈاکٹر محمد سلیم

مکتبہ قدوسیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

معزز قارئین توجہ فرمائیں!

کتاب وسنت ڈاٹ کام پردستیاب تمام الیکٹرانک کتب ....

- عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد اَپ لوڈ (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹوکاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات نشرواشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

☆ تنبیہ ☆

- کسی بھی کتاب کو تجارتی یامادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔
- ان کتب کو تجارتی یادیگرمادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی وشرعی جرم ہے۔

﴿اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں﴾

- نشرواشاعت، کتب کی خرید وفروخت اور کتب کے استعمال سے متعلقہ کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں۔

kitabosunnat@gmail.com
www.KitaboSunnat.com

برج اور ستارے

حقیقت کیا ہے؟

فہرست عنوانات

عنوان | صفحہ

❀❀❀

مقدمہ

انسان بچپن سے ہی آسمان پر بکھرے ہوئے ستاروں کو دیکھنے کا عادی ہو جاتا ہے۔ جب رات اندھیری ہو یعنی چاند کی روشنی موجود نہ ہو تو یہ ستارے بہت خوبصورت معلوم ہوتے ہیں۔ بچپن میں ہمیں یہ معلوم نہ تھا کہ ستارے اور سیارے میں کیا فرق ہوتا ہے اس لیے ان کو تارے کہتے تھے۔ پھر ان تاروں کے کئی جھرمٹ ایسے ہوتے تھے جو ایک ہی جگہ نظر آتے۔ پھر کچھ تارے بڑے سائز کے اور کچھ چھوٹے، کچھ بہت روشن اور کچھ مدھم۔ پھر جب بڑے ہوئے اور شعور آیا تو اخبار میں لکھا ہوا ہوتا "ستاروں کی روشنی میں آپ کا دن کیسے گزرے گا" کچھ سمجھ نہ آتی تھی کہ یہ کیا عجیب سا جملہ لکھا ہوتا ہے کیونکہ جملہ اس طرح ہونا چاہئے تھا "ستاروں کی روشنی میں آپ کی رات کیسے گزرے گی" کیوں کہ ستارے تو صرف رات ہی کو نظر آتے ہیں اور دن کو تو نظر ہی نہیں آتے یا پھر یہ جملہ اس طرح ہونا چاہئے "سورج کی روشنی میں آپ کا دن کیسے گزرے گا" حالانکہ یہ حقیقت ہے لیکن اس طرح کا جملہ آپ کو پڑھنے کو کبھی نہیں ملے گا۔ پھر جب اور شعور پختہ ہوا تو پتہ چلا کہ اس سے مراد یہ ہے کہ ستاروں کی پوزیشن یا ان کی حرکات سے آپ مستقبل کے متعلق جان سکتے ہیں یا دوسرے لفظوں میں آپ غیب کی باتیں معلوم کر سکتے ہیں تو پھر ہم نے اس طرح کی خبروں کا بغور مطالعہ شروع کر دیا مگر ہمیشہ مایوسی ہوئی کہ جو لکھا ہوتا ہے اس طرح ہوتا نظر نہیں آتا۔ وقت کے ساتھ ساتھ ذہن الجھتا ہی گیا۔ پھر اس الجھاؤ (Confusion) میں اس وقت مزید اضافہ ہو گیا جب پتہ چلا کہ ستاروں کے علاوہ برج بھی ہوتے ہیں اور ہر انسان کا تاریخ پیدائش کے مطابق ایک برج ہوتا ہے اور اس بُرج کا حاکم ایک ستارہ ہوتا ہے۔ پھر یہ پریشانی اور بھی بڑھ گئی جب پتہ چلا کہ ستارہ جب اچھی پوزیشن (برج) میں ہو تو انسان کی قسمت چمک جاتی ہے اور جب

ستارہ منحوس پوزیشن (کسی دوسرے برج) میں ہو تو انسان کے لئے نقصان اور تباہی کی خبر ہوتی ہے اور اس کے بارے میں کہہ دیا جاتا ہے کہ فلاں کا ستارہ گردش میں ہے۔ اور اگر کسی پر دولت کی بارش ہو رہی ہو اور ہر طرف خوشحالی ہو تو کہہ دیا جاتا ہے کہ فلاں کا ستارہ بہت بلند ہو گیا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ہم نے محلے میں مسجد کے مولوی صاحب سے یہ بھی سنا تھا کہ غیب کی خبر صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے اور انسان کے پاس کوئی بھی ایسا ذریعہ نہیں ہوتا جس سے وہ مستقبل کے حالات جان سکے یا غیب کی خبریں معلوم کر سکے اور انسان کے نفع و نقصان کا مالک بھی صرف اللہ ہی ہے۔ وہ چاہے تو بظاہر نفع والی چیز سے نقصان دے دے اور بظاہر نقصان والی چیز سے نفع پیدا کر دے اور انسان کو یہ بھی پتہ نہیں چل سکتا کہ اس کی موت کب آئے گی اور کس جگہ اور کس حال میں آئے گی۔ تو اس طرح انسانوں کے دو واضح طبقے بن گئے۔ ایک مذہبی طبقہ جو یہ کہتا ہے کہ بُرج اور ستاروں سے ہم غیب کی خبریں معلوم نہیں کر سکتے اور یہ برج اور ستارے ہماری زندگی اور حالات پر قطعاً اثر انداز نہیں ہو سکتے۔ برج اور ستاروں کے اثرات پر یقین رکھنا شرک ہے۔ ایک طرف دوسرا طبقہ ہے جو آپس میں جب ملتے ہیں تو ایک دوسرے سے یہ ضرور پوچھتے ہیں کہ "آپ کا سٹار کون سا ہے" اور اخبار یا میگزین میں وہ صفحہ ضرور پڑھیں گے جس میں لکھا ہوتا ہے۔ "ستاروں کی روشنی میں آپ کا دن کیسے گزرے گا" اور اگر اخبار انگریزی کا ہو تو اس میں لکھا ہوتا ہے "Horoscope" ایک پرائیویٹ ٹی وی چینل پر ایک پروگرام Dr Zodiac کے نام سے آتا ہے جس عنوان ہوتا ہے "کیا لکھا ہے ہماری قسمت میں" یا "مستقبل کی بند مٹھی میں خاک ہے یا ستارہ" علم الاسماء علم الاعداد اور علم نجوم کی روشنی میں جانئے اپنے ستاروں کا حال۔ پھر ناظرین کو دعوت دی جاتی ہے کہ وہ فون نمبر 042-36307611 پر کال کر کے اس پروگرام کا حصہ بنیں۔ لوگ اپنا نام یا تاریخ پیدائش بتاتے ہیں تو "ماہرین" اُن کو مستقبل یا غیب کی خبریں بتاتے ہیں۔ ان "ماہرین" میں ایک مستقل نام یٰسین وٹو کا ہے۔ یہ ایک سفید داڑھی والے باریش بزرگ نجومی ہیں جن کا نوائے وقت اخبار میں ہر منگل کو ایک کالم "گردشِ افلاک" کے نام سے عرصہ دراز سے چھپ رہا ہے جس میں وہ برجوں اور ستاروں کا حساب لگا کر ملکی حالات کے متعلق پیش

گوئیاں لکھتے ہیں۔ اس طرح ان کا ہفتہ وار کالم "ستاروں کی روشنی میں آپ کا ہفتہ" بھی نوائے وقت سنڈے میگزین میں باقاعدگی سے شائع ہوتا ہے۔ یٰسین وٹو اور دوسرے نجومیوں کا تفصیلی ذکر بعد میں آئے گا۔

کیا پیش گوئی کرنا یا کروانا حرام ہے؟

اٹھارہ جنوری 2011ء کے نوائے وقت میں ایک چھوٹی سی خبر چھپی تھی۔ "ایک شہری نے دارالعلوم دیوبند کو سوال بھیجا تھا کہ کیا اسلام میں پیش گوئی یا غیب جاننے کی اجازت ہے۔ جس پر دارالعلوم دیوبند نے فتویٰ جاری کیا جس میں اس عمل کو ممنوعہ قرار دیتے ہوئے اسے غیر اسلامی (غیر شرعی) فعل قرار دیا"۔

اس فتوے کے ہوتے ہوئے بھی اخبارات اور جرائد میں "ستاروں کی روشنی میں" پیش گوئیوں کا سلسلہ جاری رہتا ہے تو پھر دیکھنا یہ ہے کہ اس مسئلے کی تفصیل اور حقیقت کیا ہے کیونکہ اگر ہم بے خبری میں اپنے مستقبل جاننے کے شوق میں دوزخ کا ایندھن بن گئے تو مستقبل مکمل طور پر برباد ہو جائے گا کیونکہ جس انسان کو شرک کی وجہ سے دوزخ میں بھیج دیا گیا تو پھر وہاں سے واپسی نہیں ہے۔ اس لیے یہ جاننا بہت اہم ہے کہ برجوں اور ستاروں کے متعلق علم نجوم کی حقیقت کیا ہے۔

ڈاکٹر محمد سلیم

dr.saleem37@yahoo.com

جمعۃ المبارک ۲۹ ذیقعد ۱۴۳۲ھ / ۲۸ اکتوبر ۲۰۱۱ء

برج

جب کوئی کسی سے پوچھتا ہے کہ تمہارا ستارہ (Star) کون سا ہے تو وہ اپنی تاریخ پیدائش کے مطابق جواب میں بتائے گا کہ میرا ستارہ اسد (Leo) یا جدّی (Capricorn) یا بارہ میں سے کسی اور ستارے کا نام بتائے گا جو کل بارہ اس ترتیب سے ہیں:

① حمل (Aries) ② ثور (Taurus)
③ جوزا (Gemini) ④ سرطان (Cancer)
⑤ اسد (Leo) ⑥ سنبلہ (Virgo)
⑦ میزان (Libra) ⑧ عقرب (Scorpio)
⑨ قوس (Sagittarius) ⑩ جدّی (Capricorn)
⑪ دلو (Aquarius) ⑫ حوت (Pisces)

لوگوں میں یہ بات عام ہے کہ یہ ستاروں کے نام ہیں حالانکہ یہ ستاروں کے نہیں بلکہ برجوں کے نام ہیں تو حقیقت میں جب کوئی یہ بتاتا ہے کہ میرا ستارہ اسد (Leo) ہے تو وہ دراصل بُرج کا نام بتا رہا ہوتا ہے کیونکہ شیر کی شکل کا تو آسمان پر کوئی ستارہ نہیں۔ پھر دوسری حقیقت جس کا لوگوں کو قطعاً علم نہیں وہ یہ ہے کہ تاریخ پیدائش کے مطابق برجوں کی تقسیم ڈھائی ہزار سال پہلے کی ہے جس میں تقریباً ایک ماہ کا فرق پڑ چکا ہے۔ تیسری حقیقت جس سے لوگ ناآشنا ہیں وہ یہ ہے کہ ان برجوں کا کوئی حاکم ستارہ نہیں ہوتا بلکہ ہر بُرج بذات خود کم و بیش ستاروں کا مجموعہ ہوتا ہے۔ ان نجومیوں اور "ماہرین" کو ان سب باتوں کا علم ہے لیکن یہ لوگوں کو حقیقت نہیں بتاتے اور لوگوں کو بے وقوف بنائے رکھتے ہیں کیونکہ اسی پر ان کی دوکانداری اور روزی روٹی کا دارومدار ہے۔ اگر یہ لوگوں کو حقیقت بتا دیں تو ان کا سارا کاروبار ٹھپ ہو جائے گا۔ اس لیے ان باتوں اور حقائق کا بڑی تفصیل سے جائزہ لیا جائے گا۔ تاکہ قارئین خود ان برجوں اور ستاروں کے متعلق ماہر ہو جائیں۔

برج کیسے بنتے ہیں:

ان بارہ۱۲ برجوں میں سات جانوروں کے نام پر ہیں، چار انسانوں کی شکل میں اور صرف ایک برج میزان (Libra) بے جان چیز یعنی ترازو کی شکل میں ہے۔ سات جانوروں کی شکلوں کے برج اس طرح ہیں۔ ① حمل: یعنی مینڈھا (The Ram) ② ثور: یعنی بیل (The Bull) ③ سرطان: یعنی کیکڑا (The Crab) ④ اسد: یعنی شیر (The Lion) ⑤ عقرب: یعنی بچھو (The Scorpion) ⑥ جدی: یعنی بکری (The Coat) اور ساتواں حوت: یعنی دو مچھلیاں (Fishes) چار برج جو انسانوں کی شکل میں ہیں وہ یہ ہیں۔ ① جوزا: یعنی جڑواں بچے (The Twins) ② سنبلہ: یعنی دوشیزہ (The virgin) ③ قوس: یعنی تیر انداز (The archer) اور ④ دلو: یعنی مشکیزہ بردار (The Water bearer or carrier)۔

تو یہ سات جانور، چار انسان اور ایک ترازو آسمان پر کہاں ہیں اور کیا کر رہے ہیں، کس نے ان کو شکلیں اور وجود دیا ہے۔ کیا یہ برج ازل سے ہیں یا کہیں درمیان میں نازل ہوئے، کیا یہ کھاتے پیتے بھی ہیں یا بھوکے پیاسے ہی خلا میں لٹکے ہوئے ہیں۔ ان کا کوئی وجود ہے بھی یا یہ سب خیالی افسانے ہیں اور یہ برج کیا واقعی ہی ہماری زندگیوں اور حالات پر اثر انداز ہوتے ہیں؟ یہ سب اور دیگر کئی سوالات ہیں جو میرے ذہن میں بھی ہیں اور یقیناً اُن سب لوگوں کے ذہن میں ہیں جو Horoscope اور نجومیوں پر یقین رکھتے ہیں۔

جیسا کہ میں نے بہت شروع میں لکھا ہے کہ اگر ہم ایک بغیر چاند کے اندھیری رات کو آسمان کا نظارہ کریں تو ہمیں ستارے انفرادی طور پر بھی اور یا پھر جھرمٹوں کی شکل میں نظر آتے ہیں۔ ہم جانتے ہیں کہ زمین گول ہے اور اس کے چاروں طرف آسمان اور خلا اس کو دائرے کی شکل میں گھیرے ہوئے ہے۔ ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ سورج ساکن ہے اور زمین اور دوسرے سیّارے سورج کے گرد ایک دائرے میں گھومتے ہیں لیکن اگر ہم تھوڑی دیر کے لئے یہ فرض کرلیں کہ زمین ساکن ہے اور باقی سارے ستارے، سیّارے، سورج اور چاند اس کے گرد گھوم رہے ہیں تو بات سمجھنا آسان ہو جائے گی کیونکہ جب ہم زمین پر کھڑے ہو

کر خلا اور کائنات کا نظارہ کرتے ہیں تو ہمیں یہی لگتا ہے کہ ہر چیز زمین کے گرد گھوم رہی ہے تو ہم اسی مشاہدے کو ہی بنیاد بنا کر اس نظام کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔

پہلے تو ہم زمین کے گرد ایک ایسے دائرے کی شکل ذہن میں لائیں جن میں سورج چلتا ہے۔ اس دائرے کو طریق الشّمس کہتے ہیں یا انگریزی میں Ecliptic کہتے ہیں۔ طریق الشّمس کے دائیں طرف آٹھ ڈگری اور بائیں طرف آٹھ ڈگری اگر اس راستے کو مزید کھلا کر لیں یا چوڑا کر لیں تو اب اس راستے کا نام ہوگا دائرۃ البروج۔ انگریزی میں اس وسیع کھلے دائرے یا راستے کا نام ہے Zodiac۔ اس دائرے کے اندر سورج، چاند، نظامِ شمسی کے ساتؒ سیّارے (عطارد، زہرہ، مریخ، مشتری، زحل یورینس اور نیپ چون) موجود ہیں اور اسی دائرے کے اندر ہی بارہ برجوں کے سارے جھرمٹ (Constellations) بھی موجود ہیں۔ آیئے دیکھیں یہ دائرہ کیسا لگتا ہے:
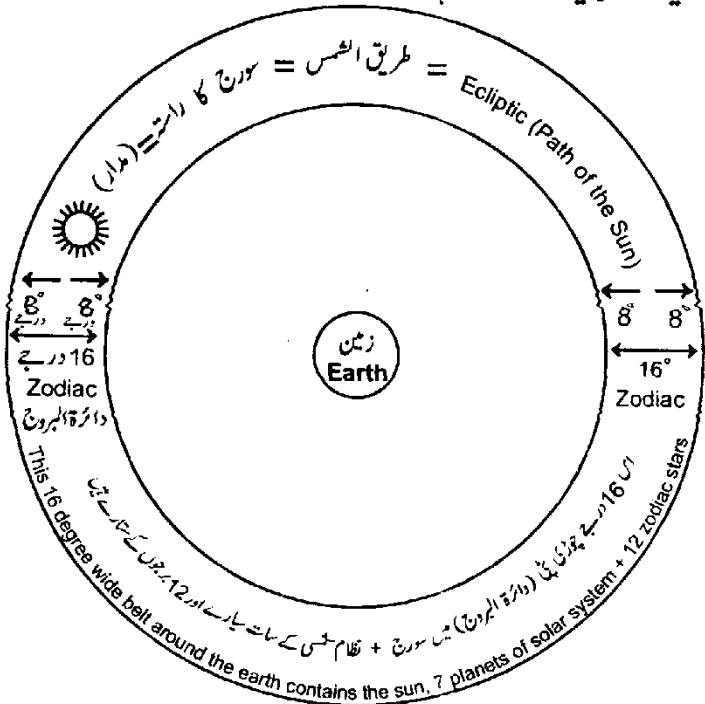
یہ دائرہ کتنا چوڑا ہے اس کا اندازہ اس بات سے لگا لیجئے کہ نظام شمسی میں سورج سے آخری سیارے کا فاصلہ دو ارب 79 کروڑ اور 50 لاکھ میل ہے۔ نظام شمسی کے اندر سات سیّاروں کا تفصیلی ذکر آگے آئے گا۔ نجومیوں کا کہنا ہے کہ ہر برج کا ایک حاکم سیّارہ ہوتا ہے اس لیے پہلے ہم برجوں کے نظام کو سمجھ لیں پھر ان سیّاروں کی تفصیل آئے گی اور ان برجوں اور سیاروں کا تعلق۔ اس وقت ہم صرف برجوں کو لے لیتے ہیں۔ اور تھوڑی دیر کے لیے فرض کر لیتے ہیں کہ جیسے اس دائرے میں صرف برج ہیں اور سیّارے یا سورج چاند ہیں ہی نہیں۔ تو اگر ہم زمین کے ارد گرد 360 ڈگری کے اس دائرۃ البروج میں فطری اور قدرتی انداز میں بکھرے ہوئے ستاروں کو دیکھیں تو ہمیں اس طرح کا منظر نظر آئے گا:
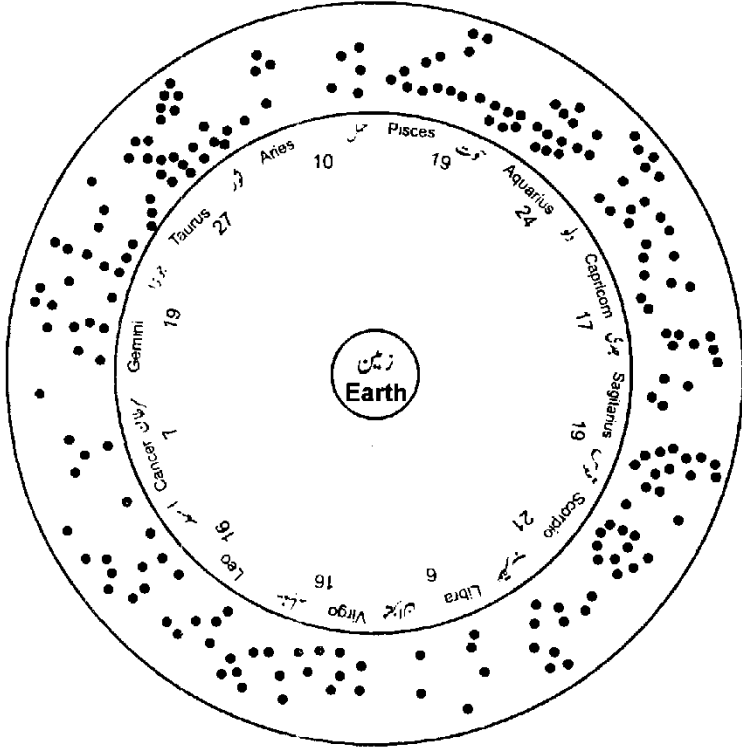
یہ کل دو سو ایک ستارے ہیں۔ کچھ انفرادی طور پر اکا دکا نظر آتے ہیں اور کچھ کسی بے ہنگم گروپ یا جھرمٹ Constellation کی شکل میں لیکن کہیں بھی کوئی مخصوص شکل

دکھائی نہیں دے رہی۔ یونانیوں نے اس 360 ڈگری کے دائرے کو بارہ (۱۲) مساوی حصوں میں تقسیم کر دیا۔ ہر حصہ برابر برابر تیس ڈگری کا ہو گیا۔ اس تقسیم کے بعد اس دائرۃ البروج کی شکل کیسے لگے گی۔ اب اگلے دائرے کو ملاحظہ فرمائیں:
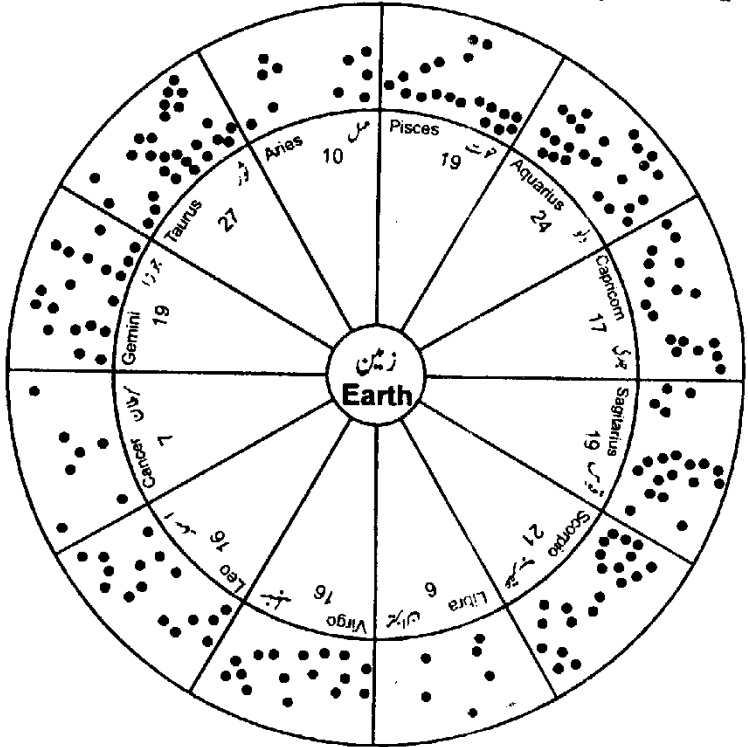
اب یہ دوسو ایک ستارے بارہ حصوں میں تقسیم ہو گئے ہیں اور ہر حصے میں جو ستاروں کی تعداد آتی ہے وہ اس حصے میں لکھ دی گئی ہے مثلاً برج حمل (Aries) میں دس ستارے ہیں۔ یہ بارہ برجوں کی ایک خام (Rough) سی شکل ہے۔ یہاں بھی بے ہنگم بکھرے ہوئے ستارے ہی نظر آرہے ہیں۔ اگر آپ کھیلنے کے لیے ان ستاروں کو آپس میں ملا کر مختلف شکلیں بنانا چاہیں تو آپ کر سکتے ہیں لیکن آپ جو بھی شکل بنائیں گے حقیقت وہی رہے گی جو یہاں نظر آرہی ہے اور وہ حقیقت یہ ہے کہ 360 ڈگری کے دائرہ میں دوسو ایک ستارے بکھرے ہوئے ہیں۔ اب ہم نے اپنی سہولت کے لیے اس دائرے کو بارہ ٹکڑوں میں کاٹ دینا ہے اور

پھر ہر ٹکڑے یا حصے یا بُرج کا علیحٰدہ علیحٰدہ مطالعہ کرنا ہے۔ آگے بڑھنے سے پہلے یہ ذہن میں رکھنا ضروری ہے کہ دائرہ چونکہ گول ہوتا ہے اس لیے اس کا آغاز (Start) یا اختتام (End) کوئی نہیں ہوتا۔ آپ کہیں بھی نمبر ایک لکھ کر آگے بارہ کی گنتی پوری کر سکتے ہیں تو پھر یونانیوں نے حمل کو کیوں برج نمبر ایک قرار دیا۔ یہ بڑی اہم اور دلچسپ بات ہے جس کی تفصیل آگے آئے گی۔ اب ہم ہر برج کا الگ الگ جائزہ لیتے ہیں۔

① برج حمل۔ Aries۔ مینڈھا۔ The Ram:
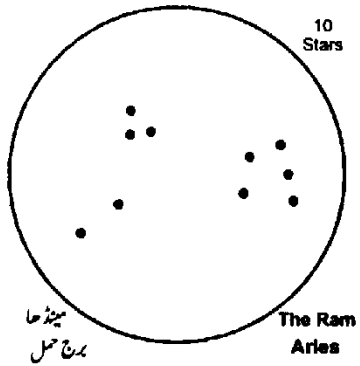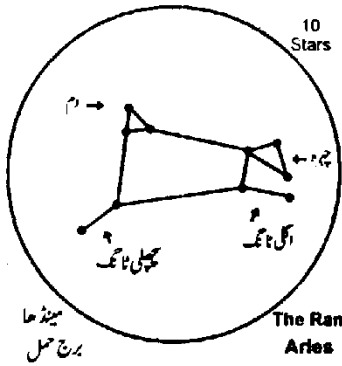
اس برج حمل میں دس ستاروں کے جھرمٹ (Constellation) کو کھیلنے کے انداز میں ایک خیالی مینڈھے کے خاکے کی شکل دے دی گئی ہے۔ بُت پرست یونانیوں نے اس خاکے میں مزید رنگ بھرے اور اس کو ایک خوبصورت جیتے جاگتے مینڈھے کی شکل میں دنیا کے سامنے پیش کیا۔ پھر بتایا کہ مارچ کی فلاں تاریخ سے اپریل کی فلاں تک جو لوگ پیدا ہوتے ہیں یہ ان کا بُت ہے اور اس بُت کے انسانی زندگی اور ملکی حالات پر فلاں فلاں اثرات ہوں گے، یہ بُت انسان کے دماغ اور سر سے جبڑوں تک کے حصے کا حاکم ہے اور ان حصوں کی فلاں بیماریاں اور مصیبتیں اس بُت کی وجہ سے لاحق ہوں گی۔ اس برج کے حامل افراد فلاں برج (یعنی برج اسد اور قوس) کے حامل افراد سے شادی یا دوستی کریں گے تو کامیاب رہیں گے اور اگر برج ثور، جوزا، دلو اور حوت کے حامل افراد سے شادی یا دوستی کریں گے تو ناکام و نامراد ہوں گے (ناموافق برج)۔ پھر کہا گیا کہ اس بُت کا حاکم ستارہ مریخ ہے جو اس بُت کو

کنٹرول کرتا ہے یعنی مریخ احکم الحاکمین خدا ہے۔ پھر اس بُت کے لیے خیر والا دن منگل کا ہے اور موافق پھول گلاب ہے۔ موافق رنگ سرخ، گلابی اور عنابی ہیں اور موافق پتھر ہیرا، یاقوت اور پکھراج ہیں اور اس بُت کا موافق یا خوش قسمت نمبر نو ہے۔ آپ بازار سے برجوں کی کوئی کتاب خریدیں تو اس پر ان بتوں کی اتنی خوبصورت شکلیں بنی ہوئی ہوتی ہیں اور ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے یہ مینڈھا آسمان پر چھلانگیں مار رہا ہے۔ میں نے اس بُرج کے متعلق معلومات مختصراً بیان کی ہیں۔ ابھی ان سارے برجوں کی تفصیل آنے والی ہے اور اندازہ ہو جائے گا لا الہ الا اللہ کہنے والی حامل قرآن قوم کہاں پھنس گئی ہے اور اس نے کس انداز سے اپنا ایمان برباد کیا۔

⑦ برج ثور۔ Taurus۔ بیل۔ The Bull:
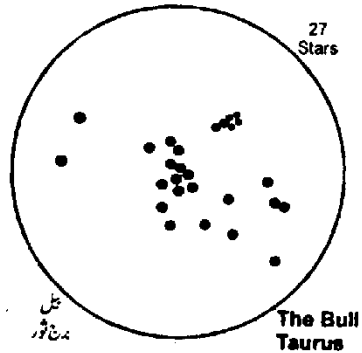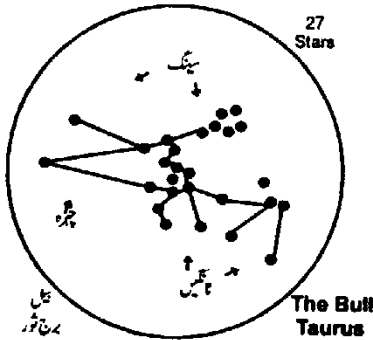
یونانیوں کی اس کوشش کے باوجود دل ماننے کو تیار نہیں کہ یہ کوئی بیل کی شکل بن گئی ہے۔ اگر آپ خود کوشش کریں تو ممکن ہے کسی سبزی، بلڈنگ یا کسی برتن کی شکل بن جائے۔ اگر بن بھی جائے تو حقیقت میں ہیں تو بس ستائیس ۲۷ ستارے۔

③ برج جوزا۔ Gemini۔ جڑواں بچے۔ The Twins:

برج جوزا میں کل انیس ۱۹ ستارے ہیں اور ان ستاروں کو جوڑنے سے دو ڈھانچے سے معلوم پڑتے ہیں۔ اگر آپ برجوں کی مختلف کتابیں دیکھیں یا اخبار یا کسی میگزین میں اس برج کی عملی تصویری دیکھیں تو مختلف لوگوں نے اپنے اپنے طور پر اس میں رنگ بھرے ہیں۔ کہیں

دوؔ بچے زمین پر بیٹھے کھیل رہے ہیں، کہیں دو جوان لڑکیاں ناک سے ناک ملائے آمنے سامنے کھڑی ہیں تو کہیں دوؔ جوان لڑکیاں بال کھولے ہاتھوں میں ہاتھ ڈالے ہوئے نظر آئیں گی۔ ایسے لگے گا جیسے ان انیس⁹¹ ستاروں کو ایک افسانے یا غزل کا رنگ دے دیا گیا۔ اور شیطان کی ہمیشہ یہی کوشش رہی ہے کہ انسان کو بے حیائی کی طرف کھینچ لے اور اللہ تعالیٰ کی تخلیق کی شکلیں بگاڑ دے۔ اب کہاں آسمان پر انیس ستاروں کا جھرمٹ اور کہاں دو جوان عورتوں کے تخیلاتی بت اور ان سے وابستہ انسان کی قسمت اور مستقبل کی خبریں!
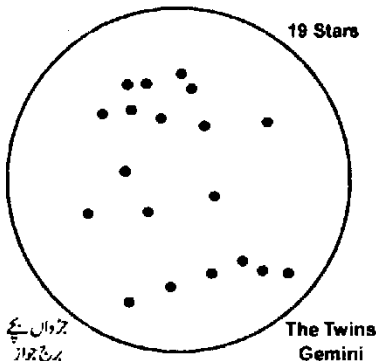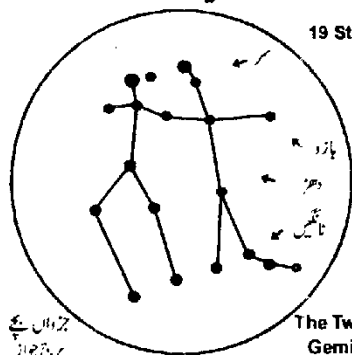
شیطان کی ایک مستقل عادت یہ بھی رہی ہے کہ انسان کو اللہ تعالیٰ سے توڑ کر کسی نہ کسی طرح بتوں سے وابستہ کر دیا جائے۔ قوم نوح کے زمانے میں پانچؔ بڑے نیک بزرگ تھے۔ ود، سواع، یغوق، یغوث اور نسر۔ جب یہ فوت ہوگئے تو شیطان نے لوگوں کو پٹی پڑھائی کہ ان بزرگوں کی تصویریں بنا کر گھروں میں رکھ لی جائیں تو ان کو دیکھ کر اللہ یاد آئے گا۔ پھر لوگوں کے دلوں میں وسوسہ ڈالا کہ ان بزرگوں کے بُت بنالیں۔ پھر آہستہ آہستہ یہ پانچ بُت قومِ نوح کا قومی نشان بن گئے اور انہی کو الٰہ بنالیا (سورہ نوح: ۲۳)۔ پاکستان میں بھی دیکھیں مُحمد علی جناح رحمہ اللہ کو قائدِ اعظم کا لقب دیا گیا حالانکہ یہ لقب صرف حضرت مُحمد ﷺ کیلئے مخصوص ہے۔ پھر ان کی تصویر ہر کرنسی نوٹ پر اور ہر سرکاری دفتر میں آویزاں ہے جبکہ اسلام میں تصویر کشی اور تصویروں کی پوجا سے منع کیا گیا ہے۔ اب اللہ تعالیٰ کو کسی نے نہیں دیکھا لیکن ایک مومن کا دل اور دھیان ہمیشہ اپنے اللہ کی طرف رہتا ہے اور جناب رسول اللہ ﷺ کو ہم میں سے کسی نے نہیں دیکھا اور نہ ہی ان کی کہیں کوئی تصویر ہے مگر ایک مسلمان کی آپ سے محبت

کا یہ عالم ہے کہ ان کی ایک ایک ادا اپنانے کو دل کرتا ہے اور نبی کریم ﷺ کی عزت اور نام پر ہر مومن اپنی جان بھی قربان کرنے کو تیار ہے۔

④ برج سرطان۔Cancer۔کیکڑا۔The Crab:
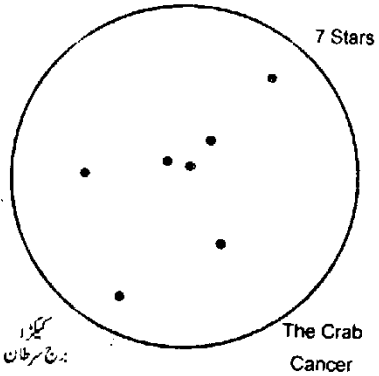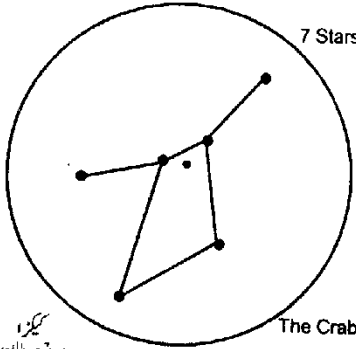
اس برج میں صرف سات ستارے ہیں۔ اِن کو لائنوں سے ملانے سے یونانیوں نے جو شکل بنائی وہ بظاہر ایسے لگتا ہے جیسے رسی پر کوئی چادر سوکھنے کے لیے ڈالی ہوئی ہے لیکن اس شکل کو کسی جانور یا کسی اور بے جان چیز سے مشابہ قرار دینا عقل سے گئی گزری بات ہے۔ پھر بھی بت پرست یونانیوں نے اس کو کیکڑے کا نام دے کر اس کی کئی ٹانگیں اور آنکھیں اور مونچھیں بنادیں اور پھر ہماری قسمت کا مالک بنادیا!

⑤ برج اسد۔Leo۔شیر۔The Lion:

16 Stars

شیر
برج اسد
The Lion
Leo
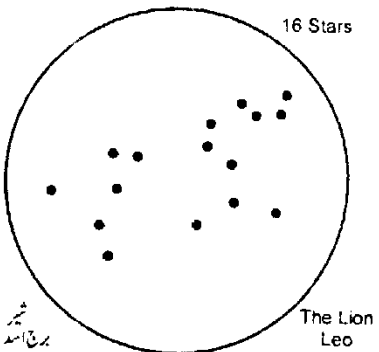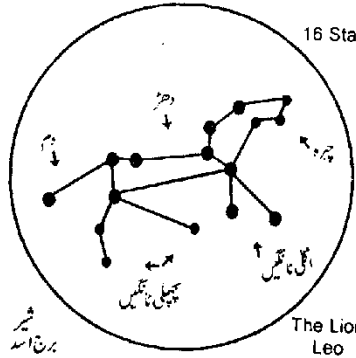
برج اسد میں کل سولہ[16] ستارے ہیں جن کو یونانیوں نے لائنیں کھینچ کر ایک شبیہ دی اور کہا کہ یہ ببر شیر ہے جو آسمانوں پر دوسرے جانوروں کا بادشاہ ہے، اس لیے یونانیوں کے نزدیک برج اسد باقی سارے برجوں کا بادشاہ تسلیم کیا جاتا ہے (کتابچہ: رابعہ بک ہاؤس، الکریم مارکیٹ، اردو بازار، لاہور۔ 042-37123555) حالانکہ ان بارہ[12] برجوں میں سے چار[4] برجوں میں انسانی شکلیں بھی ہیں۔

ستارہ پرست لوگوں کو معلوم ہے کہ یہ برج ان لوگوں کے متعلق ہے جن کی تاریخ پیدائش 24 جولائی سے 23 اگست تک ہے۔ برج معلوم کرنے کا دوسرا طریقہ یہ بھی ہے کہ آپ کے نام کا پہلا حرف کیا ہے۔ تو اس برج اسد کی خاص بات یہ ہے کہ یہ ان لوگوں کا بھی برج مانا جاتا ہے جن کا نام م سے شروع ہوتا ہے اور محمد کا پہلا حرف بھی م ہے۔ تو آیئے دیکھیں ہماری بک شاپس پر برجوں کے متعلق بکنے والی ان کتابوں میں کیا لکھا ہے:

الف: "برجوں کا انسائیکلوپیڈیا" مرتب: تاج پرویز۔ ناشر: مشتاق بک کارنر، الکریم مارکیٹ، اردو بازار، لاہور۔

① اکثر اسد افراد غلط قسم کے لوگوں میں پھنس کر نقصان اٹھانے لگتے ہیں۔ (ص:215)

② اسد افراد اس خامی کا شکار ہیں کہ وہ اچھے برُے لوگوں کو پرکھ نہیں سکتے۔ (ص:216)

③ یہ لوگ ذہین اور عقلمند ہونے کے باوجود کسی کسی وقت عقل سے کام نہیں لیتے۔ اس وجہ سے ان کی ذہانت کے چراغ بجھ جاتے ہیں۔ (ص216)

④ اسد افراد انتہا پسند واقع ہوئے ہیں وہ اپنی توانائی اور فطری صلاحیتوں میں دھماکہ خیزی پیدا کر کے اپنا قیمتی سرمایہ ضائع کر دیتے ہیں۔ (ص219)

⑤ اسد افراد جو بھی حرکات کرتے رہتے ہیں ان میں متکبرانہ اور جارحانہ روش پائی جاتی ہے۔ (ص220)

⑥ ایسا بہت کم ہوتا ہے کہ کسی شکست کا الزام آپ قبول کر لیں جبکہ ہر فتح کا تاج اپنے سر پر رکھنا ضروری خیال کرتے ہیں۔ بعض اوقات آپ معمولی فائدہ کے لیے بھی داؤ کھیلنے میں عار محسوس نہیں کرتے۔ اسد افراد خوشامد پسند ہوتے ہیں۔ (ص220)

⑦ اکثر کاموں کو جلدی نبٹا کر ان سے جلدی جان چھڑاتے ہیں اور اپنے شاہی تخت پر اس وقت تک بیٹھے رہتے ہیں جب تک ناخوشگوار کام ختم نہیں ہو جاتا۔(ص 221)

⑧ اسد افراد اپنے جملہ تعلقات میں بہت کچھ دینے کے عادی (یعنی بہت سخی) ہوتے ہیں۔ اور اس طرح فریق ثانی کی محنت کے جذبے کو برباد کر دیتے ہیں۔(ص 221)

⑨ حاکمانہ روش کا مالک اور طاقتور ہوتا ہے۔(ص 223)

⑩ اگرچہ اسد افراد کے ساتھ گزارہ کرنا آسان کام نہیں ہے لیکن یہ لوگ حیرت انگیز حد تک سخی ہوتے ہیں کیونکہ وہ اس وقت تک دیتے رہتے ہیں تاوقتیکہ لوگ تنگ آجائیں اس غیر متناسب تقسیم کے نتیجے میں بڑی بے چینی پیدا ہو جاتی ہے۔(ص 223)

⑪ اسد افراد اپنے تصورات میں اپنی ترقی و کامیابی کے منصوبے بناتے ہیں۔ ان کے تصورات میں ان کا مقام بہت بلند ہوتا ہے اور وہ ہر صورت میں اس مقام کو حاصل کرنے کی پوری پوری کوشش کرتے ہیں۔(ص 224)

⑫ یہ تصنیف و تالیف کے کاموں میں بھی بڑے جوش و خروش سے حصہ لیتے ہیں۔(ص 225)

⑬ یہ لوگ اوائل عمری میں دولت مند بن جاتے ہیں اور اگلی عمر میں ان کا دماغ روحانی تصورات میں الجھا رہتا ہے۔ اس الہامی کیفیت سے فائدہ اٹھا کر اپنے منصوبوں میں کامیاب رہتے ہیں اور حیرت انگیز ترقی و کامرانی حاصل کرتے ہیں۔(ص 227)

⑭ ہر چیز کو عقل کی کسوٹی پر رکھتے ہیں۔(ص 226)

⑮ اسد افراد حسین و جمیل لوگوں کو بہت شدت سے پسند کرتے ہیں۔ رومان پرور اور رمان انگیز خیالات و جذبات ان افراد میں بہت شدت کے ساتھ پائے جاتے ہیں۔(ص 226)

⑯ وہ اپنے گھر سے باہر رومینٹک ایڈونچر پسند کرتا ہے لیکن وہ ایسی بیوی کو برداشت نہیں کر سکتا جو اس طرح کی حرکت کرے کیونکہ اس کی بیوی کو شک و شبہ سے بالاتر رہنا چاہئے۔ (ص 228)

⑰ اسد مرد سے ایک عورت بہت جلد متاثر ہو جاتی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کی جارحیت

اور حکم چلانے کی عادت اسے پسند آجاتی ہے اور وہ اس پر لٹو ہو جاتی ہے۔ اگر ایک عورت اسد مرد سے شادی کر لیتی ہے تو اسے اس کی انا کے لیے کچھ نہ کچھ کرنا پڑے گا۔ اور اپنے جذبوں کو ختم کرنا پڑے گا۔(ص 230)

⑱ یہ لوگ پیدائشی طور پر لیڈر شپ قسم کے جذبات اپنے اندر رکھتے ہیں۔ اس طرح یہ لوگ عورتوں کے حلقے میں بے حد مقبولیت حاصل کرتے ہیں۔(ص 231)

⑲ یہ پر عزم اور طاقتور ہوتے ہیں مگر ان کے مزاج میں عجیب قسم کا اکھڑ پن بھی ہوتا ہے۔ (ص 231)

⑳ ان میں خود غرضی کے جذبات ہوتے ہیں مگر انہیں چاہیے کہ ان جذبوں پر قابو پائیں۔ (ص 231)

㉑ اسد مرد اپنے وجدانی شعور سے کام لے کر منافقت کا پتہ چلا لیتا ہے۔(ص 230)

㉒ اسد افراد اپنی دولت سے اپنے مستقبل کو مضبوط کر لیتے ہیں اور اپنے لیے عیش و آرام فراہم کر لیتے ہیں۔(ص 227,226) پھر تباہی و بربادی کا ایسا دور بھی آتا ہے کہ ان کی مالی حالت بے حد کمزور ہوتی ہے۔(ص 232)

㉓ ان میں عادت ہوتی ہے کہ معمولی سی بیماری میں بھی بستر پر دراز ہو جاتے ہیں اور خود کو زیادہ سے زیادہ آرام دینے کی کوشش کرتے ہیں۔(ص 228)

㉔ یہ لوگ صحت و توانائی اور طاقت کا سر چشمہ ہوتے ہیں تاہم رنج و الم انہیں لے ڈوبتا ہے اور ان کا چہرہ پژمردہ دکھائی دینے لگتا ہے۔ وہ محسوس کرتے ہیں کہ وہ بیمار ہو گئے اور بیمار بن کر بستر پر لیٹ جاتے ہیں حالانکہ انہیں کوئی بیماری نہیں ہوتی۔ (ص 229)

㉕ یہ لوگ دنیاوی نعمتوں سے لطف اندوز ہونا بہتر خیال کرتے ہیں اور ان سے لطف اٹھاتے ہیں۔(ص 232)

㉖ جو اسد افراد پختہ ذہن کے نہیں ہوتے وہ دوستوں پر رعب اور اجارہ داری جمائے رکھتے ہیں۔(ص 233)

㉗ اسد افراد کی یہ خامی بھی ہے کہ وہ اچھے اور برے لوگوں کو سمجھنے کی صلاحیت نہیں رکھتے۔

اور ان کی یہی کمزوری انہیں خود غرض قسم کے لوگوں کا شکار بنا دیتی ہے۔(ص 233)

۲۸ اسد افراد بڑے صاف گو ہوتے ہیں اور بعض اوقات جوش سے مغلوب ہو کر گرجنے لگتے ہیں۔ اسد بڑے ضدی ہوتے ہیں۔ وہ ایک بار جو فیصلہ کر لیں، اس پر قائم رہتے ہیں اور انہیں دلیل سے قائل کرنا بھی بے حد مشکل ہوتا ہے۔ وہ اپنی غلطی تسلیم کرنے سے پس و پیش سے کام لیتے ہیں۔(ص 235)

۲۹ ان میں تجربے اور علم کی جو کمی ہوتی ہے اسے وہ اپنی توانائی اور عزم صمیم سے پورا کرتے ہیں(ص 235)

۳۰ اگر ان کی انا مجروح ہو جائے تو وہ آپے سے باہر ہو جاتے ہیں۔(ص 235)

۳۱ اسد افراد کے لیے سب سے خطرناک زمانہ وہ ہے جب وہ طرح طرح کی ذہنی مشاغل میں مبتلا ہو کر خود کو بھلا دیتے ہیں اور وہ ورزش کی طرف بالکل توجہ نہیں دیتے۔(ص 236)

۳۲ اسد افراد کے لیے وٹامن اے اور ڈی بے حد ضروری ہے۔(ص 236)

۳۳ برج اسد کو خوش قسمت برج مانا جاتا ہے۔ سورج کائنات کا سب سے زیادہ طاقتور سیارہ کہلاتا ہے(ص 227)۔ اسد افراد کے لیے مشورہ ہے کہ اپنے سیارے سورج کے منافی کوئی کام نہ کریں اور کسی ماہر نجومی سے مشورہ کر کے اپنا زائچہ بنوائیں۔(ص 232)

ب: رابعہ بک ہاؤس۔ الکریم مارکیٹ اردو بازار لاہور کے تحت چھپنے والے کتابچہ میں لکھا ہے:(ناشر: نوید اے شیخ۔rbu_pub@hotmail.com)

۳۴ یہ لوگ انتہائی خود پسند ہوتے ہیں۔(ص 34)

۳۵ اسد افراد اپنی جرات کے باوجود ڈیپریشن سے چھٹکارا حاصل نہیں کرتے۔(ص 35)

۳۶ اسد افراد دوسروں کی خامیاں تلاش کرتے رہتے ہیں اور اپنے آپ کو خامیوں سے مبرّا خیال کرتے ہیں۔ اپنے ماتحتوں کی ذرا سی غلطی بھی معاف نہیں کرتے۔(ص 46)

۳۷ خوشامد پسند ہونے کی وجہ سے چاہتے ہیں کہ لوگ ان کی زیادہ سے زیادہ تعریف کریں۔ (ص 47 46)

۳۸ خوشامد پسند ہونے کی وجہ سے انہیں اچھے اور برے لوگوں کی شناخت نہیں رہتی۔(ص 47)

(۳۹) یہ لوگ کسی کی مخالفت پسند نہیں کرتے۔ بلکہ ہر ایک کو اپنے زیر اثر رکھنے کے خواہش مند ہوتے ہیں۔ (ص48)

(۴۰) یہ لوگ تکبّر پسند اور اکھڑ ہوتے ہیں۔ اور اپنی غلط بات کو صحیح منوانے کی کوشش کرتے ہیں۔ (ص48)

(۴۱) یہ اکثر و بیشتر جذباتی فیصلے کرتے ہیں جس سے انہیں نقصان اٹھانا پڑتا ہے۔ (ص48)

(۴۲) اسد مرد بیوی کو اس کی مرضی کے مطابق زندگی بسر نہیں کرنے دیتا۔ (ص48)

برج اسد اور م سے محمد ﷺ:

میں نے یہ ساری باتیں بڑے بوجھل دل کے ساتھ لکھی ہیں اور میں اس پر اللہ تعالیٰ سے معافی کا طلب گار ہوں۔ کتاب کے مصنف اور ناشر کو اچھی طرح معلوم ہے کہ م (میم) سے شروع ہونے والا نام محمد دنیا میں سب سے زیادہ معروف نام ہے۔ یہ نام پوری دنیا میں دن میں پانچ بار اذان میں بلند ہوتا ہے۔ کلمہ کا حصہ ہے اور محمد ﷺ نام کے خلاف لکھا یا بولا گیا ایک جملہ سارے اعمال برباد کر دیتا ہے۔ دنیا و آخرت کی بربادی کا سامان بن جاتا ہے، تو چالیس سے زیادہ ایسے جملے لکھے ہیں جن میں ہر جملہ محمد نام سے نفرت، بغض، عداوت، دشمنی، حسد، جلن اور کینہ کا آئینہ دار ہے۔ میں یہ باتیں اور جملے کبھی نہ لکھتا لیکن اللہ اور محمد ﷺ کے دشمنوں کی ان زہر آلود باتوں کو منظر عام پر لانا بھی ضروری ہے جن کو وہ برجوں اور ستاروں سے (بظاہر) منسوب کرتے ہیں۔

برج اسد پر مزید بات کرنے سے پہلے میں محمد ﷺ کے بے مثل اخلاق پر چند باتیں لکھ دیتا ہوں۔ تاکہ دنیا کو معلوم ہو جائے کہ ان ستارہ پرستوں نے اپنی جو ایک مصنوعی دنیا آباد کر رکھی ہے وہ حقیقت سے کتنی مختلف ہے۔ محمد ﷺ کے شمائل و خصائل کی بلندی اور کمال کا یہ عالم ہے کہ ان کی حقیقت اور تہہ تک نہ رسائی ممکن ہے اور نہ اس کی گہرائی ناپی جا سکتی ہے۔ جس ہستی پر خود اللہ تعالیٰ درود و سلام بھیجتا ہے، اس کے شرف و عزت پر ہمارے قلم کیا لکھ سکتے ہیں اور کہاں تک لکھ سکتے ہیں۔

آپ ﷺ کے چہرے پر ہمیشہ بشاشت رہتی، سہل خو اور نرم پہلو تھے، جفاجو اور سخت خو نہ تھے۔ نہ چیختے چلاتے تھے نہ فحش بات کہتے تھے نہ زیادہ عتاب فرماتے تھے نہ بہت تعریف کرتے تھے۔ آپ نے تین باتوں سے اپنے نفس کو محفوظ رکھا ① ریا سے ② کسی چیز کی کثرت سے ③ اور لایعنی بات سے اور تین باتوں سے لوگوں کو محفوظ رکھا ① کسی کی مذمت نہیں کرتے تھے۔ ② کسی کو عار نہیں دلاتے تھے اور ③ کسی کی عیب جوئی نہیں کرتے تھے۔ آپ وہی بات زبان پر لاتے جس میں ثواب کی امید ہوتی تھی۔ جب آپ تکلّم فرماتے تو آپ کے ہم نشین یوں سر جھکائے ہوتے گویا سروں پر پرندے بیٹھے ہیں۔ اور جب آپ خاموش ہوتے تو لوگ گفتگو کرتے۔ اجنبی آدمی درشت کلامی سے کام لیتا تو آپ صبر کرتے اور اگر کوئی نامناسب بولتا تو اس سے رخ پھیر لیتے۔ کوئی ضرورت سے آپ کے پاس بیٹھتا یا کھڑا ہوتا تو آپ اتنے صبر کے ساتھ اس کے لیے رکے رہتے کہ وہ خود ہی واپس ہوتا۔ کوئی کسی ضرورت کا سوال کر دیتا تو آپ اسے عطا کیے بغیر یا اچھی بات کہے بغیر واپس نہ فرماتے۔ سب آپ کے نزدیک یکساں درجہ رکھتے تھے۔ کسی کو فضیلت تھی تو تقوی کی بنیاد پر۔

آپ سب سے زیادہ عادل، پاک دامن، صاف گو اور امانت دار تھے۔ نبوت سے پہلے بھی آپ کو صادق اور امین کہا جاتا تھا اور دور جاہلیت میں آپ کے پاس فیصلے کے لیے مقدمات لائے جاتے تھے۔ ایک بار ابو جہل نے آپ سے کہا ہم آپ کو جھوٹا نہیں کہتے۔ البتہ آپ جو کچھ لے کر آئے ہیں، اسے جھٹلاتے ہیں۔ ابو سفیان رضی اللہ عنہ نے روم کے بادشاہ ہرقل کو بھی یہی بات بتائی کہ محمد ﷺ صادق ہیں۔

آپ سب سے زیادہ متواضع اور تکبّر سے دور تھے۔ آپ اپنی تعظیم میں صحابہ کرام کو کھڑا ہونے سے منع فرماتے۔ مسکینوں کی عیادت فرماتے، فقرا کے ساتھ اٹھتے بیٹھتے تھے، غلام کی دعوت قبول فرما لیتے تھے۔ اپنے جوتے خود ٹانکتے تھے، اپنے کپڑے خود سیتے تھے اور گھر کا کام کاج کر دیتے تھے، بکری کا دودھ خود دوہتے تھے۔

آپ سب سے بڑھ کر عہد کی پابندی کرتے تھے، صلہ رحمی فرماتے تھے، لوگوں کے ساتھ سب سے زیادہ شفقت اور رحم سے پیش آتے تھے، رہائش و ادب میں سب سے اچھے

تھے، بُرائی کا بدلہ بُرائی سے نہ دیتے تھے بلکہ معافی اور درگزر سے کام لیتے تھے۔ کسی کو اپنے پیچھے چلتا ہوا نہ چھوڑتے تھے۔ اپنے خادم کا کام خود ہی کر دیتے تھے۔ کبھی اپنے خادم کو اُفّ نہیں کہا۔ نہ ان پر کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے پر عتاب فرمایا۔ مسکینوں سے محبت کرتے تھے ان کے ساتھ اٹھتے بیٹھتے تھے ان کے جنازوں میں حاضر ہوتے تھے۔ کسی فقیر کو اس کے فقر کی وجہ سے حقیر نہیں سمجھتے تھے۔

رسول اللہ ﷺ اسلام کی اشاعت کے بارے میں پیہم غموں سے دوچار تھے۔ ہمیشہ غور و فکر فرماتے رہتے تھے۔ آپ کے لیے راحت نہ تھی۔ بلا ضرورت نہ بولتے تھے۔ دیر تک خاموش رہتے تھے۔ جب بولتے تو جامع اور دوٹوک کلمات کہتے تھے جن میں نہ فضول گوئی ہوتی تھی نہ کوتاہی۔ آپ کی گفتگو اعجاز اور ایجاز کا حسین امتزاج ہوتی تھی۔ اپنے نفس کے لیے نہ غضبناک ہوتے نہ انتقام لیتے۔ ہاں اگر کوئی حق کو نقصان پہنچاتا تو جب تک انتقام نہ لے لیتے آپ کے غضب کو روکا نہ جاسکتا تھا۔ جب اللہ کی حرمت چاک ہوتی تو آپ اللہ کے لیے انتقام لیتے۔ بردباری، قوت برداشت، بدلے کی قدرت کے باوجود درگزر اور مشکلات پر صبر ایسے اوصاف تھے جن کے ذریعے اللہ نے آپ کی تربیت کی تھی۔ محمد ﷺ کی بلندی کردار کا عالم یہ تھا کہ آپ کے خلاف دشمنوں کی ایذارسانی اور بدمعاشوں کی خودسری اور زیادتی جس قدر بڑھتی گئی آپ کے صبر و حلم میں اسی قدر اضافہ ہوتا گیا۔

نبی ﷺ فصاحت و بلاغت میں ممتاز تھے۔ آپ طبیعت کی روانی، الفاظ کے نکھار، فقروں کی جزالت، معانی کی صحت اور تکلّف سے دوری کے ساتھ ساتھ جوامع الکلم (جامع باتوں) سے نوازے گئے تھے۔ آپ کو نادر حکمتوں اور عرب کی تمام زبانوں کا علم عطا ہوا تھا، چنانچہ آپ ہر قبیلے سے اس کی زبان اور محاوروں میں گفتگو فرماتے تھے۔ آپ میں بدویوں کا زور بیان اور قوتِ تخاطب اور شہریوں کی شستگی الفاظ اور شگفتگی وشائستگی جمع تھی۔ اس پر وحی کی تائید الگ تھی۔ آپ اپنی طرف سے کچھ نہ فرماتے۔ وہی فرماتے جو آپ کی طرف وحی کی جاتی۔ آپ خاموش ہوتے تو باوقار اور بولتے تو پرکشش، گفتگو میں چاشنی ہوتی، بات واضح اور دوٹوک، نہ مختصر نہ فضول، انداز ایسا کہ گویا موتی جھڑ رہے ہیں۔ کسی کی طرف توجہ فرماتے تو

پورے وجود کے ساتھ متوجہ ہوتے۔ سب سے زیادہ نرم طبیعت اور سب سے شریف ساتھی تھے۔ سب سے جلد راضی ہو جاتے تھے۔ جود و کرم میں بے مثل تھے۔ آپ اس طرح بخشش و نوازش فرماتے تھے کہ فقر کا اندیشہ ہی نہ تھا۔ آپ سب سے بڑھ کر پیکر جود و سخا تھے اور رمضان مبارک میں آپ کی سخاوت اور بڑھ جاتی۔ ایسا کبھی نہ ہوا کہ آپ سے کوئی چیز مانگی گئی ہو اور آپ نے نہ کہہ دیا ہو۔

شجاعت، بہادری اور دلیری میں آپ کا مقام سب سے بلند اور معروف تھا۔ نہایت کٹھن اور مشکل مواقع پر جبکہ بڑے بڑے بہادروں کے پاؤں اکھڑ گئے' آپ اپنی جگہ برقرار رہے اور پیچھے ہٹنے کی بجائے آگے ہی بڑھتے گئے۔ نہ کبھی بھاگے نہ پسپا ہوئے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جب زور کا رن پڑتا اور جنگ تیز ہو جاتی تو ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آڑ لیا کرتے تھے۔

آپ سب سے زیادہ حیادار اور پست نگاہ تھے۔ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ پردہ نشین کنوری عورت سے بھی زیادہ حیادار تھے۔ جب آپ کو کوئی بات ناگوار گزرتی تو چہرے سے پتہ چل جاتا۔ اپنی نظریں کسی کے چہرے پر نہ گاڑتے تھے۔ نگاہ پست رکھتے تھے اور عموماً نیچی نگاہ سے تاکتے۔ حیا اور کرم نفسی کا یہ عالم تھا کہ کسی سے ناگوار بات اس کے روبرو نہ کہتے اور کسی کی کوئی ناگوار بات آپ تک پہنچتی تو نام لے کر اس کا ذکر نہ کرتے بلکہ یوں فرماتے کہ کیا بات ہے کہ کچھ لوگ ایسا کر رہے ہیں۔

امہات المومنین کے ساتھ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رہائش نہایت شریفانہ' باعزت' بلند پایہ اور عمدہ انداز کی تھی۔ ازواج مطہرات بھی شرف' قناعت' صبر' تواضع' خدمت اور ازدواجی حقوق کی نگہداشت کا مرقّع تھیں حالانکہ آپ بڑی روکھی پھیکی اور سخت زندگی گزار رہے تھے جسے برداشت کر لینا دوسروں کے بس کی بات نہ تھی۔ آپ نے کبھی میدے کی نرم روٹی نہ کھائی حتی کہ اللہ سے جا ملے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ دو دو ماہ گزر جاتے، تیسرے مہینے کا چاند نظر آ جاتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر چولہا نہ جلتا اور بس پانی اور کھجور پر گزارہ ہوتا۔ اس سخت زندگی کے باوجود جب سورہ الاحزاب کی آیات ۲۸ / ۲۹ نازل ہوئیں جن میں ازواج مطہرات کو اختیار دیا گیا تھا کہ وہ دنیا اور اس کی زینت چاہتی ہیں یا اللہ، اس کے

رسول اور آخرت کو' توانہوں نے اپنی خوشی اور رضامندی سے اللہ اور اس کے رسول کو ترجیح دی اور ان سب بیویوں میں سے ایک بھی دنیا کی طرف مائل نہ ہوئی۔
(الرحیق المختوم ص ۶۴۲۔۶۵۳)

آپ ﷺ کے عظیم اور بے مثال اخلاق کی یہ ادنیٰ سی جھلک تھی۔ اس اخلاق کی اللہ تعالیٰ نے یوں تعریف فرمائی: ﴿وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ﴾ (القلم:۴) "یقیناً آپ عظیم اخلاق پر ہیں" آپ کی بابرکت ذات خوبیوں کا مجموعہ تھی۔ کوئی خامی نہ تھی' نہ کوئی جسمانی نقص تھا اور نہ روحانی۔ نہ کردار میں کوئی دھبہ تھا اور نہ اخلاق میں۔ آپ خود بھی ہدایت والے سیدھے راستے پر تھے۔ (یٰسین: ۴) اور کل عالم کی ہدایت کے لیے مبعوث ہوئے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے آپ کی بے داغ اور بے مثال ہستی کو قیامت تک آنے والے سارے جن وانس کے لیے بہترین نمونہ قرار دے دیا ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ "یقیناً تمہارے لیے رسول اللہ ﷺ میں عمدہ نمونہ (موجود) ہے"۔ (الاحزاب:۲۱) لیکن ساتھ ہی یہ بھی بتا دیا ہر اس شخص کے لیے جو اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن کی توقع رکھتا ہے اور کثرت سے اللہ تعالیٰ کو یاد کرتا ہے۔ اس سے ایک مطلب یہ بھی نکلتا ہے کہ جس شخص کو آخرت کا یقین نہیں، اس کو کیا ضرورت پڑی ہے کہ وہ آپ کو نمونہ بنا کر زندگی گزارے۔

برج اسد اور لفظ م اور بالواسطہ (indirect) توہین رسالت:

برج اور ستاروں کے علم (نجوم) سے ہمیں یہ پتہ چلا تھا کہ ہر وہ شخص جس کا نام لفظ م سے شروع ہوتا ہے، اس میں اچھی خوبیوں کے ساتھ ساتھ منفی باتیں بھی ہوتی ہیں اور ایسی چالیس سے زیادہ منفی باتوں کا ہمیں پتہ چلا۔ اب ہمیں مزید یہ معلوم ہو گیا کہ لفظ م سے محمد سب سے اہم اور معروف نام ہے اور اس نام کی ہستی میں ایسی کوئی ایک بھی منفی صفت نہیں کیونکہ اس کی گواہی خود اللہ تعالیٰ نے دی ہے۔ تو اس سے نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ قرآن وحدیث کا علم حقیقی اور اصلی ہے جبکہ برجوں اور ستاروں سے منسوب علم جعلی' خود ساختہ اور باطل ہے اور یہ چیز برج اسد کی تفصیل سے ظاہر ہوئی۔ اگر برج اسد کے متعلق علم باطل نکلا ہے تو باقی برجوں کا بھی یہی حال ہے۔ اگر کوئی انسان اسد سے منسوب باتوں کا یقین کر لیتا ہے تو اس

کے سارے اعمال باطل ہیں اور اس کی دنیا و آخرت برباد ہے کیونکہ برج اسد کے متعلق لکھی گئی باتوں پر یقین کر لینے سے یہ بات لازم آتی ہے کہ ہم ان سب باتوں کو بھی درست مان لیں جو م سے شروع ہونے والے ناموں سے منسوب ہیں جس سے دوسرا مطلب یہ نکلتا ہے کہ ہمیں یہ منفی باتیں کسی بھی محمد نامی شخص میں درست (معاذ اللہ) ماننی پڑیں گی۔ پھر یا تو قرآن پر ایمان لائیں یا علم نجوم پر۔ تیسرا کوئی راستہ نہیں۔ ان ساری باتوں سے یہ بھی حقیقت کھل کے سامنے آجاتی ہے کہ کوئی بھی مسلمان ایسی منفی باتیں نہ تو لکھ سکتا ہے۔ (لکھنا دور کی بات، سوچ بھی نہیں سکتا) اور نہ ہی شائع کر سکتا ہے تو پھر یہ کس کا کام ہے؟ غیر مسلم کا! اب نام ہو مسلمانوں جیسا اور کام ہو کافروں جیسا تو وہ کون ہو سکتا ہے؟ پکا منافق یا قادیانی یا یہودی! میری اس کتاب لکھنے کا مقصد بھی یہی ہے کہ ہم ایک طرف تو اس علم نجوم کے باطل ہونے کو سمجھ لیں دوسرے اس باطل علم کے پیچھے چھپی کافروں کی سازش کا ادراک کر لیں۔

برج اسد اور سورج:

برجوں کا انسائیکلوپیڈیا نامی کتاب جس کا میں نے حوالہ دیا ہے اس میں مصنف لکھتا ہے "برج اسد کے افراد ہر چیز کو عقل کی کسوٹی پر رکھتے ہیں" یہاں وحی کی صاف نفی ہے اور بتانا یہ مقصود ہے کہ محمد ﷺ نے نبوت کا جھوٹا (نعوذ باللہ) دعویٰ کیا بلکہ جو کچھ وہ تبلیغ کر رہے ہیں وہ اپنی عقل سے تراشیدہ ہے۔ یہاں اللہ تعالیٰ کی ذات کا بھی انکار ہے۔ اسی لیے اس مصنف نے آخر میں لکھا ہے "اسد افراد کے لیے مشورہ ہے کہ اپنے سیارے سورج کے منافی کوئی کام نہ کریں اور کسی ماہر نجومی سے مشورہ کر کے اپنا زائچہ بنوالیں" ان ستارہ پرستوں کے نزدیک یہی تصور ہے کہ انسان کی زندگی اور دوسرے حالات ان برجوں کے تابع ہوتے ہیں اور یہ برج پھر آگے دوسرے سیاروں کے تابع ہوتے ہیں جن کو حاکم ستارے یا سیارے کہتے ہیں (ان سب کی تفصیلی بات آگے آنے کو ہے)۔ یہاں اصل میں اللہ تعالیٰ کی حاکمیت، محمد ﷺ کی نبوت، اور قرآن کا مذاق اڑایا گیا ہے اور مشورہ دیا گیا ہے کہ سورج کو ناراض نہیں کرنا اور اگر کوئی پریشانی ہے اور بات سمجھ نہیں آرہی تو پھر نجومی سے مدد حاصل کریں وہ زائچہ بنا کر سردار الانبیاء کو "سیدھے راستے" پر لگا دے گا۔ اگر آپ اسد افراد کی دی گئی چالیس سے زائد

منفی باتوں کو دوبارہ پڑھیں تو یہ واضح ہو جائے گا کہ مصنف نے رسول اللہ، رسالت، صحابہ کرام، ازواج مطہرات، تعداد ازواج، وحی اور دیگر اسلامی باتوں جیسے اللہ کی راہ میں زیادہ خرچ کرنے (سخاوت) کا جی بھر کر مذاق اڑایا ہے۔

برج اسد اور اسلام کا مذاق:

آیئے ہم چیدہ چیدہ نکات کو دیکھتے ہیں کہ کس طرح اسلام اور شارع اسلام علیہ الصلوٰۃ السلام کا مذاق اڑایا گیا ہے۔

① یہاں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو غلط قسم کے لوگ کہا گیا ہے۔

② یہاں نبی کریم ﷺ کی فہم وفراست پر حملہ ہے۔

④ یہاں آپ ﷺ کو Extremist کہا گیا ہے۔

⑨ غزوہ احد کی طرف اشارہ ہے۔

⑩ اللہ کے حکم انفاق اور حضور کی بے مثل سخاوت کا مذاق اُڑایا گیا ہے۔

⑪ اللہ تعالیٰ نے جو آپ کو عزت، مقام و بلند مرتبہ عطا فرمایا ہے اس کو حقیقی نہیں بلکہ خیالی بتایا گیا ہے۔ یہاں بھی قرآن اور وحی کا انکار ہے۔

⑫ قرآن پاک حضور نے خود تصنیف کی ہے کیونکہ آپ مصنف تھے (معاذ اللہ)

⑬ یہ جوانی میں اپ کی تجارت کی طرف اشارہ ہے اور پھر چالیس سال کی عمر میں نبوت عطا ہوئی اس نبوت کو اس نے آپ ﷺ کا دماغی الجھاؤ، روحانی تصورات اور بس ایک روحانی کیفیت قرار دیا ہے۔ یعنی جبرائیل علیہ السلام کا وحی لانا ایک تصوراتی چیز تھی۔

⑭ یعنی حضور نے اللہ تعالیٰ کی بجائے اپنی عقل کو اِلٰہ بنایا ہوا تھا۔ (نعوذ باللہ)

⑮ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کنواری تھیں، جوان تھیں اور خوبصورت تھیں اور آپ ﷺ کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بہت محبت تھی۔

⑰ یہ ان عورتوں کی طرف اشارہ ہے جنہوں نے اپنے آپ کو حضور کے لیے ہبہ کر دیا تھا۔

⑱ عورتوں کے کے حلقے میں مقبول ہونے سے مراد آپ کی گیارہ بیویاں اور چند لونڈیاں

تھیں۔ کیونکہ کفار کو اس نقطے پر سخت جلن ہوتی ہے۔

(۴۱) یہاں قرآن کا انکار ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو وحی کے ذریعے منافقوں کی اطلاع دی تھی۔

(۴۲) یہ فدک کے باغ کی طرف اشارہ ہے جہاں سے آپ کی ازواج کا خرچا چلتا تھا۔

(۴۳) دوستوں پر رعب اور اجارہ داری سے مراد وہ کیفیت ہے کہ صحابہ کرام کو آپ کے سامنے اونچی آواز میں بات کرنے سے منع کر دیا گیا تھا۔ صحابہ کرام ویسے بھی آپ کے ہر حکم پر لبیک کہتے تھے۔ اس کو اس نے "اجارہ داری" سے تعبیر کیا ہے۔

(۴۹) یہاں حضور کو ناتجربہ کار اور ناقص العلم قرار دیا گیا ہے۔

(۴۲) یہاں اس واقعہ کی طرف اشارہ ہے جب ازواج مطہرات نے بتقاضہ بشریت خرچے کا مطالبہ کر دیا۔ آپ نے ۲۹ دن تک بیویوں سے علیحدگی اختیار کی کیونکہ آپ کی طبیعت زاہدانہ تھی۔

برجوں کا انسائیکلوپیڈیا — خرافات سے بھری ہوئی کتاب کے اس مصنف نے تو رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی بن سلول کی یاد تازہ کر دی ہے کیونکہ وہ حضور ﷺ پر طعن و تشنیع کا کوئی موقعہ ہاتھ سے نہ جانے دیتا تھا۔ قارئین! آپ نے دیکھ لیا کہ برج اسد تو ایک بہانہ ہے، برج اسد تو حضور ﷺ پر طعن آمیز حملے کرنے کے لیے ایک آڑ کے طور پر استعمال کیا گیا ہے۔ ہماری "پڑھی لکھی" نوجوان نسل کے کچے ذہنوں میں حرف م سے شروع ہونے والے نام کے بارے میں شکوک و شبہات پیدا کرنے اور اس نئی نسل کو گمراہ کرنے، اپنے نبی سے برگشتہ کرنے اور اسلام سے دور کرنے کے لیے یہ ابلیسی قوتیں کتنی مہارت سے سرگرم ہیں اور ہمارے درس نظامی سے فارغ علماء کا کبھی اس طرف دھیان ہی نہیں گیا۔ "آپ کا ستارہ کون سا ہے" "ستاروں کی روشنی میں" "Dr. Zodiac" کے شیطانی جال سے ایک پوری نسل کے ایمان کی جڑ کاٹ دی گئی ہے۔

⑥ برج سنبلہ۔Virgo۔دوشیزہ۔The Virgin:
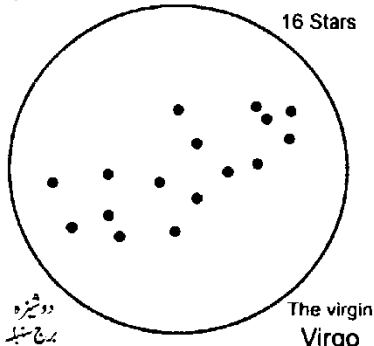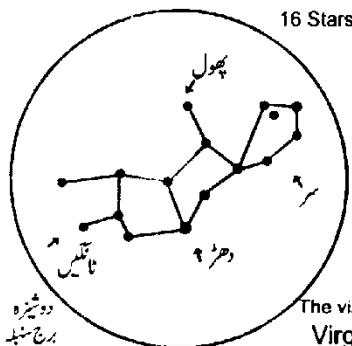
برج سنبلہ میں سولہ ستارے ہیں۔ پھر لائنیں کھینچنے سے جو شکل بنی ہے وہ بھی آپ کے سامنے ہے اس کو ذہن میں رکھتے ہوئے آپ برجوں کی کتابیں دیکھیں یا انٹرنیٹ پر ملاحظہ کریں تو کہیں تو ایسا نظر آئے گا کہ ایک جوان عورت تکیہ سے ٹیک لگائے دائیں ہاتھ میں پھول پکڑے بیٹھی ہوئی ہے۔ کہیں یہ عورت مختلف شکلوں میں نیم دراز ہے۔ اور کہیں صرف لڑکی کا کھلے بالوں کے ساتھ چہرہ ہی دکھایا گیا ہے۔ بس ایک بہانہ مگر سو افسانہ ہے۔ اس برج کے سولہ ستاروں کو دوبارہ دیکھیں کہیں شائبہ بھی ہے کہ یہ ستاروں کا جھرمٹ (Constellation) ایک کنواری لڑکی کی تصویر ہے جس نے ایک ہاتھ میں پھول پکڑا ہوا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے تو عورتوں کے بارے میں پردے کے احکام نازل فرمائے ہیں اور بے حیائی کو شیطانی فعل قرار دیا ہے۔ یونانی تو بُت پرست مشرک تھے اور اب بھی ہیں مگر ہم کو کیا ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی تخلیق کو ایک تصوراتی بے حیائی کی شکل دے دی۔ یہ تو اللہ تعالیٰ پر جھوٹ اور الزام ہے کہ آسمانوں پر ایک نیم عریاں دوشیزہ پھول پکڑے نیم دراز ہے۔

شرم وحیا اسلام کا امتیاز ہے جب کہ عریانی و بے حیائی طاغوت کا خاصہ ہے۔ اب یورپ کے کئی ملکوں میں نقاب وحجاب پر جو پابندیاں لگائی گئی ہیں، اس کے پیچھے بھی وہی طاغوتی ذہن ہے جو انٹرنیٹ، موبائل فونز اور برجوں ستاروں کے مصنوعی علوم کے ذریعے مسلمان نوجوان نسل کو بے حیائی سے آشنا کر کے اسلام سے دور کرنے کے لیے سرگرم ہے۔

⑦ برج میزان:Libra۔ترازو۔The Scales:
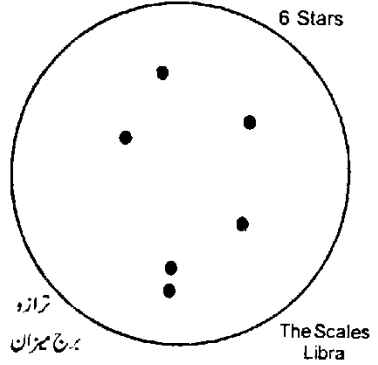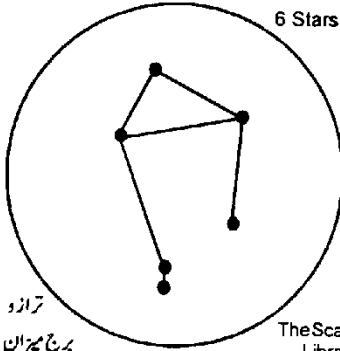
برج میزان میں صرف چھ ستارے ہیں جن کو ایک بائیں طرف جھکے ہوئے میزان سے تشبیہ دی گئی ہے۔

⑧ برج عقرب:Scorpius۔بچھو۔The Scorpion:
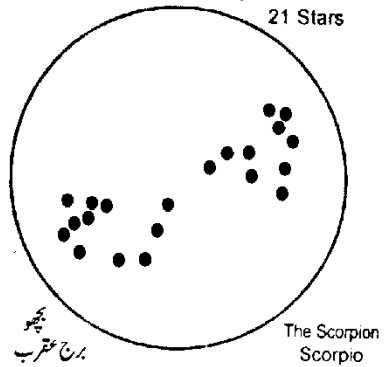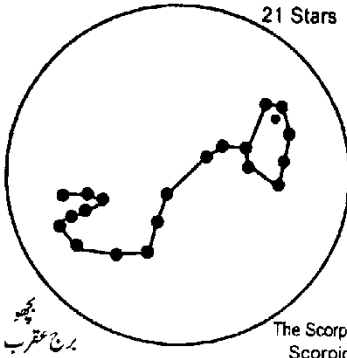
برج عقرب میں کل اکیس ۲۱ ستارے ہیں۔کیا آپ کو یہ بچھو لگتا ہے؟

⑨ برج قوس:Sagitarius۔تیر انداز The archer:

برج قوس میں کل انیس ستارے ہیں۔اس کو ایسے تیر انداز سے تشبیہ دی گئی ہے جو اپنی آدھی کٹی ہوئی ٹانگوں پر کھڑا کافی آگے جھکا ہوا ہے اور اس نے تیر کمان کے اندر ایک تیر کھینچا ہوا ہے جو کہ تیر کی شکل کی بجائے ایک چھوٹی سی لائن ہے جو دو ستاروں کو ملا رہی ہے۔ آدمی کا

دھڑ ایسے لگتا ہے جیسے دو پاؤں والی چارپائی ہے جس کی بنتی ہونا باقی ہے اور تیر انداز کا سر یا چہرہ بس ایک تکون ہے۔
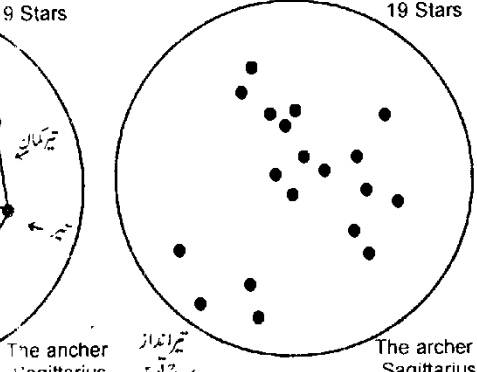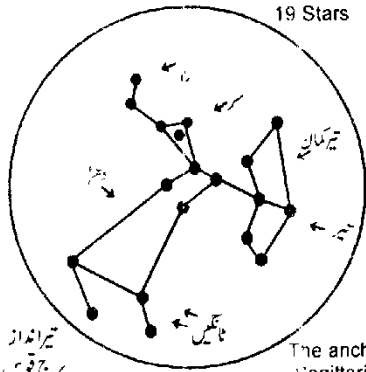
لیکن اگر آپ کتابوں، اخبارات وغیرہ میں برج قوس کا نشان دیکھیں تو کہیں تو ایک آدمی ہے جو تیر کمان سے تیر کا نشانہ باندھ رہا ہے۔ کبھی شکل اس طرح ہے کہ نیچے چار ٹانگوں پر گھوڑا ہے جس کے اوپر آدھے انسان کی شکل ہے، لمبی زلفوں کی لٹیں، داڑھی اور پھر بڑی فیشن ایبل تیر کمان تھامے ہوئے ہے۔ کہیں یہ کام عورت سے لیا گیا ہے اور اس میں رومانس بھر دیا گیا ہے۔

⑩ برج جدی:Capricorn۔بکری۔The Goat:
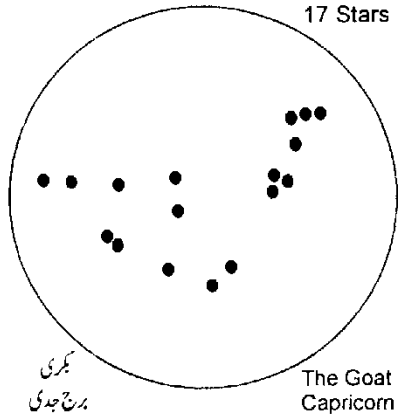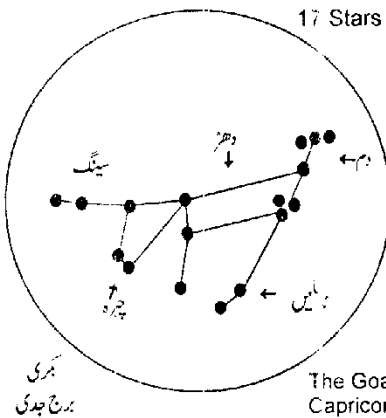
برج جدی میں کل سترہ ستارے ہیں۔ یہاں بھی ایسی شکل وضع کی گئی کہ آسمان پر چھلانگیں مارتی ہوئی سینگوں والی بکری ہے۔ کتابوں وغیرہ میں کہیں صرف اگلی دو ٹانگوں والی بکری بنائی گئی ہے جس کی دم جل پری کی طرح ہے۔ ایک تصویر میں ایک جوان عورت ہے جس کے کندھے پر بکری بیٹھی ہے اور عورت کے ہاتھ میں رکھا چارہ کھا رہی ہے۔ اب آپ دیکھیں کہ حقیقت میں یہ 17 ستارے کیسے نظر آتے ہیں اور پھر کیسے افسانہ بنایا گیا ہے۔

(11) برج دلو: Aquarius مشکیزہ بردار۔ The Water Carrier:
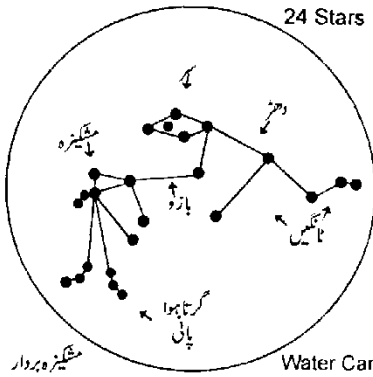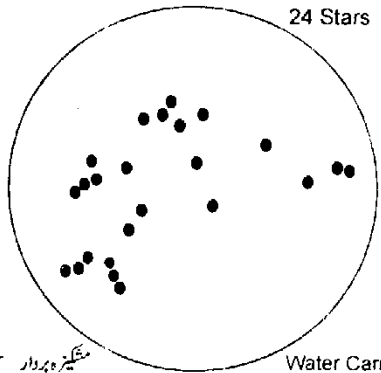
برج دلو میں کل چوبیس ستارے ہیں۔ پتہ نہیں کون سا آرٹسٹ تھا جس نے فارغ وقت میں بیٹھ کر بڑی محنت سے یہ خیالی پلاؤ پکائے ہیں کہ اس برج میں ایک آدمی مشکیزہ لئے ہوئے اس میں سے پانی گرا رہا ہے اور یہ پانی پچھلے ڈھائی ہزار سال سے گر رہا ہے ابھی تک مشکیزہ خالی نہیں ہوا۔ پھر اس برج کی رنگین تصویریں بھی دیکھنے سے تعلق رکھتی ہیں۔ بُت پرست یونانیوں کے پاس تو شاید تصویر سازی کی صنعت اتنی ترقی یافتہ نہیں تھی لیکن اگر وہ آج لا الہ الا اللہ کہنے والی قوم کی تصویریں دیکھ لیں تو پاکستانیوں کو اپنا استاد مان لیں۔ یونانیوں کے پاس تو قرآن جیسی کتاب بھی نہ تھی مگر ہمیں تو قرآن دعوت دیتا ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی کائنات میں اس لیے غور کریں کہ ہمیں معلوم ہو جائے کہ ان سب عجائبات کا ایک خالق ہے۔

⑫ برج حوت:Pisces۔ دو مچھلیاں۔The Fishes:
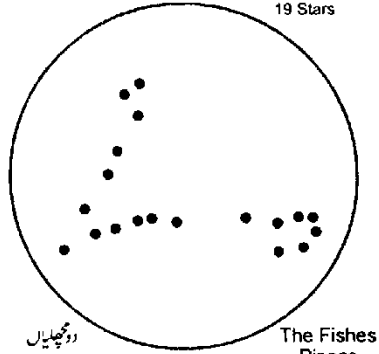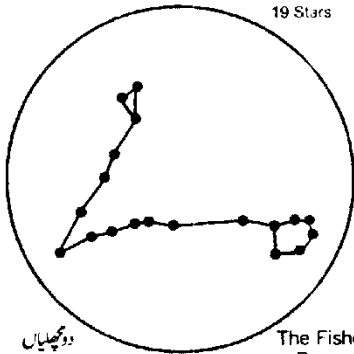
برج حوت میں کل انیس (19) ستارے ہیں۔ میں نے بڑی کوشش کی کہ جان سکوں کہ ان ستاروں سے دو مچھلیوں کیسے بنتی ہیں۔ کامیاب نہ ہو سکا۔ آپ بھی کوشش کر کے دیکھ لیں!
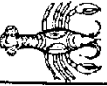
خلاصہ: Summary

ابھی تک کی تحریر میں ہمارے سامنے برجوں کا اجمالی ساخاکہ سامنے آیا ہے کہ زمین کے اردگرد دائرۃ البروج (Zodiac Pathway) میں سورج، چاند اور نظام شمسی کے سات سیاروں کے علاوہ دو سو ایک ستارے بکھرے ہوئے ہیں۔ یہ 201 ستارے جو کہ 360 ڈگری کے گول دائرے میں ہیں، بارہ مساوی حصوں میں تقسیم کر دیئے گئے ہیں۔ ہر حصہ 30 ڈگری سائز کا ہے۔ ہر حصے میں کم و بیش ستارے ہیں۔ ان بارہ حصوں کو سال کے بارہ مہینوں کی مختلف تاریخوں سے بھی تقسیم کیا گیا ہے اور ان بارہ حصوں کے نام رکھ دیئے گئے ہیں۔ ہر حصے کو برج کہتے ہیں۔ سب سے پہلا برج حمل ہے جو 21 مارچ سے 19 اپریل تک کا ہے اور آخری برج حوت 20 فروری سے 20 مارچ تک کا ہے۔ ہر برج میں موجود ستاروں کو فرضی لائنوں سے جوڑ کر فرضی شکلیں ایجاد کی گئیں جن میں سات جانوروں، چار انسانوں اور ایک شکل بے جان چیز ترازو کی ہے۔ چونکہ اکثریت جانوروں کی ہے اس لیے اس دائرہ کو جانوروں کا دائرہ بھی کہتے ہیں۔ پھر ان شکلوں میں "جان" ڈال کر جیتے جاگتے جانوروں اور انسانوں کے قالب میں دنیا کے سامنے پیش کیا گیا اور بتایا گیا کہ ہر انسان کی تاریخ پیدائش یا نام کے پہلے حرف کے مطابق

اس کا ایک مخصوص برج ہے اور یہ برج انسان کی زندگی صحت اور دوسرے حالات و واقعات پر اثرانداز ہوتا ہے۔ پھر ہر برج کے اوپر اس برج کا ایک حاکم سیّارہ یا ستارا ہوتا ہے جو خود برجوں پر اثرانداز ہوتا ہے۔ تو یہ سیّارہ اور برج مل کر یا تو خوش بختی کا موجب بنتے ہیں یا بد بختی کا اور اس بات کا انحصار دونوں کی باہم پوزیشن پر ہے۔ سیّارے اور برج کی چال اور پوزیشن سے مستقبل کی خبریں بھی معلوم کی جاسکتی ہیں اور پیش گوئیاں کی جاسکتی ہیں۔ اس سارے علم کو علم نجوم کہتے ہیں اور اس علم کے ماہر کو نجومی کہتے ہیں:

Zodiac is an imaginary area in the sky in which the sun, moon, the planets and some constellations of stars appear to lie. This ring of constellations has been divided into twelve parts each with a special name (the signs of zodiac) and symbols (the symbols of zodiac)

ہر برج کا ایک نشان (sign) ہے جیسے برج حمل کا نشان مینڈھا ہے ایسے ہر برج کی ایک علامت (symbol) ہے جیسے برج حمل کی علامت یہ ہے (♈) یہ علامت اصل میں اس نشان (sign) کا مخفف ہے اور اس علامت سے مراد مینڈھا کے دو سینگ ہیں۔ یہ نشانات اور علامات ظہور اسلام سے بھی پہلے یونان و روم وغیرہ میں لوگوں کے علم و استعمال میں تھے۔ اگر یہ کوئی حقیقی اور فائدہ مند علم ہوتا تو حضور نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ضرور اس کا ذکر اور استعمال کرتے۔ مضمون کے آخر میں قرآن و حدیث کی روشنی میں برجوں اور ستاروں کے متعلق علوم کا تفصیلی جائزہ لیا جائے گا سردست یہاں میں ایک تصویر چسپاں کرنا چاہتا ہوں جو ساتویں صدی عیسوی میں یونان میں ایک لکڑی کے تختے پر کندہ تھی اور اس میں ان سارے بارہ برجوں کے نشانات اور علامات موجود ہیں۔ سہولت کے لیے تصویر کے ٹکڑے کر دیئے ہیں:

4	3	2	1
Cancer: ♋	Gemini: ♊	Taurus: ♉	Aries: ♈

8	7	6	5
Scorpio: ♏	Libra: ♎	Virgo: ♍	Leo: ♌

12	11	10	9
Aquarius: ♓	Pisces: ♒	Capricorn: ♑	Sagittarius: ♐

برجوں کی دنیا

برجوں اور سیاروں کی عبادت کا نظام عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش سے بھی پہلے کا ہے۔ اس کے موجد یونانی ہیں جن کی اہل روم تقلید کرتے تھے۔ اہل روم یونانیوں کو اپنا امام مانتے تھے۔ اس لیے برجوں کی دنیا کو سمجھنے کے لیے ہمیں مرحلہ وار (Step by Step) اس نظام کو کھولنا پڑے گا تاکہ ہم معاملے کی تہہ تک پہنچ سکیں۔

پہلے مرحلے میں ہم نے آسمان پر بکھرے ہوئے ستاروں کو دیکھا۔ پھر ان کے بارہ حصے کیے، پھر ہر حصے کو باہر نکال کر الگ الگ دیکھا کہ ستاروں کے مختلف جھرمٹوں کو کس طرح جانوروں اور انسانوں کے لباس پہنائے گئے۔ اب اگلے مرحلے میں ہم ان جانوروں اور انسانوں کو واپس اسی جگہ پر فٹ کیے دیتے ہیں جہاں جہاں سے نکال کر ان کا معائنہ کیا گیا تھا یعنی دائرۃ البروج کے بارہ حصوں میں اب آپ کو ستاروں کے جھرمٹوں کی بجائے ان کے نشانات ملیں گے جن کا آج کل ہمارے ہاں ہر طرف چرچا ہے کیونکہ اس ماڈرن دور میں کسی کو یہ پتہ بھی نہیں کہ برج کا اصل مطلب کیا ہوتا ہے۔ اگر کسی کا برج جدی ہے تو اُس کو بس اتنا ہی معلوم ہے اس کا برج بکری ہے یا Capricorn ہے اگر اس سے پوچھا جائے کہ بکری تو

بکری ہوتی ہے۔ یہ کوئی سٹار تو نہیں تو وہ اس بکری کو بھی سٹار سمجھتے ہیں اور انہیں بالکل پتہ نہیں کہ Capricorn یا جدی ایک سٹار کا نام نہیں بلکہ سترہ ستاروں کا مجموعہ ہے۔

کسی بھی پڑھے لکھے لڑکے یا لڑکی سے جب پوچھا جاتا ہے کہ تمہارا سٹار کون سا ہے تو فوراً ہی جواب دے گا کہ لبرا (Libra) یعنی میزان یا بارہ برجوں میں سے کسی برج کا نام لے کر اسی کو ہی سٹار کہے گا۔ اگلے مرحلے میں ہم نے یہ بھی دیکھنا ہے کہ ان بارہ برجوں کے اوپر کون کون سا حاکم سیارہ ہے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ہر برج کا ایک عنصر (Element) ہے۔ یہ چار عناصر پانی، آگ، مٹی اور ہوا ہیں۔ پھر یہ بھی کہا جاتا ہے کہ انسانوں کا مزاج بھی اپنے اپنے برج کے مزاج کے مطابق ہوتا ہے۔ یہ مزاج آبی (عنصر پانی سے)، آتشی (عنصر آگ سے)، خاکی (عنصر مٹی سے) اور بادی (عنصر ہوا سے) ہو سکتا ہے۔ پھر کہا جاتا ہے کہ ہر برج کا ایک کلیدی یا مرکزی لفظ ہوتا ہے جو اس برج کے اثرات (effects) کا خلاصہ (Summary) ہوتا ہے۔ مثلاً برج جدی کا اثر زیادہ تر کاروبار کے متعلق ہوتا ہے یا برج ثور کا تعلق دولت سے۔ آخری بات یہ ہے کہ یونانیوں نے ہر برج کا تعلق جسم کے بعض بیرونی اور اندرونی اعضاء سے جوڑ رکھا تھا مثلاً برج جدی کا تعلق گھٹنے اور ہڈیوں سے ہے کہ ایسے انسانوں کو گھٹنے اور ہڈیوں کی زیادہ بیماریاں ہو سکتی ہیں۔ برجوں کی اس دنیا کو ہم ایک تصویر میں بند کرنے کی سعی کریں گے۔ پھر اس تصویر کو کھول کر ایک ایک چیز کی تفصیل بیان کریں گے۔

اس تصویر کی چھ منزلیں ہیں جو باہر سے اندر کی طرف اس ترتیب سے ہیں:

① سب سے باہر سیاروں کے نام لکھے ہیں جیسے مشتری و مریخ وغیرہ۔ یہ ان برجوں کے "حاکم" سیّارے ہیں۔ فی الحال ان سب کے نام ذہن میں رکھیے، ان کی تفصیلی گفتگو بعد میں آئے گی۔

② یہ برجوں کے نام ہیں، عربی، اردو، انگریزی اور لاطینی زبانوں میں۔

③ یہ برجوں کے نشان ہیں۔ اب میں نے ان خانوں میں ستاروں کے جھرمٹوں کی بجائے ان کے نشانات کو رکھ کر دیا ہے۔ انہی کا لوگ عقیدہ رکھتے ہیں۔ ناموں اور نشانوں پر بات ہو چکی ہے۔

④ عنصر (پانی، آگ) اور مزاج (آبی، آتشی)۔ اس پر اب بات ہوگی۔

⑤ کلیدی الفاظ مثلاً دوست، حدود، ذات۔ ان پر بھی ابھی بات ہوگی۔

⑥ برجوں اور انسانی اعضاء کا تعلق۔ ان سب پر بھی ابھی آگے بات ہوگی۔

عنصر اور مزاج:

یونانیوں نے کہا کہ چونکہ دنیا کی ہر چیز چار عناصر یعنی آگ، ہوا، پانی اور مٹی سے بنی ہے اس بنا پر برجوں کے مزاج بھی انہی عناصر سے تعلق رکھتے ہیں۔ تفصیل کچھ اس طرح ہے:

برج اور مزاج:

1- عنصر آگ — آتشی مزاج

2- عنصر ہوا — بادی مزاج

3- عنصر مٹی — خاکی مزاج

4- عنصر پانی — آبی مزاج

1- آتشی مزاج برج:

آتشی مزاج برج کے حامل افراد طاقت ور اور مہم جو ہوتے ہیں۔ یہ خود بھی قوتِ عمل سے بھرپور ہوتے ہیں اور لوگوں میں بھی قوتِ عمل کے جذبے کو ابھارنے میں کردار ادا کرتے ہیں۔ ان افراد میں تخلیقی صلاحیتیں خوب ہوتی ہیں اور بے حد ذہین ہوتے ہیں۔ ان کا عمل اور تصور یکساں پختہ ہوتے ہیں۔

2- خاکی مزاج برج:

خاکی مزاج برج کے تحت افراد مادہ پرست ہوتے ہیں۔ یہ ضبطِ نفس کے ساتھ ساتھ شہوانیت کی طرف بھی مائل ہوتے ہیں۔

3- بادی مزاج کے برج:

اس مزاج والے برج کے حامل افراد معاشرے میں رابطے اور تعلق کو بے حد اہمیت دیتے ہیں۔ یہ لفظوں اور رنگوں سے کھیلنے کے عادی ہوتے ہیں۔ یہ ذوق جمال سے بہرہ ور

ہوتے ہیں۔ ہر لحظہ ماحول میں تبدیلی چاہتے ہیں۔

4- آبی مزاج برج:

اس مزاج والے برج کے تحت لوگ بہت ہی پر اسرار اور جذباتی قسم کے ہوتے ہیں۔ یہ خاموش طبع ہوتے ہیں اور دوسروں کو اپنی مقناطیسی شخصیت سے متاثر کرتے ہیں۔ یہ بے حد حساس ہوتے ہیں۔ صاف دلی کے ساتھ ساتھ ان کے جذبات اور تصورات وسیع ہوتے ہیں۔

ذیل میں دیئے گئے جدول سے تمام برجوں کے عناصر اور مزاج معلوم کیے جاسکتے ہیں:

نام برج	عنصر	مزاج	انگریزی نام
حمل	آگ	آتشی	Aries
ثور	مٹی	خاکی	Taurus
جوزا	ہوا	بادی	Gemini
سرطان	پانی	آبی	Cancer
اسد	آگ	آتشی	Leo
سنبلہ	مٹی	خاکی	Virgo
میزان	ہوا	بادی	Libra
عقرب	پانی	آبی	Scorpio
قوس	آگ	آتشی	Sagittarius
جدی	مٹی	خاکی	Capricorn
دلو	ہوا	بادی	Aquarius
حوت	پانی	آبی	Pisces

میری تحقیق کے مطابق مشرک یونانیوں کی باتیں بے بنیاد، لغو، جھوٹ اور اٹکل پر مبنی ہیں۔ کیونکہ ان برجوں میں جانور اور انسان رہائش پذیر نہیں بلکہ ستاروں کے جھرمٹ

(Constellations) ہیں۔ ہر ستارے یا سیارے پر آگ یا پانی کا موجود ہونا ثابت ہی نہیں۔ سیاروں اور ستاروں کو اللہ تعالیٰ نے کیوں پیدا کیا ہے اور یہ سب کیا کر رہے ہیں اس کی تفصیل آگے آنے کو ہے۔

کلیدی الفاظ:

ستارہ پرستوں کے مطابق برجوں کے کلیدی الفاظ بظاہر ایک لفظ پر مبنی ہوتے ہیں لیکن یہ پورے برج کا احاطہ کئے ہوتے ہیں۔ اس سے ہمیں معلوم ہو جاتا ہے کہ برج کا مضبوط ترین نقطہ کون سا ہے۔ بات یہ ہے کہ جب حمل (Aries) سے لے کر حوت (Pisces) تک بارہ برجوں کا وجود ہی خیالی اور تصوراتی ہے تو یہ نظریہ بھی بالکل ایسے ہی ہے جیسے کوئی دیا سلائی جلا کر پوری دنیا کو روشن کرنا چاہتا ہو۔ اسلام کی یہی خوبصورتی ہے کہ وہ انسان کو حقیقت اور عمل کی راہ پر گامزن کرتا ہے۔ اب دنیا میں صرف دو طرح کے انسان بستے ہیں۔ ایک وہ لوگ ہیں جو قرآن حکیم اور فرمانِ رسول ﷺ پر کامل یقین رکھتے ہیں اور ان کی راہنمائی میں زندگی گزار رہے ہیں۔ ان کے لیے کوئی ذہنی الجھاؤ (Confusion) نہیں ہے اور وہ سیدھے راستے پر ہیں جو جنت اور اللہ کی رضا کی طرف جاتا ہے۔ دوسرا گروہ اسلام کے بارے میں شک میں ہے، اسلام سے انکاری ہے۔ یہ گروہ اپنی عقل، خواہشات، زمانے کی بنائی اور پھیلائی ہوئی باتوں کے مطابق زندگی گزارتا ہے تو یہ لوگ شیطان کے راستے پر ہیں جو دوزخ اور اللہ کے غصے کی طرف جاتا ہے۔

نام برج	کلیدی الفاظ	انگریزی نام
حمل	ذات	Aries
ثور	دولت	Taurus
جوزا	دماغ	Gemini
سرطان	خاندان	Cancer
اسد	بچے	Leo

Virgo	کام	سنبلہ
Libra	شادی	میزان
Scorpio	جنس	عقرب
Sagittarius	سفر	قوس
Capricorn	کاروبار	جدی
Aquarius	دوست	دلو
Pisces	حدود	حوت

برجوں سے متعلق جو کلیدی الفاظ یہاں لکھے گئے ہیں وہ نہ تو زندگی گزارنے کا طریقہ بتاتے ہیں اور نہ ہی لاتعداد مسائل کا حل۔ قرآن وسنت انسان کو زندگی گزارنے کے لیے کس تفصیل اور باریک بینی سے راہنمائی کرتے ہیں، میں یہاں صرف ایک مثال سے واضح کروں گا کہ انسان قرآن کو چھوڑ کر کیسے کیسے ٹھوکریں کھاتا ہے۔ اصحاب کہف جو چند نوجوان تھے اور شرک سے بیزار تھے وہ جب غار میں آکر چھپ گئے تو اللہ نے ان کو وہاں تین سو نو سال سلائے رکھا۔ جب بیدار ہوئے تو بڑی بھوک محسوس کر رہے تھے۔ انہوں نے اپنے ایک ساتھی کو پیسے دیئے اور بازار سے کھانا لانے کو کہا تو انہوں نے جو الفاظ استعمال کیے وہ یہ تھے:

﴿فَلْيَنْظُرْ اَيُّهَآ اَزْكٰى طَعَامًا فَلْيَاْتِكُمْ ﴾ (الکهف:۱۹)

ترجمہ: ”وہ دیکھے کہ کون سا کھانا پاکیزہ تر (نفیس، صاف ستھرا) ہے تو اُس میں سے کھانا لے آئے“۔ (۱۸۔۱۹)

اصحابِ کہف نے اپنے ساتھی کو صرف یہ نہیں کہا کہ جاؤ کھانا لے آؤ بلکہ تاکید کی کہ کھانا پاکیزہ بھی ہو! غور کریں یہاں حلال کا لفظ استعمال نہیں کیا گیا جو کہ ایک دوسری صفت ہے بلکہ یہاں اس سے مراد کھانے کا Hygienic ہونا مراد ہے۔ ہمارے ہاں جو امیر اور ”پڑھے لکھے“ طبقے میں گاڑی میں بیٹھے بیٹھے جوس، دہی بھلے، فروٹ چاٹ اور ایسی ہی دوسری چیزوں کیلئے آرڈر دینے کا رواج ہے وہ لوگ کبھی یہ نہیں سوچتے کہ جس پانی میں دوکاندار اپنا ناک صاف کرتا ہے اور اپنے گندے ہاتھ دھوتا ہے اسی میں وہ یہ سارے گلاس اور پلیٹیں صاف

کرتا ہے۔ آج کل تو سڑک کنارے دھول اور دھویں میں شوارمے اور برگر کھانے کو فیشن اور آؤٹنگ سمجھا جاتا ہے حالانکہ یہ اسلام کی تعلیمات سے دوری کی نشانی ہے۔ تو جب قرآن کے چند الفاظ انسان کو صاف ستھری خوراک کھانے کے لئے راہنمائی کر رہے ہیں پورے قرآن وحدیث میں کس قدر راہنمائی ہے یہ بات وہی جان سکتا ہے جس کو قرآن وحدیث سے محبت اور لگاؤ ہے۔ قسمت، شادی، دولت، ترقی و شہرت، یہ وہ الفاظ ہیں جو ''برجوں کا انسائیکلوپیڈیا'' نامی کتاب کے ماتھے پر لکھے ہیں۔ ترقی، دولت، عزت اور شہرت کیسے حاصل کی جاسکتی ہے اس کے بارے میں بھی ایک تفصیلی مضمون آگے اس کتاب میں آرہا ہے۔

برجوں اور انسانی اعضاء کا تعلق:

اس میں بتایا گیا ہے کہ تمام برجوں کا جسم کے کسی نہ کسی حصہ سے تعلق ہوتا ہے۔ اس سے ہمیں یہ معلوم کرنے میں مدد ملتی ہے کہ کس برج کے حامل افراد کن کن امراض میں مبتلا ہوسکتے ہیں۔ اس سلسلے میں اعضاء کو بیرونی اور اندرونی حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے اور بتایا گیا ہے کہ ہر برج کن کن اعضاء سے تعلق رکھتا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ بیماری و صحت کا تعلق اللہ تعالیٰ کے حکیمانہ نظام سے منسلک ہے۔ ایوب علیہ السلام کئی برس بیمار رہے اور انہوں نے صبر کیا پھر اللہ نے انہیں شفاء عطا فرمائی۔ یا عام انسانوں کو بیماری اور دوسری مشکلیں مصیبتیں اس لیے آتی ہیں کہ وہ گناہوں سے توبہ کرکے اللہ کی طرف رجوع کریں:

﴿اَخَذْنَآ اَهْلَهَا بِالْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ لَعَلَّهُمْ يَضَّرَّعُوْنَ﴾

ترجمہ: ''وہاں کے رہنے والوں کو ہم نے سختی اور تکلیف میں پکڑا تاکہ وہ گڑگڑائیں''۔ (الاعراف:۹۴)

نمبر شمار	نام برج	بیرونی اعضاء	اندرونی اعضاء
①	حمل	سر سے جبڑوں تک	دماغ
②	ثور	گردن	حلق

۳	جوزا	بازو کندھے	پھیپھڑے
۴	سرطان	چھاتی	پستان، معدہ
۵	اسد	کمر کا اوپری حصہ، بازو	دل، ریڑھ کی ہڈی
۶	سنبلہ	پیٹ	انتڑیاں
۷	میزان	کمر کا نچلہ حصہ	لبلبہ، گردے
۸	عقرب	پیڑو	اعضائے تولید
۹	قوس	کولہے اور رانیں	ریڑھ کی ہڈی نچلا حصہ
۱۰	جدی	گھٹنے	ہڈیاں
۱۱	دلو	پنڈلیاں اور ٹخنے	دوران خون
۱۲	حوت	پاؤں	جگر

بَأسَآءُ وہ تکلیفیں جو انسان کے بدن کو لاحق ہوں یعنی بیماری اور ضَرَّآءَ سے مراد فقر و تنگ دستی۔ یہاں پر آپ جدول میں دیکھیں کہ دل کا تعلق برج اسد سے بتایا گیا ہے حالانکہ دل کے سکون واطمینان کا تعلق اللہ تعالیٰ کے ذکر سے ہے:

﴿أَلَا بِذِكْرِ اللَّهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ﴾ (الرعد:۲۸)

ترجمہ: ”اور سن رکھو کہ اللہ کی یاد سے دل سکون پاتے ہیں“۔

معلوم یہی ہوتا ہے جیسے برجوں اور ستاروں کے ان ”علوم“ کا مقصد مسلمانوں کو قرآن و حدیث سے کاٹ کر ان خیالی و تصوراتی سایوں کے پیچھے بھگانا ہے۔ ایک شخص کھانے پینے میں احتیاط نہیں کرتا اور اس کے جسم میں تیس کلو اضافی چربی ہے تو اس کے ہائی بلڈ پریشر اور ذیابیطس کا تعلق برج سے ہے؟ یا ایک مریض اپنی ہائی بلڈ شوگر کا درست علاج نہیں کرتا اور سفید موتیے کا شکار ہو جاتا ہے تو کیا یہ برج حمل کی کارستانی ہے!

آپ کا برج کون سا ہے؟

پہلا طریقہ:

برج معلوم کرنے کا سب سے موثر طریقہ یہ ہے کہ اگر آپ کو اپنی تاریخ پیدائش بمعہ مہینہ معلوم ہو تو آپ اگلے صفحے پر دیئے گئے جدول سے اپنا برج معلوم کریں۔ برج معلوم کرنے کے لیے صرف پیدائش کی تاریخ اور مہینے کی ضرورت پڑتی ہے اس میں سال کا معلوم ہونا ضروری ہے۔

تاریخ پیدائش	برج	ستار	انگریزی نام
21مارچ تا20اپریل	حمل	مریخ	Aries
21اپریل تا21مئی	ثور	زہرہ	Taurus
22مئی تا22جون	جوزا	عطارد	Gemini
23جون تا23جولائی	سرطان	قمر	Cancer
24جولائی تا23اگست	اسد	شمس	Leo
24اگست تا23ستمبر	سنبلہ	عطارد	Virgo
24ستمبر تا23اکتوبر	میزان	زہرہ	Libra
24اکتوبر تا22نومبر	عقرب	مریخ	Scorpio
23نومبر تا20دسمبر	قوس	مشتری	Sagittarius
21دسمبر تا19جنوری	جدی	زحل	Capricorn
20جنوری تا18فروری	دلو	زحل	Aquarius
19فروری تا20مارچ	حوت	مشتری	Pisces

دوسرا طریقہ:

اگر آپ کو اپنی تاریخ پیدائش معلوم نہیں تو آپ برجوں کے سامنے دیئے گئیے حروف

میں اپنا نام کا پہلا حرف دیکھ کر اپنا برج معلوم کر سکتے ہیں۔ مثلاً کسی کا نام عبد الغفور ہے تو اس شخص کا برج حمل ہوگا کیونکہ اس کے نام کا پہلا حرف یعنی ''ع'' برج حمل کے تحت آتا ہے۔

تاریخ پیدائش معلوم نہ ہونے کی صورت میں دوسرے طریقے سے برج معلوم کرنا ہو تو ضروری ہے کہ پیدائش کے وقت نام برجوں کے ذریعے ہی رکھا گیا ہو ورنہ یہ طریقہ کارگر نہیں ہو سکتا۔

اس طریقے سے برج معلوم کرنے کے لیے اگلے صفحہ پر دیئے گئے جدول سے مدد لی جا سکتی ہے۔

عربی نام	نام کا پہلا حرف	انگریزی نام
حمل	ا، ع، ل، ی	Aries
ثور	ب، و	Taurus
جوزا	ق، ک	Gemini
سرطان	ح، ھ	Cancer
اسد	م	Leo
سنبلہ	پ، غ	Virgo
میزان	ت، ٹ، ر، ط	Libra
عقرب	ذ، ر، ض، ظ، ن	Scorpio
قوس	ف	Sagittarius
جدی	ج، خ، گ	Capricorn
دلو	س، ش، ص، ث	Aquarius
حوت	د، چ	Pisces

دوسرے طریقے میں نام کے پہلے حرف سے برج نکالنے پر میں برج اسد کے تحت کافی لکھ آیا ہوں کہ یہ ایک جعلی اور بے بنیاد طریقہ ہے کیونکہ میم (م) سے محمد بنتا ہے اور م کا برج اسد ہے اور اسد کے تحت لکھی گئی چالیس سے زیادہ منفی باتوں میں سے ایک بھی نبی

کریم ﷺ میں موجود نہ تھی اور محمد دنیا کا معروف ترین اور اہم ترین نام ہے۔

اس طریقے کے فراڈ ہونے کا دوسرا ثبوت یہ ہے کہ اگر ایک شخص اپنا نام تبدیل کر لیتا ہے جیسا کہ کئی لوگ اخبار میں اشتہار دے کر تبدیلی نام کی اطلاع دے دیتے ہیں تو کیا اس کا مطلب یہ لیا جائے گا کہ اس کے ساتھ ہی اس کا برج بھی تبدیل ہو جائے گا۔ اس طرح تو کوئی بھی شخص اپنی مرضی کا برج لے سکتا ہے تو اس صورت میں برج انسان کے تابع ہوا نہ کہ انسان برج کے زیر اثر۔ یا ایک شخص کافر تھا اس نے اسلام قبول کر کے اپنا اسلامی نام رکھ لیا اور ساتھ ہی تمام برائیوں اور بری عادات کو خیر باد کہہ دیا تو اس حالت میں اس کی بہت ساری منفی باتیں مثبت باتوں میں بدل گئیں تو یہ تبدیلی اور اثرات اسلام کی وجہ سے پیدا ہوئے نہ کہ برج کی وجہ سے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زندگیاں واضح مثال ہیں اور کئی صحابہ اور صحابیات کے مشرکانہ نام تبدیل کر کے اسلامی نام بھی رکھے گئے۔ "علم نجوم" کے مصنف اور ناشر میں اتنی سی بھی عقل نہیں کہ کچھ لکھنے اور چھاپنے سے پہلے ذرا غور فکر ہی کر لیتے!

آپ کا برج کوئی بھی نہیں!

بظاہر یہ دعوی بڑا مضحکہ خیز اور پاگل پن کی نشانی لگتا ہے کہ کسی کا کوئی بھی برج نہیں لیکن یہاں میں نے تین طرح کے دلائل سے ثابت کرنا ہے کہ آپ اپنا برج خواہ اپنے نام کے پہلے حرف سے نکالیں یا تاریخ پیدائش کی بنیاد پر، سب بے بنیاد باتیں ہیں اور کسی بھی انسان کے لیے یہ جاننا ممکن ہی نہیں کہ اس کا برج کون سا ہے۔ پھر برجوں کا جو علم اور نظام پچھلے ڈھائی ہزار سال سے موجود ہے اس کی یکسر نفی اور انکار عجیب سی بات لگتی ہے لیکن حقیقت یہی ہے کہ برجوں اور انسانوں کا تعلق نہ تو کبھی موجود رہا ہے اور نہ اب ہے اور یہ سب خیالی اور تصوراتی مفروضوں کی کہانی ہے۔ اب میں اس دعوی کی تین وجوہات کا علیحدہ علیحدہ احوال تفصیل سے لکھ رہا ہوں۔ اگر آپ غور کریں گے تو حقیقت کو پا لیں گے۔

① تاریخ پیدائش کے تین نظام:

اوپر میں نے برج معلوم کرنے کا جو "سب سے موثر" طریقہ لکھا ہے وہ دوسری صدی

عیسوی میں اسکندریہ کے رہنے والے مشہور سائنسدان بطلیموس (Ptolemy،175-85) نے ترتیب دیا تھا اور اوپر جو جدول لکھا ہے وہ دو ہزار سال پرانا ہے اور یہی پاکستان اور بہت سے مغربی ملکوں میں رائج ہے۔ اس نظام کو روائتی، عمومی یا معروف (Classical)، موسمی (Seasonal) یا گرمائی (Tropical) نظام کے تین مختلف نام دیئے جاتے ہیں۔ یہ معروف یا عمومی (classical) طور پر رائج طریقہ زمین اور نظام شمسی (Solar System) سے تعلق کی بنیاد پر ہے۔ ہوتا یہ ہے کہ ہر ستر سال بعد ستاروں کے مقام (Position) میں تقریباً ایک ڈگری یا ایک دن کا فرق آجاتا ہے۔ ستاروں کے مقام میں یہ تبدیلی ان کی ست روی یا اُلٹی چال (Backward movement) کی وجہ سے ہوتی ہے جس کو فلکیات کی زبان میں Precession of the equinoxes کہتے ہیں۔ اس لحاظ سے بطلیموس اور ہمارے آج کے زمانے میں 1900 سال کا فرق ہے۔ تو حقیقت میں برجوں کی تاریخوں کے نظام میں تقریباً ستائیس دنوں کا فرق پڑ چکا ہے لیکن اتنے بڑے فرق کے باوجود آج بھی وہی انیس سو سال پرانا نظام رائج ہے۔ مثال کے طور پر برج حمل کی انیس سو سال پرانی تاریخیں 21 مارچ سے 19 اپریل تک ہیں لیکن حقیقت میں اب یہ تاریخیں 17 اپریل سے شروع ہو کر 13 مئی تک ہیں۔ یعنی فرض کریں ایک شخص کی تاریخ پیدائش یکم مئی ہے تو وہ سمجھتا ہے کہ اس کا برج ثور ہے (1900 سو سال پرانی بات) لیکن حقیقت میں اس کا برج حمل بنتا ہے (جدید تحقیق)۔ تو اس طرح ہر شخص کے برج کی تاریخوں میں 27 دن کا فرق پڑ چکا ہے۔ اور ان کے وہ برج ہے ہی نہیں جو وہ سمجھے بیٹھے ہیں۔ اب ایک نجومی کسی کی تاریخ پیدائش کی بنا پر کچھ پیش گوئیاں کرتا ہے تو وہ اس لیے بیکار ہوتی ہیں کہ وہ برج تو اس آدمی کا ہوتا ہی نہیں ہمارے ہاں جتنی بھی کتابیں، کتابچے، اخبار و رسائل مارکیٹ میں موجود ہیں وہ سب بطلیموس کے انیس سو سالہ پرانے نظام پر ہیں۔ جو نجومی انٹرنیٹ وغیرہ استعمال کرتے ہیں ان کو تو اس حقیقت کا علم ہے مگر سب خاموش اس لیے ہیں کہ حقیقت کھلنے سے لوگ سخت الجھاؤ (confusion) کا شکار ہو جائیں گے، اُن کا اِن نام نہاد نجومیوں پر سے اعتماد اُٹھ جائے گا اور ان کی ساری دوکانداری ٹھپ ہو کر رہ جائے گی۔ اب میں ان انیس سو سالوں کے

فرق کے نتیجے میں جو ستائس دنوں کا فرق پڑا ہے ان دونوں کی تاریخوں کا موازنہ لکھ رہا ہوں:

برج کا نام Constellation	جدید تحقیق Sun is in constellation	1900 سالہ پرانہ نظام Tropical date	ہندوؤں کا الگ نظام Sidereal Date
♈ Aries حمل	April 17 to May 13	Mar 21 to April 19	April 15 to May 15
♉ Taurus ثور	May 14 to June 19	April 20 to May 21	May 16 to June 15
♊ Gemini جوزا	June 20 to July 20	May 22 to June 22	June 16 to July 15
♋ Cancer سرطان	July 21 to August 9	June 23 to July 22	July 16 to Aug 15
♌ Leo اسد	Aug 10 to Sep 15	July 23 to Aug 22	Aug 16 to Sep 15
♍ Virgo سنبلہ	Sep 16 to Oct 30	Aug 23 to Sep 23	Sep 16 to Oct 15
♎ Libra میزان	Oct 31 to Nov 22	Sep 24 to Oct 23	Oct 16 to Nov 15
♏ Scorpius عقرب	Nov 23 to Nov 29	Oct 24 to Nov 22	Nov 16 to Dec 15
Ophiucus افیوکس	Nov. 30 Dec. 17	N/ A	N/A
♐ Sagittarius قوس	Dec. 18 to Jan. 17	Nov 23 to Dec 21	Dec 16 to Jan 14
♑ Capricorn جدی	Jan 18 to Feb 15	Dec 22 to Jan 20	Jan 15 to Feb 14
♒ Aquarius دلو	Feb 16 to March 11	Jan 21 to Feb 19	Feb 15 to Mar 14
♓ Pisces حوت	Mar 12 to April 16	Feb 20 to Mar 20	Mar 15 to April 14

یہاں ہمیں ایک تیسرا نظام بھی نظر آرہا ہے جو چند مغربی لیکن سب کے سب ہندو نجومیوں میں رائج ہے۔ پہلا طریقہ زمین اور نظام شمسی (Solar System) کے تعلق پر بنایا گیا تھا۔ ہندو اس نظام کو نہیں مانتے۔ انہوں نے اپنا نظام ان ستاروں کی بنیاد پر بنایا جو نظام شمسی سے پیچھے ہیں اور جو کہکشاں (Galaxy) کا حصہ ہیں۔ ہندوؤں کے اس نظام کو انگریزی میں سدایرل (Sidereal) نظام کہتے ہیں۔

The difference between sidereal and tropical astrology is in the opinion whether the system as defined by Ptolemy in the 2nd contrary should be fixed to the seasons, i.e. the orientation of the

Earth relative to the solar system or to the background Stars i.e. the orientation of the Earth relative to the galaxy. Tropical astrology choses the former, sidereal astrology the latter option.

اس ساری بات کا یہ مطلب نکلتا ہے کہ دو نظام دائرۃ البروج کے اندر موجود صرف دو سو ایک ستاروں کو تقسیم کر کے بنائے گئے ہیں۔ ان دونوں میں بھی ستائس دِنوں کے فرق کا اختلاف ہے جبکہ تیسرا ہندوؤں والا نظام دائرۃ البروج سے باہر کہکشاں میں موجود اربوں ستاروں سے تعلق کی بنیاد پر بنایا گیا ہے اور اس کی تاریخیں بھی پہلے دو نظاموں سے مختلف ہیں۔ تو اب بتائیں کہ اگر تین افراد کی ایک ہی تاریخ پیدائش ہے تو وہ اپنی قسمت اور مستقبل کا حال کہاں تلاش کریں؟ ہے نا حماقت کی بات!

۲ بارہ نہیں تیرہ برج!

اگر آپ انٹرنیٹ پر اس ویب سائٹ: http:11the-red-thread.net/ophiuchus2.html پر جائیں تو آپ کو تیرھویں برج افیوکس (Ophiucus) کی پوری تفصیل مل جائے گی۔ یہ برج عقرب اور قوس کے درمیان موجود ہے۔ اوپر دیئے گئے جدول کو اگر غور سے دیکھیں تو معلوم ہو گا کہ سورج 30 نومبر سے لے کر 17 دسمبر تک اس برج میں سے ہو کر گزرتا ہے، گویا اس برج کی مدت صرف اٹھارہ دن ہے۔ تو جن لوگوں کی تاریخ پیدائش 30 نومبر سے 17 دسمبر تک ہے وہ پچھلے انیس سو سالوں سے یہی سمجھتے رہے ہیں کہ ان کا برج قوس (Sagittarius) ہے حالانکہ ان کا برج افیوکس ہے۔ علم نجوم کی حماقتیں اور ٹھوکریں صرف یہاں ہی نہیں ختم ہو جاتیں بلکہ یہ بات بھی نوٹ کرنے والی ہے کہ بطلیموس نے کل اڑتالیس[۴۸] جھرمٹ بیان کئے تھے جن میں افیوکس بھی شامل تھا۔ اس لیے ابھی وقت کے ساتھ ساتھ کئی اور برج بھی منظر عام پر آئیں گے۔ اگر ہم صرف تیرہ برج ہی تصور کر لیں تو باقی بارہ برجوں کی ساری تاریخیں خرد برد ہو جاتی ہیں اور کسی کو کچھ پتہ نہیں رہے گا کہ اُس کا برج کون سا ہے۔ اس تیرھویں برج کی موجودگی میں نجومی آپس میں گتھم گتھا ہیں اور سخت

پریشان ہیں کہ اب اپنی دوکانداری کیسے چلائیں اور لوگوں کو کیا منہ دکھائیں۔ آج 25 جنوری 2011ء کو جب کہ میں سطور لکھ رہا تھا تو روزنامہ نوائے وقت میں ایک نجومی یاسین وٹو کے حوالے سے اسی تیرہویں برج کے متعلق ایک خبر چھپی جو میں یہاں نقل کر رہا ہوں:

”نئے ستارے کی دریافت، علم نجوم میں بھونچال سے کم نہیں: یاسین وٹو

12 کی بجائے 13 ستارے ہونے سے ستاروں کی تواریخ تبدیل ہو جائیں گی۔

جو شخص عمر کے بیسیوں سال کسی ستارے کا نشان اپنی پہچان سمجھتا تھا، اب اسے کسی اور نجمی نشان کو اپنانا ہوگا۔

لاہور (خصوصی رپورٹ) ماہر علم الاعداد و علم الاسماء محمد یٰسین وٹو نے نوائے وقت سے گفتگو کرتے ہوئے کہا ہے کہ مِنی سوٹا میں قائم کی گئی خلانوردوں کی تنظیم ”مِنی سوٹا پلانیٹیریم سوسائٹی“ نے حال ہی میں تعداد نجوم کے بارے میں حیرت انگیز اعلامیہ جاری کیا ہے کہ اب ستارے 12 کی بجائے 13 ہونگے۔ نئے دریافت کردہ ستارے کا نام ”افیوکس (Ophiucus)“ ہے۔ سوسائٹی کی جاری کردہ تفصیلات کے مطابق افیوکس نامی نیا ستارہ عقرب اور قوس کے درمیان موجود ہے۔ عقرب سے قوس کی طرف آتا ہوا سورج “Constant Motion of Cosmos” کے تحت اس ستارے سے گزر کر آتا ہے۔ اس ستارے کا دریافت ہونا علم نجوم میں ایک بھونچال کا سبب بن گیا ہے کیونکہ بقیہ 12 ستاروں کی تواریخ تبدیل ہو جائیں گی۔ جو شخص اپنی عمر کے گزشتہ بیسیوں سال کسی اور ستارے کا نشان اپنی پہچان سمجھتا تھا، اب اسے کسی اور نجمی نشان کو اپنانا ہوگا۔ یٰسین وٹو نے کہا کہ میری رائے میں ”مِنی سوٹا پلانیٹیریم سوسائٹی“ کی رائے حرف آخر ہرگز نہیں ہے کیونکہ اگر یہ ستارہ پہلے سے موجود تھا تو اسے قبل ازیں منظر عام پر کیوں نہیں لایا گیا۔ نیز یہ واحد ستارہ ہے جس کا تعلق ایک تحقیقی انسان ایمھوٹپ (Imhotep 27 قبل مسیح) سے ہے جو قرین قیاس نہیں۔ کچھ سال قبل بھی ایسا شور و غوغا اٹھا تھا مگر تب یہ ستارہ کچھ عرصہ پلوٹو کے مدار میں رہ کر غائب ہو گیا تھا۔ اب شائد افیوکس وینس اور مرکری کے مدار میں موجود نظر آئے اور اس بار بھی غیر مستقل ہو۔ دنیا کے کئی نامی گرامی ماہرین نجوم نے ابھی اس دریافت کو تسلیم کرنے سے معذرت کی ہے تا آنکہ

اس کی سائنسی توجیہہ آزاد ذرائع سے ثابت ہوسکے۔ نئے ستارے کا نشان اژدھا (Serpent) ہے۔"

اس تیرہویں برج، افیوکس کا نشان سانپ ہے۔ ایسے لگتا ہے جیسے ایک ڈنڈے کے اردگرد سانپ لپٹا ہوا ہے۔ یہ نشان آپ نے میڈیکل کے شعبے میں دوائیوں وغیرہ پر بنا ہوا دیکھا ہوگا۔ کبھی یہ نشان اس طرح بنایا جاتا ہے جیسے ڈنڈے کے اردگرد دو سانپ چمٹے ہوئے ہیں۔ یہ سارا افسانہ سات قبل مسیح میں مصر میں رہنے والے ایک حکیم امہوٹپ (Imhotep) کی یاد میں گھڑا گیا ہے۔ مسلمان ملکوں میں میڈیکل کے شعبے میں اس سانپ کے نشان کا استعمال انتہائی قابل افسوس ہے حتی کہ سعودی عرب میں بھی یہ نشان استعمال ہوتا ہے۔ سعودی عرب میں جو دوائیاں سرکاری محکمہ صحت (M.O.H) کیلئے اندرونی اور بیرون ملک تیار ہوتی ہیں، ان پر لکھا ہوتا ہے S.G.H اور ساتھ ہی سانپ کا نشان بنا ہوتا ہے۔

S.G.H کا مطلب ہوتا ہے سعودی گورنمنٹ ہاسپیٹلز۔ اس سے آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ یونانیوں کی طرف سے ایجاد کردہ مشرکانہ عقائد اور نشانات کہاں کہاں تک پھیلے ہوئے ہیں حالانکہ سعودی عرب کے بارے میں یہ سمجھا جاتا ہے کہ یہ ملک شرک سے بالکل پاک ہے مگر اصل مسئلہ یہ ہے کہ لوگ غور و فکر نہیں کرتے کہ جو چیز ہم لکھ رہے ہیں یا پڑھ رہے ہیں یا سن رہے ہیں یا کہہ رہے ہیں وہ حقیقت ہے یا باطل۔ اس برج اور نشان سے وابسطہ مشرکانہ عقائد یہ ہیں:

① لمبی زندگی ملتی ہے۔

② زندگی میں بلند مرتبہ ملتا ہے اور مرنے کے بعد بڑی شہرت نصیب ہوتی ہے۔

③ ایسے لوگ نعمتوں سے مالا مال اور اچھی زندگی گزارتے ہیں۔

④ یہ لوگ عقل مند ہوتے ہیں اور اعلیٰ تعلیم حاصل کرتے ہیں۔

⑤ ان کا بڑا خاندان ہوتا ہے۔

⑥ ان کا خوش قسمت نمبر ۱۲ ہوتا ہے۔

آگے بڑھنے سے پہلے اب تک میں نے جو لکھا ہے اس کو ایک دائرے میں سموئے دیتا

ہوں تاکہ بات کو زیادہ آسانی سے سمجھنا ممکن ہوسکے۔ اس دائرے میں تاریخوں کے نظام میں اختلاف اور بارہ کی بجائے تیرہ برجوں کی وجہ سے جو پریشان کن صورتحال ہے، اس کا بیان ہے:
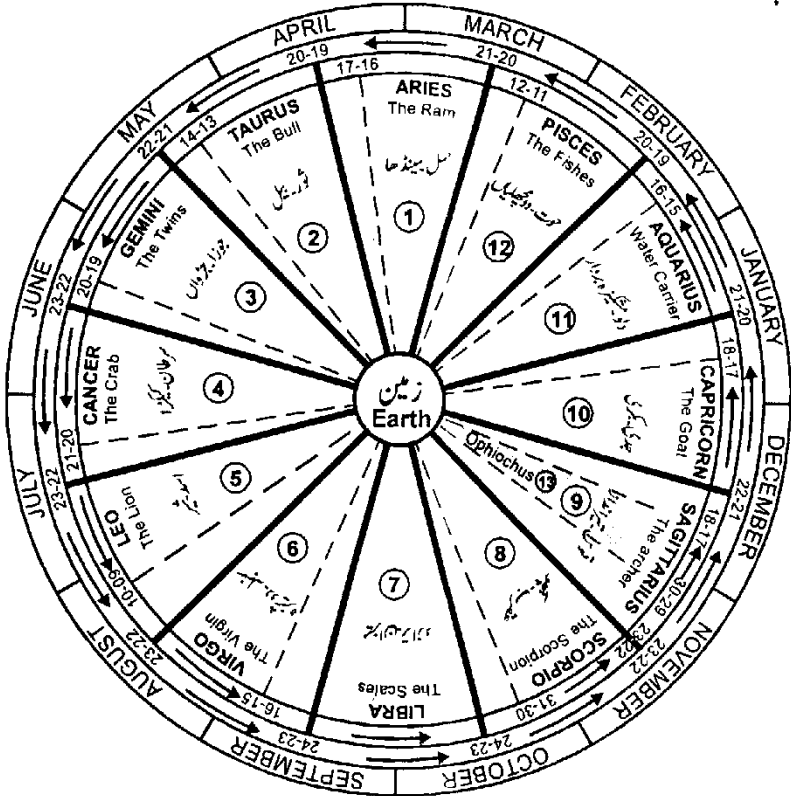
اس میں سب سے باہر مہینوں کے نام ہیں۔ دوسرے چکر میں برجوں کی وہ تاریخیں لکھی ہیں جو عام طور پر ہمارے ہاں اور مغربی ملکوں میں رائج ہیں۔ تیسرے چکر میں برجوں کی وہ تاریخیں ہیں جو جدید ہیں اور بارہ کی بجائے تیرہ برجوں کی تقسیم پر ہیں۔ بارہ برجوں کی تقسیم ٹھوس (Solid) لکیروں سے ظاہر کی گئی ہے اور تیرہ برجوں کی تقسیم غیر ٹھوس (dotted) لکیروں سے دکھائی گئی ہے۔ تیرہواں، برج افیوکس (ophiucus) برج قوس کے اندر دیکھا جاسکتا ہے۔ آپ اس دائرہ پر بار بار غور کریں تو آپ بھی آخر کار اس نتیجے پر پہنچیں گے کہ

"علم نجوم" کی اس پریشان کن صورتحال کی وجہ سے کسی بھی انسان کے لیے یہ جاننا ممکن ہی نہیں کہ اس کا برج کون سا ہے۔

③ برجوں کی بے ترتیبی:

اب میں تیسری اور آخری دلیل کی طرف آتا ہوں۔ حقیقت یہ ہے کہ آسمانوں پر برج بارہ ہیں یا تیرہ، ان کی ترتیب ویسے ہے ہی نہیں جس طرح یونانیوں نے دنیا کے سامنے پیش کی۔ یعنی آسمان کے ہر تیس ڈگری کے وقفے سے جو بارہ حصے کیے گئے ہیں وہ بھی خود ساختہ اور تصوراتی ہیں۔ سچ بولنے والے اور حقیقت پسند ماہر فلکیات سائنس دانوں نے اس صورت حال کو اس طرح بیان کیا ہے: (وکی پیڈیا انسائیکلوپیڈیا)

"The Zodiacal Constellations are not organized into neat packets of stars that cover exactly 30 degrees of ecliptic. The truth is that the zodiacal constellations are irregular and do not divide the ecliptic into equal segments (Wikipedia)"

اس تیسری دلیل سے تو یہ بات حتمی طور پر پایہ تکمیل کو پہنچ جاتی ہے کہ نجومیوں نے پچھلے دو ڈھائی ہزار سال جو پوری دنیا کو بیوقوف بنا رکھا ہے اور پریشان کر رکھا ہے وہ محض دھوکہ تھا اور اب بھی ہے۔ برجوں سے انسان کی قسمت اور حالات کا تعلق تو دور کی بات ہے، اس طرح کے برجوں کا وجود بھی نہیں جیسا کہ نجومیوں نے دنیا کو بتا رکھا ہے۔ تو پھر یہ سوال خود بخود پیدا ہوتا ہے کہ یہ علم نجوم ہے کیا؟ کیا علم نجوم حقیقت ہے یا محض دھوکہ ہے؟

علم نجوم حقیقت یا دھوکہ؟

آگے بڑھنے سے پہلے یہ جاننا ضروری ہے کہ ستاروں کے متعلق حقیقی علم ہے کون سا۔ ستاروں کے متعلق علم تین قسم کا ہے:

① علم ہیئت یا علم فلکیات یا Astronomy

② علم نجوم یا Astrology

③ برجوں اور ستاروں کے متعلق قرآن وحدیث کا علم

① علم ہیئت یا فلکیات (Astronomy)

عربی میں اس کو علم الھیہ (Alhayah) کہتے ہیں یا معروف لفظوں میں علم ہیت۔ اس کا جدید نام علم فلکیات ہے۔ یہ بہت قدیم اور فطری علم (Natural Science) ہے۔ یہ آسمان پر ستاروں، سیاروں، شہابوں، جھرمٹوں، کہکشاؤں اور نیبولا وغیرہ کا اس طرح مطالعہ کرنے کا نام ہے کہ ان کی پیدائش، ارتقاء، طبعیات، کیمسٹری، زمین سے فاصلہ، ان کی پوزیشن اور حرکات اور سمت وغیرہ کے بارے میں معلومات اس نیت سے اکٹھی کرنا کہ اس سے مہینوں کا حساب لگانا، موسموں کی تقسیم یا موسموں کے بارے میں اندازہ لگانا، صحرا یا سمندروں میں سفر کے لیے سمت کا تعین کرنا (Navigation) کعبہ کے رخ کا تعین کرنا، نمازوں کے اوقات معلوم کرنا۔ یہ سب کچھ انتہائی ضروری اور ساری انسانیت کیلئے یکساں مفید علم ہے۔ یہ اسلام میں جائز اور حلال ہے۔ اس علم میں غلطی کا امکان ہو سکتا ہے لیکن یہ غلطی ایک غلطی ہی گنی جائے گی جس میں وقت کے ساتھ بہتری پیدا ہو سکتی ہے۔

② علم نجوم (Astrology)

ستاروں کی پوزیشن اور حرکات کا اس ارادے یا نیت یا نظریے کے تحت مطالعہ کرنا کہ ستارے انسانی زندگیوں، انسانوں کے حالات یا دنیا کے واقعات پر اثر انداز ہوتے ہیں یا ہو سکتے ہیں اور اس علم کو انسان کے مستقبل یا دنیا میں آئندہ وقوع پذیر ہونے والے حالات کی پیش گوئی کرنے کے لیے استعمال کرنا، علم نجوم کہلاتا ہے اور ایسے آدمی کو نجومی یا Astrologer کہتے ہیں۔ یہ علم بغیر کسی سائنسی یا مذہبی دلیل کے محض انسانی تخیلات اور نظریات پر مشتمل رہا ہے اور اب بھی ہے۔ یہ محض توہمات کا مجموعہ ہے۔ چونکہ یہ کسی بنیاد کے بغیر ہوا میں تعمیر کیا گیا ایک تصوراتی اور تخیلاتی محل ہے، اس لیے اس میں مسلسل تبدیلیاں ہوتی رہی ہیں اور یہ سلسلہ اب بھی جاری ہے جس سے اس میں بہت سارے تضادات گھس آئے ہیں۔ اسلام کی نظر میں غیر ضروری اور لغو ہونے کی وجہ سے حرام ہے کیونکہ کسی بھی

نجومی یا غیر نجومی کے لیے یہ ممکن نہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ارادے کو برجوں یا ستاروں کی روشنی میں جان کر یا بھانپ کر غیب کے متعلق پیش گوئی کر سکے۔ اس طرح تو اللہ تعالیٰ کا عالم الغیب ہونا بے معنی ہو جاتا ہے۔

سن 2006ء میں امریکہ کے نیچر سائنس بورڈ نے علم نجوم کے متعلق ایک بیان جاری کیا تھا اور اس کے الفاظ یہ تھے:

"Astrology is considered as a pseudo science or superstitions by the Scientific Community, which see a lack of statistically significant astrological predictions, while psychology explains much of the continued faith in astrology as a matter of "Cognitive biases" (see note below)
NOTE: "Cognitive biases is the human tendency to make systematic errors in judgement, knowledge and reasoning".

"یعنی سائنس دان اس علم نجوم کو غیر سائنسی توہمات کا مجموعہ سمجھتے ہیں اور نجومیوں کی پیش گوئیاں سچ ثابت ہونا نہ ہونے کے برابر ہے۔ ہاں البتہ جو لوگ نفسیاتی طور پر علم نجوم پر ایمان رکھتے ہیں، یہ وہ لوگ ہیں جو اپنی سمجھ بوجھ، علم اور قوت دلیل میں غلطی پر غلطی کرنے کا رجحان رکھتے ہیں"۔ (وکی پیڈیا انسائیکلوپیڈیا)

علم نجوم پر یہ جامع، مختصر لیکن مکمل تبصرہ ہے یعنی علم نجوم نارمل کی بجائے نفسیاتی مریضوں کا میدان ہے۔ لوگ نجومیوں کے پاس صرف اس غرض سے جاتے ہیں کہ مستقبل کے بارے میں خبریں حاصل کر کے آنے والے کسی نقصان سے بچ سکیں یا زیادہ فائدے حاصل کر سکیں۔ اس پر دیکھیں قرآن کیا کہتا ہے:

﴿وَلَوْ كُنتُ أَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ ۛ وَمَا مَسَّنِيَ السُّوءُ ۚ﴾

ترجمہ: "اگر میں (یعنی نبی کریم ﷺ) غیب کی باتیں جانتا ہوتا تو بہت سے فائدے جمع کر لیتا اور مجھ کو کوئی تکلیف نہ پہنچتی"۔ (الاعراف:۱۸۸)

توجو مسلمان قرآن پاک کی اس آیت کے ہوتے ہوئے بھی نجومیوں کے پاس جاتا ہے تو وہ مسلمان ہونا تو دور کی بات، نارمل انسان بھی نہیں رہتا کیونکہ ایک نارمل انسان کو اتنی تو عقل ہوتی ہے کہ خود نجومیوں کو بھی اپنے مستقبل کا کچھ پتہ نہیں ہوتا تو دوسروں کو کیا خاک غیب کی باتیں بتائیں گے۔

③ برج قرآن کی روشنی میں:

چونکہ اس وقت تذکرہ برجوں کا چل رہا ہے، اس لیے میں صرف برجوں کی بات کروں گا اور ستاروں کا ذکر آئندہ صفحات تک موخر کیے دیتا ہوں۔ پہلے تو ہم نے یہ دیکھنا ہے کہ برج کا مطلب کیا ہوتا ہے:

﴿أَيْنَ مَا تَكُونُوا يُدْرِككُّمُ الْمَوْتُ وَلَوْ كُنتُمْ فِي بُرُوجٍ مُّشَيَّدَةٍ ﴾ (النساء:٧٨)

ترجمہ: ”تم کہیں رہو موت تم کو آکر رہے گی خواہ بڑے بڑے محلوں میں رہو“۔

تو برج عربی میں محل (Residence) کو کہتے ہیں اور بروج اس کی جمع ہے۔

﴿وَالسَّمَاءِ ذَاتِ الْبُرُوجِ﴾ (البروج۸۵:۱)

ترجمہ: ”آسمان کی قسم جس میں برج ہیں“۔

تو اس آیت سے پتہ چلا کہ آسمان میں برج موجود ہیں۔ تو ان برجوں سے کیا مراد ہے؟ اگر اس سے مراد ستاروں کی منزلیں یا ستاروں کے جھرمٹوں کے رہنے کی جگہ یا محل مراد ہے تو پھر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا ستارے آسمان میں پیوست ہیں؟ کیونکہ یہاں ”آسمان میں برجوں“ کی قسم کھائی گئی ہے۔ اس کی تائید ایک دوسری آیت سے ہوتی ہے:

﴿وَلَقَدْ جَعَلْنَا فِي السَّمَاءِ بُرُوجًا وَزَيَّنَّاهَا لِلنَّاظِرِينَ﴾ (الحجر:۱۵/۱۶)

ترجمہ: ”اور ہم ہی نے آسمان میں برج بنائے اور دیکھنے والوں کے لیے اس کو سجا دیا“۔

تو اس آیت میں آسمانوں میں برج بنانے کا مقصد بھی بتا دیا کہ یہ آسمان کی خوبصورتی کا ذریعہ ہیں۔ دیگر مقاصد ستاروں کے ذکر کے تحت آئیں گے۔

﴿تَبٰرَكَ الَّذِیْ جَعَلَ فِی السَّمَآءِ بُرُوْجًا وَّ جَعَلَ فِیْهَا سِرٰجًا وَّ قَمَرًا مُّنِیْرًا﴾
(الفرقان:۲۵/۶۱)

ترجمہ: ”اور (اللہ) بڑی برکت والا ہے جس نے آسمان میں برج بنائے اور اس میں چراغ (سورج) اور چمکتا ہوا چاند بھی بنایا“۔

کچھ علماء نے یہ بھی لکھا ہے کہ آسمانوں میں برجوں سے مراد وہ مکان یا محل ہیں جن میں فرشتے رہائش پذیر ہیں جو آسمان کے انتظام اور حفاظت پر معمور ہیں۔
(معارف القرآن جلد ۸ صفحہ ۴۱۲)

اس کے ساتھ اگر ہم ایک اور آیت ملالیں تو جواب واضح ہو جاتا ہے:

﴿وَكُلٌّ فِیْ فَلَكٍ یَّسْبَحُوْنَ﴾ (یٰس:۳۶/۴۰)

ترجمہ: ”اور سب کے سب اپنے اپنے مدار میں تیرتے پھرتے ہیں“۔

یعنی سورج، چاند اور دوسرے ستارے آسمان میں پیوست نہیں ہیں بلکہ ان کے اپنے اپنے مدار ہیں۔ اب ان ساری باتوں کا خلاصہ اور نتیجہ کیا نکلتا ہے؟ آسمان میں برجوں کے دو مطلب نکلتے ہیں اور دونوں ہی صحیح ہوسکتے ہیں۔ ایک یہ کہ برج تو موجود ہیں وہ فرشتوں کے مکان بھی ہوسکتے ہیں اور ستاروں کے جھرمٹوں کے محل بھی اور جتنے بھی ستارے یا سیارے ہیں وہ سب اپنے اپنے مدار میں ہیں۔ برجوں کی تعداد کتنی ہے اس پر قرآن خاموش ہے اور اللہ تعالیٰ کی سنت یہ ہے کہ جو چیز انسان کی ہدایت کے لیے ضروری نہیں ہوتی وہ بیان نہیں کی جاتی لیکن بُت پرست یونانیوں نے برجوں کی تعداد اور اثرات میں مہم جوئی کر کے انسانوں کی کثیر تعداد کو گمراہی کے راستے پر ڈال دیا ہے اور ایسی ایسی بے بنیاد اور بے دلیل باتیں برجوں سے منسوب کر دیں جن کا قرآن و حدیث میں کوئی اشارہ تک نہیں ملتا۔

برجوں سے منسوب باطل نظریات:

آج کل کے نوجوان لڑکے لڑکیاں جب ایک دوسرے سے پوچھتے ہیں ”آپ کا سٹار کون سا ہے“ تو اس سوال پوچھنے کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ وہ جان سکیں کہ دوسرے کو دوست بنانے کے لیے یا تعلق قائم کرنے کے لیے یا شادی کے لیے دوسرے فریق کا برج موافق ہے کہ غیر

موافق، قابل برداشت ہے یا غیر جانبدار۔ یہاں میں صرف دو باتوں پر بات کرنا چاہتا ہوں ایک ہے دوستی اور دوسرا شادی۔ یہ وہ دو اہم تعلقات ہیں جن میں انسان کی کوشش ہوتی ہے کہ دوست صحیح ملے اور دوسرا خاوند یا بیوی ایسی ہو جس سے نباہ ہو سکے۔ آیئے پہلے دیکھتے ہیں کہ موافق یا موزوں یا اچھے خاوند کے لیے کون سی خوبیاں دیکھنا ضروری ہوتی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

إِذَا أَتَاكُمْ مَنْ تَرْضَوْنَ خُلُقَهُ وَدِينَهُ فَزَوِّجُوهُ إِلَّا تَفْعَلُوا تَكُنْ فِتْنَةٌ فِي الْأَرْضِ وَفَسَادٌ كَبِيرٌ۔ (سنن ترمذی)

ترجمہ: ”جب تمہارے پاس ایک ایسے شخص کا پیغام آئے، جس کی عادات اور دین کو تم پسند کرتے ہو، اسے اپنی بچی کا نکاح دے دو، اگر ایسا نہ کرو گے تو زمین میں فتنہ اور بڑا فساد ہو گا“۔

تو جس شخص کے اخلاق و عادات اچھے ہیں، جس کا عقیدہ درست اور اعمال صالح ہیں تو وہ شادی کے لیے درست جوڑ ہے۔ اچھی بیوی کے لیے بخاری کی یہ حدیث ہے: ”عورت سے چار چیزوں کی بنیاد پر نکاح کیا جاتا ہے: اس کے مال و دولت کی وجہ سے، اس کے حسب و نسب کی وجہ سے، اس کی خوبصورتی کی وجہ سے یا اس کی دین داری کی وجہ سے، تو تو دین دار عورت سے نکاح کرنے میں کامیابی حاصل کر“۔

اب دیکھیں کہ دوستی کس کس سے کرنی ہے:

﴿إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَهُمْ رَاكِعُونَ ۝ وَمَنْ يَتَوَلَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا فَإِنَّ حِزْبَ اللَّهِ هُمُ الْغَالِبُونَ ۝﴾ (المائدہ:۵۵/۵۶)

ترجمہ: ”بے شک تمہارے دوست تو بس اللہ، اللہ کا رسول اور وہ اہل ایمان ہیں جو نماز قائم کرتے ہیں، زکوٰۃ دیتے ہیں اور اللہ کے آگے جھکنے والے ہیں۔ اور جو شخص اللہ، اس کے رسول اور اہل ایمان کو اپنا دوست بنا لے وہ یقین مانے کہ اللہ کا گروہ ہی غالب رہنے والا ہے“۔

یہاں نہ صرف دوستی کی شرائط و نشانیاں بتا دیں بلکہ ساتھ ہی ایسی دوستی میں کامیابی اور غلبے کی نوید بھی سنا دی۔ اب دیکھیں کہ دشمنی کس کس سے کرنی ہے:

﴿إِنَّمَا يَنْهٰكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ قٰتَلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَ اَخْرَجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ وَ ظٰهَرُوْا عَلٰٓى إِخْرَاجِكُمْ اَنْ تَوَلَّوْهُمْ ۚ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ﴾

(الممتحنہ: ٦٠/٩)

ترجمہ: ”اللہ تعالیٰ تمہیں صرف ان لوگوں کی دوستی سے روکتا ہے جنہوں نے تم سے دین کے بارے میں لڑائیاں لڑیں اور تمہیں دیس نکالے دیئے اور دیس نکالا دینے والوں کی مدد کی۔ جو لوگ ایسے کفار سے دوستی کریں گے وہ ظالم ہیں“۔

یہاں تک میں نے دو احادیث اور تین قرآنی آیات کے حوالے لکھے ہیں اور ان سے بہت واضح ہے کہ دوستی اور دشمنی یا شادی کے موافق یا ناموافق ہونے کے لیے ایمان اور اعمال صالح ہی معیار ہیں یا جو شرائط اور نشانیاں ہیں وہ سب اسلام کی چھتری کے نیچے ہی آتی ہیں۔ اس کے مقابلے میں ستارہ پرستوں کے نزدیک دوستی یا شادی کے لیے صرف یہ دیکھنا ہوتا ہے کہ دوسرے فریق کا برج کون سا ہے بس! اس کو کلمہ پڑھنا آتا ہے یا نہیں، نماز پڑھتا ہے یا نہیں، دہریہ ہے، یہودی ہے، ہندو ہے، عیسائی ہے، اسلام اور مسلمانوں کا دشمن ہے، سوشلسٹ ہے، سیکولر ہے، مجنون ہے یا نفسیاتی مریض ہے، چور اچکا ہے یا جیب کترا، کنجوس ہے یا فضول خرچ، یعنی اس کے عقائد اور کردار کو دیکھنے کی ضرورت نہیں بس یہ دیکھنا ہے کہ برج موافق اور موزوں ہے یا غیر موافق یا غیر موزوں۔ اب تک ہم یہ ثابت کر آئے ہیں کہ نام کے پہلے حرف یا تاریخ پیدائش کے مطابق برج ہوتے ہی نہیں۔ تو اصل میں ہم اپنی شادی یا دوستی کو برجوں پر استوار نہیں کر رہے ہوتے بلکہ تخیلاتی اور تصوراتی توہمات پر کرتے ہیں۔ ہے ناں نری جہالت! ستارہ پرست یونانیوں کی طرف سے وضع کئے گئے جہالت کے جدول ملاحظہ ہوں:

انگریزی نام	برج	موزوں	غیر موزوں	قابل برداشت	غیر جانبدار
Aries	حمل	اسد، قوس	سرطان، میزان، جدی	ثور، جوزا، دلو، حوت	سنبلہ، عقرب
Taurus	ثور	سنبلہ، جدی	اسد، عقرب، دلو	حمل، جوزا، سرطان، حوت	میزان، قوس
Gemini	جوزا	میزان، دلو	سنبلہ، قوس، حوت	حمل، ثور، سرطان، اسد	عقرب، جدی
Cancer	سرطان	عقرب، حوت	حمل، میزان، جدی	ثور، جوزا، اسد، سنبلہ	قوس، دلو
Leo	اسد	حمل، قوس	ثور، عقرب، دلو	جوزا، سرطان، سنبلہ، میزان	جدی، حوت
Virgo	سنبلہ	ثور، جدی	جوزا، قوس، حوت	اسد، سرطان، میزان، عقرب	حمل، دلو
Libra	میزان	جوزا، دلو	حمل، سرطان، جدی	اسد، سنبلہ، عقرب، قوس	ثور، حوت
Scorpio	عقرب	سرطان، حوت	ثور، اسد، دلو	سنبلہ، میزان، قوس، جدی	حمل، جوزا
Sagittarius	قوس	حمل، اسد	جوزا، سنبلہ، حوت	میزان، عقرب، جدی، دلو	ثور، سرطان
Capricorn	جدی	ثور، سنبلہ	حمل، سرطان، میزان	عقرب، قوس، دلو، حوت	جوزا، اسد
Aquarius	دلو	جوزا، میزان	ثور، اسد، عقرب	حمل، قوس، جدی، حوت	سنبلہ، سرطان
Pisces	حوت	سرطان، عقرب	جوزا، سنبلہ، قوس	حمل، ثور، جدی، دلو	اسد، میزان

ستارہ پرستوں کی اسلام دشمنی:

اصل بات لکھنے سے پہلے تمہید کے طور پر یونان کے متعلق کچھ باتیں بتاتا جاؤں۔ زمانہ قبل مسیح میں یونان بُت پرستوں کی سرزمین تھی۔ 330ء سے 1453ء تک یونان رومی سلطنت کا حصہ رہا جس کا دارالحکومت قسطنطنیہ (استنبول) تھا۔ 1453ء میں عثمانی سلطان محمد فاتح نے قسطنطنیہ پر قبضہ کر کے رومی سلطنت کا خاتمہ کر دیا۔ پھر ترکوں نے یونان میں خوبصورت مسجدیں تعمیر کیں۔ 1830ء میں یونان نے ترکوں سے آزادی حاصل کر لی۔ پھر یونانیوں نے ان مساجد کو گرجوں یا عجائب گھروں میں تبدیل کر دیا۔ اس وقت یونان میں تقریباً دس لاکھ مسلمان بستے ہیں مگر یونانی دارالحکومت ایتھنز میں ایک بھی باقاعدہ مسجد نہیں۔ ایتھنز کی نیو کلاسیکل یونیورسٹی میں اب بھی بُتوں کی بھرمار ہے۔ اولمپک مشعل کے بہانے آج بھی دنیا

سے بالواسطہ اپنے مشرکانہ عقائد کی پوجا کروائی جاتی ہے۔ مسلمانوں کو یونان میں عید الفطر اور عید الاضحیٰ کی نماز پڑھنے میں بھی سخت دشواری پیش آتی ہے۔ آپ یونان کی تاریخ اور نفسیات جیسے جیسے کھولتے جائیں گے، آپ کو اسلام دشمنی کی تہہ در تہہ چھپی ہوئی کہانیاں ملتی جائیں گی۔ برج اسد کے تحت حضور نبی کریم ﷺ سے ان کے کینے اور بغض کی داستان تو میں پہلے لکھ آیا ہوں (جسے لاشعوری طور پر مسلمانوں نے بھی اپنا رکھا ہے)۔ اب دیکھتے ہیں کہ ان ستارہ پرستوں کو مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے ناموں سے کتنی نفرت ہے اور اس کے اظہار کے لیے ایک بار پھر کیسے بالواسطہ (indirect) طریقہ استعمال کیا ہے کہ ایک عام قاری کی توجہ کم ہی اس طرف جائے گی۔

برج اور شہروں کے نام:

برجوں کے اس خود ساختہ اور باطل نظام کو اس مہارت سے گھڑا گیا ہے کہ اس میں ہر برج کے متعلق موزوں (موافق) اور غیر موزوں (ناموافق) چیزوں کی ایک فہرست ترتیب دی گئی ہے تاکہ لوگوں کی سوچ اور رہن سہن اسی نظام کے اندر اندر ہی رہے۔ ان موافق چیزوں میں نگینہ، رنگ، پھول، دن، نمبر، دھات وغیرہ شامل ہیں۔ سب سے اہم اور دلچسپ یہ بات ہے کہ ہر برج کے حامل شخص کو یہ بھی بتایا گیا ہے کہ اس کی صحت، ترقی، خوشحالی اور کامیابی کے لیے کون سا ملک یا کون سا شہر موافق یا موزوں رہے گا۔ ان بارہ برجوں کے تحت آنے والے ملکوں کی فہرست سے سعودی عرب غائب ہے اور شہروں کے ناموں میں سے مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ غائب ہیں۔ دوسرے لفظوں میں بالواسطہ طور پر یہ بتایا اور سمجھایا گیا ہے کہ ان دو شہروں کو جانے یا ان میں رہنے سے انسان کو نقصان ہو سکتا ہے اور انسان کی بربادی کی خبر ہے (نعوذ باللہ من ذالک الخرافات)

برج حمل

21مارچ تا20اپریل

نام کا پہلا حرف	ا،ع،ل،ی
حکمران سیارہ	مریخ
موافق نگینہ	ہیرا،یاقوت،پکھراج
موافق رنگ	سرخ،گلابی،عنابی،قرمزی
موافق پھول	گلاب
موافق دن	منگل
موافق نمبر	9
موافق برج	اسد،قوس
ناموافق برج	ثور،جوزا،دلو،حوت
گوارا برج	سرطان،میزان،جدی
غیر جانبدار برج	سنبلہ،عقرب
موافق دھات	
موزوں مقامات	

برج ثور

21اپریل تا21مئی

نام کا پہلا حرف	ب،و
حکمران سیارہ	زہرہ
موافق نگینہ	زمرد،لاجورد،مرجان،عقیق،فیروزہ

موافق رنگ	زرد، نارنجی، نیلا، گلابی، سبز
موافق پھول	یاسمین
موافق دن	جمعہ
موافق نمبر	6
موافق برج	سنبلہ، جدی
ناموافق برج	دلو، اسد، عقرب
گوارا برج	جوزا، سرطان، حوت، حمل
غیر جانبدار برج	میزان، قوس
موافق دھات	تانبہ، پیتل
موزوں مقامات	ایران، ژندان آذربائیجان، جارجیا

برج جوزا

22 مئی تا 21 جون

نام کا پہلا حرف	ق، ک
حکمران سیارہ	عطارد
موافق نگینہ	زبرجد، عقیق، زمرد، پکھراج، یاقوت
موافق رنگ	بنفشی، لاجوردی، ارغوانی، سبز
موافق پھول	کنول، نرگس زرد
موافق دن	بدھ
موافق نمبر	5
موافق برج	میزان، دلو
ناموافق برج	سنبلہ، قوس، حوت

گوارا برج	سرطان، حمل، اسد، ثور
غیر جانبدار برج	عقرب، جدی
موافق دھات	تانبہ، پیتل
موزوں مقامات	مصر، آرمینیا، بلجیئم، انگلینڈ، امریکہ

	برج سرطان
	22 جون تا 23 جولائی
نام کا پہلا حرف	ح، ہ
حکمران سیارہ	قمر
موافق نگینہ	سوتی، حجر القمر، زمرد، پکھراج، عقیق
موافق رنگ	سبز، زرد، دودھیا، سفید، نیلا
موافق پھول	گل سوسن
موافق دن	پیر
موافق نمبر	2
موافق برج	عقرب اور حوت
ناموافق برج	حمل، میزان، جدی
گوارا برج	اسد، سنبلہ، ثور، جوزا
غیر جانبدار برج	قوس، دلو
موافق دھات	چاندی
موزوں مقامات	شمالی امریکہ، سکاٹ لینڈ، نیویارک، ایمسٹرڈیم، جنیوا، وینس

صرف برج حمل کے تحت موزوں دھات اور موزوں مقامات غائب ہیں۔ یہ کتاب میں لکھے ہی نہ تھے۔ یہاں تک تین مسلمان ملکوں کے نام آئے ہیں۔ ایران، آذربائیجان، اور ایک عرب ملک مصر جبکہ آٹھ غیر مسلم ممالک اور تین غیر مسلم شہروں کے نام ہیں۔

برج اسد

24 جولائی تا 23 اگست

نام کا پہلا حرف	م، ٹ
حکمران سیارہ	شمس
موافق نگینہ	ہیرا، لعل، پکھراج، پنا، یاقوت
موافق رنگ	زرد، نارنجی، سنہرا، سرخ
موافق پھول	گلاب
موافق دن	اتوار
موافق نمبر	1
موافق برج	حمل، قوس
ناموافق برج	ثور، عقرب، دلو
گوارا برج	سرطان، جوزا، سنبلہ، میزان
غیر جانبدار برج	حوت، جدی
موافق دھات	سونا
موزوں مقامات	اٹلی، سسلی، فرانس، روم، بوسٹن، دمشق، برلن، برسٹل

برج سنبلہ

24 اگست تا 23 ستمبر

نام کا پہلا حرف	پ، غ
حکمران سیارہ	عطارد
موافق نگینہ	پکھراج، ہیرا، نیلم، موتی، زمرد
موافق رنگ	سبز، بنفشی، سیاہ دھانی، نیلا

موافق پھول	کنول
موافق دن	بدھ
موافق نمبر	5
موافق برج	جدی، ثور
ناموافق برج	قوس، حوت، جوزا
گوارا برج	میزان، عقرب، اسد، سرطان
غیر جانبدار برج	دلو، حمل
موافق دھات	پارہ، چاندی
موزوں مقامات	ترکی، عراق، عرب، یونان، فلسطین، بغداد، پیرس، سوئیزر لینڈ

برج میزان

22 ستمبر تا 22 اکتوبر

نام کا پہلا حرف	ت، ٹ، ر، ط
حکمران سیارہ	زہرہ
موافق نگینہ	الماس، زمرد، سنگ دودھیا، اوپل
موافق رنگ	سفید، ارغوانی، نیلا اور قرمزی
موافق پھول	چنبیلی
موافق دن	جمعۃ المبارک
موافق نمبر	6
موافق برج	دلو، جوزا
ناموافق برج	حمل، سرطان، جدی

گوارا برج	اسد، سنبلہ، عقرب، قوس
غیر جانبدار برج	ثور، حوت
موافق دھات	کانسی، تانبہ
موزوں مقامات	چین، تبت، جاپان، مصر، آسٹریا، اردن، ٹورنٹو

	برج عقرب
	24 اکتوبر تا 23 نومبر
نام کا پہلا حرف	ن، ذ، ز، ص، ظ
حکمران سیارہ	پلوٹو
موافق نگینہ	پکھراج، ہیرا، موتی، عقیق، فیروزہ، لعل
موافق رنگ	سرخ، سبز، نیلا، عنابی، بھورا، انگوری
موافق پھول	گل داودی
موافق دن	منگل
موافق نمبر	9
موافق برج	سرطان، حوت
ناموافق برج	دلو، ثور، اسد
گوارا برج	سنبلہ، میزان، قوس، جدی
غیر جانبدار برج	حمل، جوزا
موافق دھات	فولاد، تانبہ
موزوں مقامات	الجیریا، مراکو، قلطونیا، ناروے، لاہور، لیورپول

ان چار برجوں سے منسلک غیر مسلم ملکوں اور شہروں کی تعداد دس ہے جبکہ مسلمان

ملکوں اور شہروں کی تعداد سات اور دو ہے۔ برج سنبلہ کے تحت ایک ملک کا نام لکھا ہے "عرب"۔ اس عرب سے کیا مراد ہے؟ یاد رہے سعودی عرب کی جدید شکل سے پہلے اس خطے کو عربیہ ہی کہتے تھے۔ سعودی عرب دنیا کے نقشے پر 80 سال سے موجود ہے اور اس کو اب بھی صرف "عرب" لکھنا کینہ اور بغض ہی کہلائے گا۔ اس کے علاوہ آپ نے نوٹ کیا اب تک آٹھ برجوں کے تحت مسلمان ملکوں اور شہروں کی تعداد قلیل رکھی گئی ہے۔

	برج قوس	
24 نومبر تا 23 دسمبر		
نام کا پہلا حرف	ف	
حکمران سیارہ	مشتری	
موافق نگینہ	پکھراج، نیلم، فیروزہ، ہیرا، لعل	
موافق رنگ	نیلا، زرد، سرخ، سیاہ، ارغوانی	
موافق پھول	نرگس آبی	
موافق دن	منگل	
موافق نمبر	3	
موافق برج	حمل، اسد	
ناموافق برج	حوت، جوزا، سنبلہ	
گوارا برج	جدی، دلو، میزان، عقرب	
غیر جانبدار برج	ثور، سرطان	
موافق دھات	ٹن، سونا	
موزوں مقامات	عرب، ہنگری، شمالی فرانس، ٹورنٹو	

	برج جدی	
23 دسمبر تا 20 جنوری		
نام کا پہلا حرف	گ، ج، خ	
حکمران سیارہ	زحل	
موافق نگینہ	فیروزہ، زمرد، پنا، الماس، موتی، یاقوت	
موافق رنگ	ارغوانی، بنفشی، سبز، جامنی، زرد، سنہرا	
موافق پھول	کارنیشن	
موافق دن	ہفتہ	
موافق نمبر	8	
موافق برج	ثور، سنبلہ	
ناموافق برج	حمل، سرطان، میزان	
گوارا برج	قوس، حوت، عقرب، دلو	
غیر جانبدار برج	جوزا، اسد	
موافق دھات	سونا، پلاٹینم	
موزوں مقامات	افغانستان، خراسان، پاکستان، ہندوستان	

	برج دلو	
21 جنوری تا 19 فروری		
نام کا پہلا حرف	ث، س، ش، ص	
حکمران سیارہ	زحل	
موافق نگینہ	نیلم، پکھراج، یاقوت، حجر القمر	

موافق رنگ	بنفشی، سبز، نیلا
موافق پھول	نرگس آبی
موافق دن	ہفتہ
موافق نمبر	4
موافق برج	جوزا، میزان
ناموافق برج	ثور، اسد، عقرب
گوارا برج	قوس، جدی، حوت، حمل
غیر جانبدار برج	سرطان، سنبلہ
موافق دھات	ایلومینیم
موزوں مقامات	عرب، ایران، روس، سویڈن، ہیمبرگ، سوڈان، ترکستان

برج حوت	
20فروری تا20مارچ	
نام کا پہلا حرف	د، چ
حکمران سیارہ	مشتری
موافق نگینہ	زمرد، پکھراج، پنا، نیلم، عقیق
موافق رنگ	ارغوانی، بنفشی، جامنی، سبز، نیلا، سفید
موافق پھول	گل سوہن
موافق دن	جمعرات
موافق نمبر	7
موافق برج	سرطان، عقرب

ناموافق برج	جوزا، سنبلہ، قوس
گوارا برج	جدی، دلو، حمل، ثور
غیر جانبدار برج	اسد، میزان
موافق دھات	پلاٹینم
موزوں مقامات	پرتگال، سپین، آسٹریلیا، سکندریہ، اٹلی

یہاں چار برجوں میں غیر مسلم ملکوں کے نو نام اور شہروں کے تین جبکہ مسلمان ملک آٹھ اور شہر ایک۔ عرب کا نام پھر دو دفعہ آیا ہے۔ اب تک آپ نے دیکھ لیا کہ مکہ اور مدینہ منورہ کے نام غائب ہیں۔

برج اور سونا:

ایک اور بات قابلِ غور یہ ہے کہ برج اسد، قوس اور جدی کے حامل افراد کیلئے موافق دھات سونا ہے۔ قوس اور جدی میں تو سونے کے ساتھ ایک متبادل دھات ٹن یا پلاٹینم ہے مگر برج اسد میں صرف سونا ہے۔ اسلام میں مردوں کے لیے سونا پہننا حرام ہے اور برج اسد میں موافق دھات صرف سونا ہی بتائی گئی ہے اور برج اسد کے تحت میں تفصیل کے ساتھ لکھ آیا ہوں کہ محمد نام برج اسد کے تحت بنتا ہے۔ اس طرح صرف سونے کو برج اسد کی موافق دھات قرار دینا بھی ایک شرارت ہے جو کہ اسلام کے احکامات کا مذاق اڑانے والی بات ہے۔ اب جو شخص برجوں اور ستاروں پر یقین رکھتا ہے وہ اسلام سے محروم ہو جاتا ہے اور جو شخص مسلمان ہے وہ ان برجوں اور ستاروں کے مشرکانہ علم نجوم پر یقین نہیں رکھ سکتا کیونکہ اسلام کے کسی حکم یا طریقے کا بالواسطہ یا بلاواسطہ انکار یا مذاق ایمان کو ختم کر دیتا ہے۔ پس یہ حق و باطل یا رحمٰن اور شیطان کے دو جدا جدا راستے یا نظام ہیں۔

❀❀❀

علم نجوم کی قسمیں (Types)

یہاں میں صرف تین قسموں کا ذکر کروں گا جو کہ اس وقت نجومی لوگوں کی قسمت کا حال بتانے کیلئے یا اُن کی روزمرہ زندگی میں راہنمائی کرنے کے لیے استعمال کرتے ہیں:

① پیدائشی علم نجوم (Natal Astrology):

یہ وہ شعبہ ہے جسے عام نجومی استعمال کرتے ہیں۔ اس کی بنیاد تاریخ پیدائش پر ہے۔ تاریخ پیدائش کی بنیاد پر بارہ برج ہیں۔ ان برجوں سے منسلک افراد کی مثبت اور منفی خصوصیات پہلے ہی کتابوں میں چھپی ہوئی ہیں۔ پھر ان لوگوں کے مزاج بھی معروف ہیں۔ اسی تاریخ پیدائش سے انسان کا خوش قسمت عدد (Lucky number) بھی نکالا جاتا ہے۔ یا اس میں دوسرا طریقہ یہ ہوتا ہے کہ آپ کے نام کا پہلا حرف کیا ہے لیکن "موثر (effective)" طریقہ تاریخ پیدائش ہی پر ہے۔ اس طریقے میں نجومیوں کو کوئی خاص محنت نہیں کرنا پڑتی۔ کتابوں سے رٹی ہوئی معلومات سے ہی وہ اپنا کاروبار چلاتے ہیں۔ ہمارے اخباروں اور رسائل میں جو "ستاروں کی روشنی میں آپ کا دن کیسے گزرے گا" اسی طریقہ پر ہے

② لمحاتی علم نجوم (Horary Astrology):

اس قسم کی بنیاد جگہ اور وقت کے ساتھ مخصوص ہوتی ہے۔ ایک شخص کسی جگہ سے نجومی کو فون کرتا ہے کہ میں اس وقت فلاں جگہ پر ہوں اور کوئی خاص کام کرنا چاہتا ہوں یا کسی خاص مقصد کے لیے نکلا ہوں تو بتائیں کہ برجوں اور ستاروں کی روشنی میں میں کامیاب رہوں گا یا نہیں؟ پھر نجومی حساب لگائے گا کہ اس وقت چاند کس برج میں ہے اور کتنے ڈگری پر ہے اور سورج کس برج میں ہے اور کتنے ڈگری پر ہے پھر وہ اس سارے حساب کو اس انسان کے برج

اور حاکم ستارے کے مطابق پرکھے گا اور بتائے گا کہ تمہارا گھر سے نکلنا یا فلاں کام کرنا فائدہ مند ہوگا یا نقصان دہ۔ جن لوگوں کے پاس بہت پیسہ ہے یا بڑے منصب پر فائز ہیں وہ اپنے روزانہ کے پروگرام اسی طریقہ پر ترتیب دیتے ہیں خصوصاً حکمران قسم کے لوگ جو توہم پرستی اور ضعیف الاعتقادی کا شکار ہوتے ہیں۔ جن کے اپنے لاشعور میں اپنے کالے کرتوتوں کا خوف ہوتا ہے اور وہ بے چین رہتے ہیں۔ اس طرح کے لوگوں نے اپنے ساتھ کل وقتی (Full time) نجومی رکھے ہوتے ہیں جو ان کو علم نجوم کے علم اور روشنی میں چلاتے ہیں اور یہ لوگ بھی نجومیوں کے مشوروں کے بغیر ایک قدم بھی نہیں اٹھاتے۔ اس قسم کے علم کا موجد یا بانی برطانوی ماہر نجوم ولیم للی (William Lilly) تھا جس نے سترہویں صدی عیسوی میں اس پر کام کیا۔

انڈیا کی وزیر اعظم اندرا گاندھی کے بارے یہ مشہور تھا کہ وہ روزانہ گھر سے نکلنے سے پہلے نجومیوں سے مشورہ کرتی تھی اور زائچہ وغیرہ بنواتی تھی۔ لیکن جس دن اجل لکھی ہوئی تھی وہ گھر سے نکلتے ہی اپنے سکھ باڈی گارڈز کی گولیوں کا نشانہ بن گئی۔

اگر آپ یکم نومبر 2009ء کا نوائے وقت سنڈے میگزین ملاحظہ کریں تو آپ کو پاکستان کی معروف نجومی پامیلا خان کی باتیں پڑھنے کو ملیں گی۔ ان کا کہنا ہے: "سیاستدان ان سے رابطہ رکھتے ہیں اور گاہے بگاہے حساب لگواتے رہتے ہیں۔ میاں نواز شریف کا زائچہ بنا کر انہیں نہ صرف حالات سے آگاہ کیا بلکہ بہت سے ایسے خطرات کے متعلق بھی بتایا جو مستقبل میں انہیں درپیش آسکتے ہیں۔ صدر پرویز مشرف کا زائچہ بنایا تو انہیں واضح بتا دیا تھا کہ ان کا اقتدار اب ختم ہونے کو ہے۔ پرویز مشرف کے فون پر رابطہ کرنے پر بروقت آگاہ کر دیا تھا کہ پاکستان میں رہے تو دوہری آزمائش کا شکار ہوسکتے ہیں" پامیلا خان کا مزید کہنا ہے: "عطا محمد مانیکا صاحب نے بھی اپنا زائچہ بنوایا ہے اور اکثر فون پر بات چیت ہوتی رہتی ہے"۔

اگر آپ سات فروری 2010ء کا نوائے وقت سنڈے میگزین دیکھیں تو آپ کو ملتان کی ایک اور نجومی ثناء خان کی گفتگو پڑھنے کو ملے گی جن کے پاس پرویز مشرف، چیف جسٹس افتخار چوہدری، بیرسٹر اعتزاز احسن، میاں نواز شریف، وزیر اعظم یوسف رضا گیلانی اور کئی دوسری

شخصیات مستقبل کی خبریں جاننے کے لیے جاتے رہے ہیں۔ اس انٹرویو کو آپ غور سے پڑھیں تو ثناء خان لکھتی ہیں کہ یوسف کے نام کا ستارہ مریخ ہے۔ وجہ یہ ہے کہ یوسف ی سے شروع ہوتا ہے اور ی کا برج حمل بنتا ہے اور حمل کا حاکم ستارہ مریخ ہے۔ اس حساب سے یوسف رضا گیلانی کا ستارہ مریخ بنتا ہے جو کہ (بت پرست یونانیوں کے نزدیک) جنگ وجدل کا ستارہ ہے۔ مزید لکھتی ہیں کہ تاریخ پیدائش کے حساب سے یوسف رضا گیلانی کا ستارہ عطارد (Mercury) جو کہ تجسس، ذہانت اور تیزی کا ستارہ ہے۔ پھر انہوں نے حساب لگا کر وزیر اعظم کے متعلق کی پیش گوئیاں کیں جو آج گیارہ ماہ گزرنے کے بعد بھی پوری نہیں ہوئیں اور سب غلط ثابت ہوئیں۔ حیرت انگیز اور دلچسپ واقعہ یہ ہے کہ ان پیش گوئیوں کے دس دن بعد ہی ایک گھریلو ملازم نے ثناء خان پر قاتلانہ حملہ کر دیا اور وہ پندرہ فروری 2010ء کو نشتر ہسپتال ملتان میں زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے فوت ہوگئیں۔ یعنی یہ سارا علم نجوم ان کے اپنے کچھ کام نہ آیا اور وہ ان پیش گوئیوں اور زائچے یا حساب کتاب کی مدد سے اپنے بارے میں تو کوئی پیش بندی نہ کر سکیں مگر ساری دنیا کو وہ زائچے بنا بنا کر خطرات سے آگاہ کرتی رہیں۔ یہ تو وہی اندرا گاندھی والا کام ہوا۔ وہاں نجومی تو نہیں مارے گئے تھے بلکہ نجومیوں کی موکل اندرا ماری گئیں یہاں خود نجومی ہی اجل کا شکار ہوگئی۔

یہاں تک پہنچ کر صرف ان واقعات کی بنا پر ہی یہ ثابت کرنا بہت آسان ہے کہ یہ لمحاتی یا Horary علم نجوم بھی باطل علم ہے۔ یہ سب اٹکل پچو اور جھوٹ پر مبنی ہے مگر برا ہو شیطان کا جس نے انسانوں کی کثیر تعداد کو گمراہ کر دیا ہے۔ پچیس جنوری 2011ء کے نوائے وقت میں کالم تلخ نوائی میں کالم نگار محمد اظہار الحق لکھتے ہیں: "دارالحکومت اسلام آباد کے قریب فائیو سٹار ہوٹل میں ان دنوں غیب کی خبریں بتانے والا ایک نجومی قیام پذیر ہے۔ عوامی نمائندے، سیاست دان، صحافی اور زندگی سے دوسرے شعبوں سے تعلق رکھنے والے کیا ان پڑھ کیا اعلیٰ تعلیم یافتہ اس سے "فیض یاب" ہو رہے ہیں خاص کر ایک ایسی جماعت سے وابستہ افراد، جو ایک نوخیز جماعت ہے"۔

اب اللہ تعالیٰ کا فرمان بھی سن لیجیے:

﴿قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ﴾ (النمل: ۲۷/ ۶۵)

ترجمہ: "کہہ دو کہ جو مخلوق آسمانوں اور زمین میں ہے ان میں سے کوئی بھی غیب کا علم نہیں رکھتا سوائے اللہ تعالیٰ کے"۔

﴿وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ﴾ (الانعام ۶: ۵۷)

ترجمہ: "اور اس (اللہ) کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں جن کو اس کے سوا کوئی نہیں جانتا"۔

اب ایک حدیث مبارکہ بھی سن لیں: اُم المومنین سیّدہ حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ اَتٰى عَرَّافًا فَسَاَلَهٗ عَنْ شَيْءٍ لَمْ تُقْبَلْ لَهٗ صَلَاةٌ اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً

(مسلم: باب تحریم الکہانہ واتیان الکہانہ ۲۲۳۰)

ترجمہ: "جو شخص خبریں بتانے والے کے پاس آیا اور اس سے کچھ پوچھا تو اس کی چالیس دن تک کی نمازیں قبول نہ ہوں گی"۔

ہندوؤں اور دوسرے غیر مسلم لوگوں کے بارے میں تو سمجھ آتی ہے کہ ان کے پاس کوئی ہدایت کی کتاب یا ذریعہ نہیں اس لیے وہ نجومیوں کا سہارا لیتے ہیں مگر لا الہ الا اللہ کہنے والی حامل قرآن ملت ابراہیم کو کیا ہوا کہ وہ ان باطل راہوں پر چل پڑی۔ اگر کوئی اہم کام درپیش ہو تو قرآن کریم نے اس کا ایک طریقہ بتایا ہے:

﴿وَشَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ ۚ فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ ۝ اِنْ يَّنْصُرْكُمُ اللّٰهُ فَلَا غَالِبَ لَكُمْ ۚ وَاِنْ يَّخْذُلْكُمْ فَمَنْ ذَا الَّذِيْ يَنْصُرُكُمْ مِّنْۢ بَعْدِهٖ ۭ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ﴾ (آل عمران ۳: ۱۵۹/ ۱۶۰)

ترجمہ: "اور ان (اصحاب ساتھیوں) سے کام کا مشورہ کیا کریں پھر جب آپ کا پختہ ارادہ ہو جائے تو اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کریں۔ بے شک اللہ تعالیٰ توکل کرنے والوں سے محبت کرتا ہے (۱۵۹) اگر اللہ تمہاری مدد کرے تو تم پر کوئی غالب نہیں آسکتا اور اگر وہ تمہیں چھوڑ دے تو اس کے بعد کون ہے جو تمہاری مدد کرے؟ ایمان

والوں کو اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسہ رکھنا چاہئے"۔

تو یہ ہے طریقہ اور ترتیب: ① پہلے مشورہ پھر ② عزم اور آخر میں ③ اللہ پر توکل۔
لیکن جمہوریت میں عزم اور توکل تو بہت دور کی باتیں ہیں، مشورہ بھی کرنا نصیب نہیں ہوتا کیوں کہ یہاں تو یہ دیکھنا ہوتا ہے کہ اکثریت کی رائے کیا ہے۔ اگر اکثریت نے (خواہ وہ جعلی ڈگریوں والے نااہل ہی کیوں نہ ہوں) ہاں کر دی یا ہاتھ کھڑے کر دیئے تو وہ بل پاس ہو گیا یا کام OK ہو گیا۔ مشورہ کرنے سے اللہ کی مدد شامل حال ہو جاتی ہے اور وہ کام پورا ہو جاتا ہے۔ جمہوریت میں مشورے کی بجائے اکثریت کی بنا پر فیصلے ہوتے ہیں اس لیے اللہ تعالیٰ کی مدد شامل نہیں ہوتی اور یہی بات آیت نمبر 160 میں فرما دی کہ اللہ کے سوا تمہارا کوئی درست اور مددگار نہیں اور یہی کچھ پچھلے تریسٹھ سال سے پاکستان میں ہو رہا ہے اور ہم مدد کیلئے ورلڈ بینک، آئی۔ ایم۔ الیف، امریکہ اور دوسرے فرینڈز آف دی پاکستان کے سامنے ہاتھ پھیلاتے ہیں لیکن دھکے ہی دھکے ہیں۔ ہمارے حکمران اور دوسرے لیڈر نجومیوں کے در کے دھکے کھا رہے ہیں۔ تو علم نجوم کی یہ لمحاتی یا Horary برانچ بھی ابلیسی نظام کا ایک حصہ ہے جس میں سوائے دھوکے، جھوٹ، ذلت اور پریشانی کے اور کچھ نہیں۔

③ انتخابی علم نجوم (Electional Astrology)

"is the art of identifying patterns of cosmic (universal) vibrations and adjust our lives to match them. In other words, it is a way to start or perform certain activities at specific moments, in tune with benefic astrological configurations."

یہ علم نجوم لمحاتی (Horary) پریکٹس کے بالکل برعکس ہے۔ اس کو یہاں علم کی بجائے آرٹ یا فن کہا گیا ہے۔ اس کو فن کہنا ہی زیادہ حقیقت ہے۔ اس فن میں نجومی اپنے موکل کو اطلاع دیتا ہے کہ کس کام کو کس وقت شروع کرنا ہے یا کس کام کو کس وقت انجام دینا زیادہ فائدہ مند ہوگا۔ یہاں نجومی یہ ظاہر کرتا ہے جیسے پوری کائنات اس کی مٹھی میں ہے اور وہ کائنات کے نظام اور اسرار سے بخوبی واقف ہے اور وہ اپنے موکل کو ہدایات دیتا رہتا ہے کہ

کائنات کے حالات اس وقت فلاں کام کے لیے سازگار ہیں تاکہ موکل کو فائدہ ہو اور وہ کسی خطرے یا نقصان سے دوچار نہ ہو۔

اب غور کریں! کہ نجومی یہ پیچیدہ کام کسی خاص موکل کے لیے ہی کر سکتا ہے کیونکہ یہ پہلے دونوں علم اور کاموں سے زیادہ وقت طلب اور دِقّت طلب ہے۔ اس پریکٹس کی تازہ اور زندہ مثال 2 جنوری 2011ء کو نوائے وقت میں چھپنے والی چھوٹی سی خبر ہے جو اس طرح تھی "صدر آصف علی زرداری نے نجومیوں کے مشورے پر نئے سال کا ساحل سمندر پر استقبال کیا۔ ذرائع کے مطابق صدر کو نئے سال پر پہاڑوں سے دور سمندر سے نزدیک رہنے کا مشورہ دیا گیا ہے۔ 2010ء کی آمد پر بھی صدر کراچی میں تھے اور دبئی چلے گئے تھے جو ساحل پر واقع ہے۔ صدر کے بچے بلاول، بختاور اور آصفہ ساتھ ہیں" یاد رہے کہ جنوری 2011ء کے پہلے پورے تین ہفتے صدر صاحب کراچی بیٹھے رہے۔

نجومیوں کا یہ بھی دعوی ہے کہ اس طریقہ علم یعنی Electional Astrology سے ہم اپنے موکل کو بالکل سیدھے راستے پر ڈال دیتے ہیں تاکہ ہمارا موکل درست قدم اٹھائے اور نقصان سے بچا رہے وہ کہتے ہیں:

"It is simple yet powerful tool, to make sure we don't take wrong steps. That means we are at the right path, but it takes some effort to get to its end."

لمحاتی (Horary) علم نجوم میں آپ نے دیکھا کہ موکل خود چل کر نجومی کے پاس جاتے ہیں یا ان کی مدد و راہنمائی حاصل کرنے کے لیے ان کو فون کرتے رہتے ہیں جیسے وزیراعظم یوسف رضا گیلانی یا نواز شریف یا چیف جسٹس خود نجومی ثنا۔خان کے پاس گئے مگر یہ انتخابی (electional) طریقہ بڑے بادشاہوں کا طریقہ ہے جس میں نجومی خود چل کر اپنے موکل کے پاس جاتا ہے یا خود اس سے رابطہ کرکے بتاتا رہتا ہے کہ اب یہ وقت فلاں کام کے لیے موزوں ہے وغیرہ۔

یہاں تک پہنچ کر آپ غور فرمالیں کہ اس وقت علم نجوم کے تینوں طریقے پوری طرح

رائج ہیں۔ پہلا طریقہ عام لوگوں کے لیے اور آخری طریقہ انتہائی امیر لوگوں کے لیے۔ حکمران سابقہ ہوں یا موجودہ، وہ چیف جسٹس ہو یا دوسرے اہم لوگ سب کے سب علم نجوم کے کافرانہ اور مشرکانہ جال میں پھنسے ہوئے ہیں اور پورا ملک قرضوں، مہنگائی اور تاریخی بدامنی اور ذلت میں جکڑا گیا ہے۔ آج 30 جنوری 2011ء کو جب میں یہ سطور لکھ رہا ہوں تو نوائے وقت کے سنڈے میگزین کے صفحہ نمبر 14 پر احمد جمال نظامی لکھتے ہیں:

"اس وقت ملکی معیشت وطن عزیز کی تاریخ میں پہلی مرتبہ اس خطرناک کن دوراہے پر آکھڑی ہوئی ہے جہاں شاید پہلے کبھی نہ تھی۔ موجودہ صورت حال کے خطرناک اور زہریلے اثرات کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ موجودہ حکومت نے ملکی معیشت کو ایسے خطرناک موڑ پر لا کھڑا کیا ہے جس کی توقع نہ تھی۔ حکومت کو غیر اعلانیہ ایمر جنسی کا سامنا ہے اور ملکی معیشت بند گلی میں داخل ہو چکی ہے وغیرہ وغیرہ"۔ تو سورہ آل عمران کی آیت نمبر ۱۶۰ میں آپ پڑھ آئے ہیں کہ "اگر وہ (اللہ) تمہیں چھوڑ دے تو اس کے بعد کون ہے جو تمہاری مدد کرے؟" تو قرآن وحدیث کو چھوڑ کر ہم نے علم نجوم جیسے باطل نظام کو اپنا راہبر بنایا ہے تو شکوہ کاہے کا؟

❀❀❀
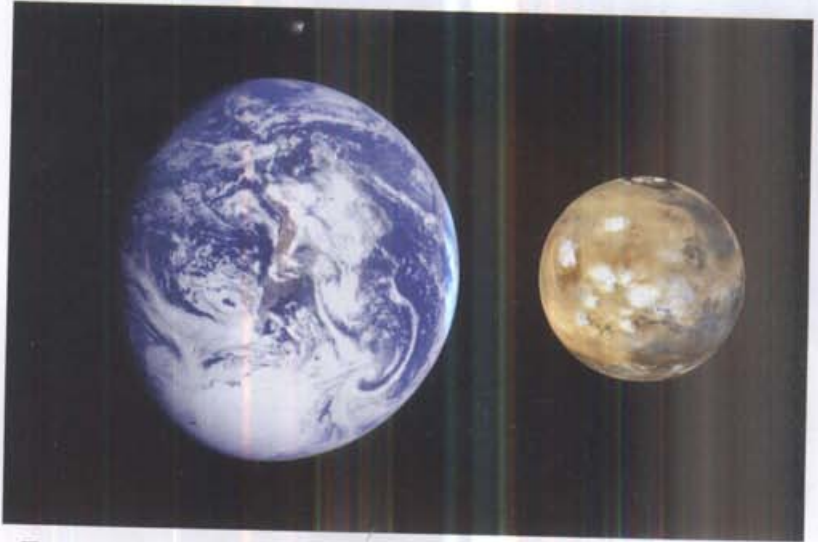
Earth-Mars Comparison

مریخ اور زمین

Jupiter-Earth Comparison

مشتری اور زمین
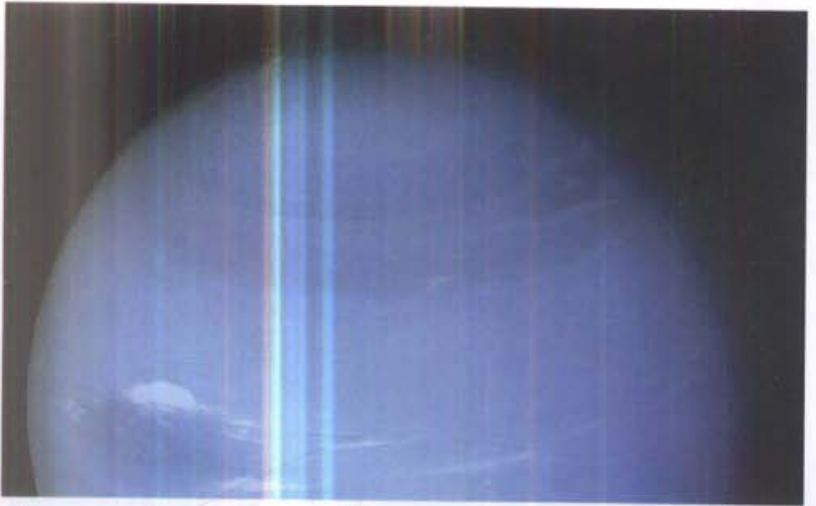
Neptune

Saturn زحل

Pluto
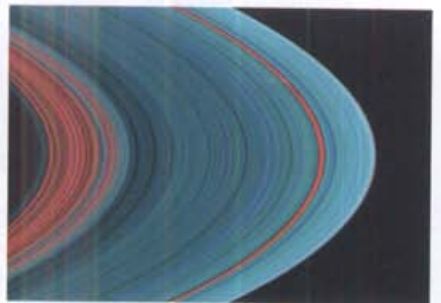
Saturn's Rings
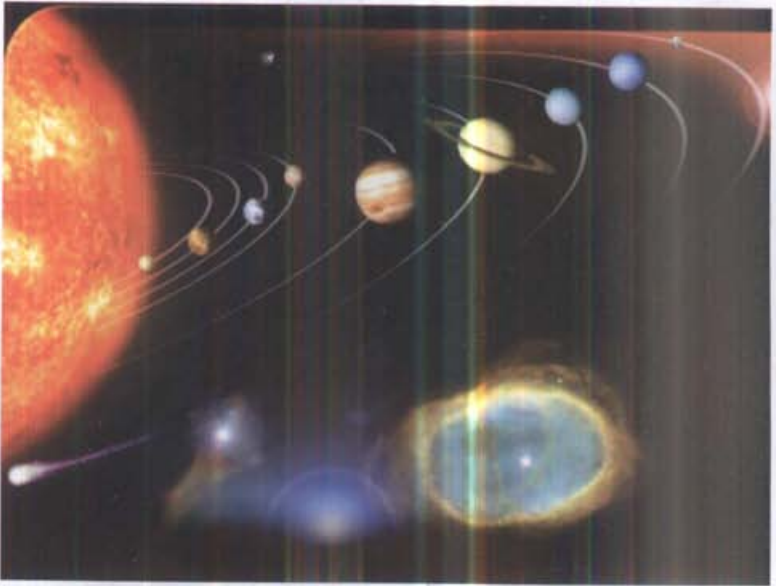
Solar System

نظام شمسی
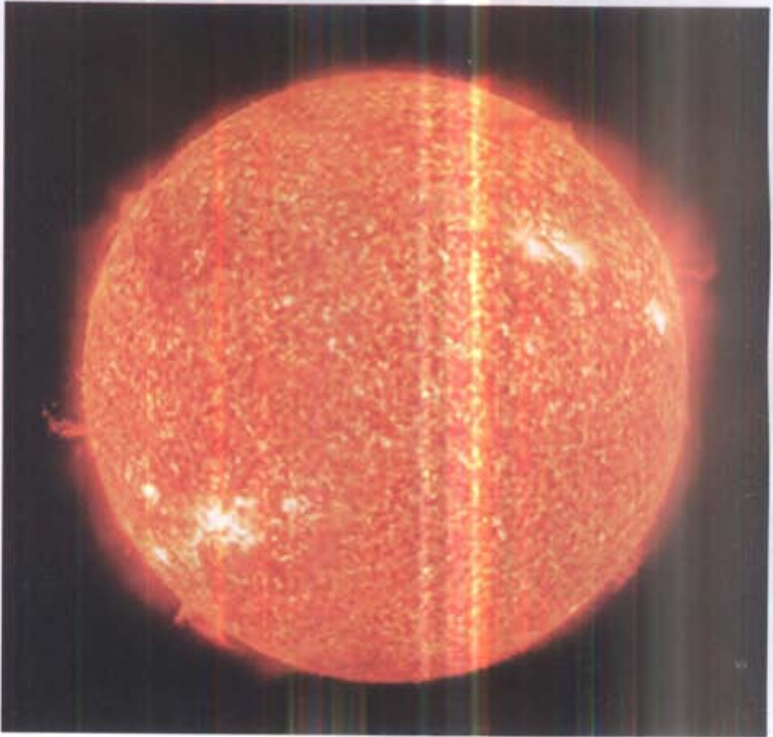
Sun

سورج
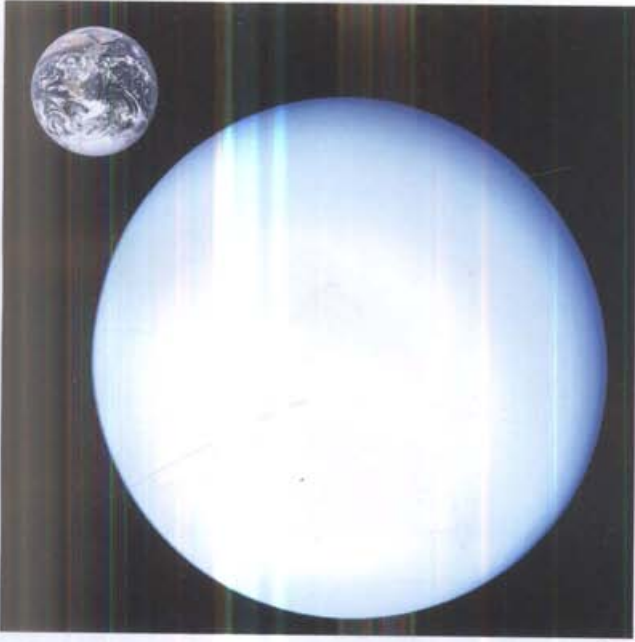
Uranus-earth comparison یورینس اور زمین
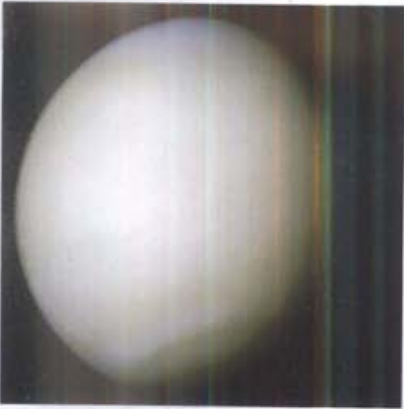
Venus زہرہ
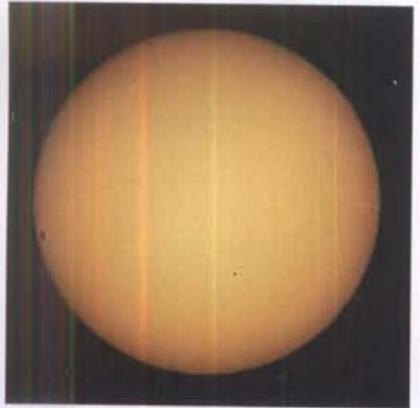
Mercury عطارد

حکمران (حاکم) سیارے

پہلے تو ہم یہ سمجھ لیں کہ ستارے اور سیارے میں فرق کیا ہے۔ جو اجرام فلکی ثوابت (fixed) ہیں یعنی ایک ہی جگہ قائم ہیں ان کو ستارے کہتے ہیں جیسے سورج ساکن (fix) ہے۔ ایسے ہی برجوں کے جھرمٹ بھی ستاروں سے مل کر بنے ہیں۔ بارہ برجوں میں کل دو سو ایک ستارے ہیں۔ جو اجرام فلکی سورج کے اردگرد گھومتے یا گردش کرتے ہیں ان کو سیارے (Planets) کہتے ہیں۔ اور جو اجرام فلکی سیارے کے اردگرد گردش کرتے ہیں ان کو چاند (Moon) کہتے ہیں۔ سورج ایک ستارہ (Star) ہے۔ زمین سورج کے اردگرد گردش کرتی ہے تو زمین سورج کا ایک سیارہ (Planet) ہے اور پھر چاند زمین کے گرد گردش کرتا ہے تو وہ چاند (Moon) کہلاتا ہے۔ زمین کے علاوہ سورج کے گرد گردش کرنے والے سات اور سیارے بھی ہیں سورج سے بالکل قریب والا سیارے کا نام عطارد (Mercury) ہے۔ اس سے آگے ترتیب سے سیاروں کے نام اس طرح ہیں ② زہرہ (Vanes)، ③ زمین (Earth)، ④ مریخ (Mars)، ⑤ مشتری (Jupiter)، ⑥ زحل (Saturn)، ⑦ یورینس (Uranus)، اور ⑧ نیپ چون (Neptune)۔

تو سورج کے گرد زمین سمیت آٹھ سیارے (Planets) گردش کر رہے ہیں۔ سورج اور ان آٹھ سیاروں کے مجموعے یا نظام کو نظامِ شمسی (Solar System) کہتے ہیں۔ ہمارا چاند اس نظامِ شمسی کا حصہ نہیں بلکہ وہ زمین کا چاند ہے۔ یہ سارا نظامِ شمسی اور تمام بارہ برج دائرۃ البروج (Zodiac) کے اندر ہیں۔ اب یونانیوں کا یہ کہنا ہے کہ ہر برج کا ایک حاکم سیارہ ہوتا ہے اور وہ حاکم سیارہ اسی نظامِ شمسی کے اندر سے ہی ہوتا ہے۔ برجوں کی تفصیل میں ہر برج کا حاکم سیارہ بھی لکھ آیا ہوں لیکن ایک بار پھر دہرائے دیتا ہوں۔ ساتھ ہی ان سیاروں

کی علامات (Signs) اور کلیدی الفاظ بھی لکھے دیتا ہوں:

① ستاروں اور سیاروں کے نام مع علامات

عربی نام	انگریزی نام	علامت
مریخ	Mars	♂
زہرہ	Venus	♀
عطارد	Mercury	☿
قمر	Moon	☾
مشتری	Jupiter	♃
زحل	Saturn	♄
شمس	Sun	☉
پلوٹو	Pluto	♇
یورنیس	Uranus	♅
نیپ چون	Neptune	♆

② برج اور ان کے حاکم ستارے / سیارے

برج	انگریزی نام	تاریخ پیدائش	سیارہ
حمل	Aries	21مارچ تا20اپریل	مریخ
ثور	Taurus	21اپریل تا21مئی	زہرہ
جوزا	Gemini	22مئی تا22جون	عطارد
سرطان	Cancer	23جون تا23جولائی	قمر
اسد	Leo	24جولائی تا23اگست	شمس
سنبلہ	Virgo	24اگست تا23ستمبر	عطارد

میزان	Libra	24 ستمبر تا 23 اکتوبر	زہرہ
عقرب	Scorpio	24 اکتوبر تا 22 نومبر	مریخ
قوس	Sagittarius	23 نومبر تا 20 دسمبر	مشتری
جدی	Capricorn	21 دسمبر تا 19 جنوری	زحل
دلو	Aquarius	20 جنوری تا 18 فروری	زحل
حوت	Pisces	19 فروری تا 20 مارچ	مشتری

۳ سیاروں کے کلیدی الفاظ

برجوں کے کلیدی الفاظ کی طرح سیاروں کے بھی کلیدی الفاظ ہوتے ہیں اور ان سے ظاہر ہو جاتا ہے کہ متعلقہ سیارے کی بنیادی خصوصیت کیا ہے۔

سیارہ	کلیدی لفظ	انگریزی نام
مریخ	قوت وتوانائی	Mars
زہرہ	حسن ومحبت	Venus
عطارد	تجسس وذہانت	Mercury
قمر	متغیر مزاج	Moon
شمس	سرچشمہ حیات	Sun
مشتری	وسعت وتحفظ	Jupiter
زحل	تحقیق وتفتیش	Saturn
نیپچون	سنسنی خیزی	Neptune
یورینس	تخلیق وتباہی	Uranus

یہاں سیارہ پلوٹو کا بھی ذکر کرتے۔ تین سال پہلے تک یہ بھی نظام شمسی کا حصہ تھا اور یہ نیپچون سے بھی ایک ارب میل دور تھا۔ اس کے بہت چھوٹے سائز اور سورج سے بہت زیادہ دوری کی وجہ سے اس کو نظام شمسی سے نکال دیا گیا۔

سیاروں کی علامات میں آپ غور کریں: زہرہ (♀)، عطارد (☿)، پلوٹو (♇)، اور نیپچون (♆) میں آپ کو اُلٹی صلیب (⸸) نظر آئے گی اور نیپچون کی علامت ہندوؤں کی ترشول سے بہت ملتی جلتی ہے۔ یہ علامتیں کس نے اور کب تخلیق کیں، اس کی مجھے تاریخ نہ مل سکی۔ ان علامتوں میں ایک اور چیز نوٹ کرنے والی یہ ہے کہ صرف زہرہ کی علامت مونث (♀) ہے۔ یہ علامت روم کی حسن اور محبت کی دیوی (Venus) کے لیے ہے جس کے نام پر زہرہ کا نام Venus رکھا گیا ہے اسی لیے اس سیارے سے منسوب کلیدی الفاظ بھی حسن و محبت ہیں۔ باقی سارے سیارے دیوتاؤں کے نام پر ہیں اس لیے وہ مذکر لکھے جاتے ہیں۔ ان سیاروں سے منسوب کلیدی الفاظ اپنے اندر بڑے معنی رکھتے ہیں اور ہر لفظ کے پیچھے ان دیوتاؤں کی عبادت کی ایک کہانی ہے، اس لیے ان سب سیاروں کے ناموں کا علیحدہ علیحدہ مطالعہ ضروری ہے کہ آخر ان سیاروں کے یہ سب نام کیوں رکھے گئے ہیں اور کس نے یہ نام رکھے ہیں۔ ان سیاروں کی تفصیل میں جانے سے پہلے میں ان سب کا سورج سے تعلق اور فاصلے وغیرہ کی ایک اجمالی تصویر یہاں دکھانا چاہوں گا۔ تاکہ ان سب کا ایک نقشہ سامنے رہے:

	Sun	Mercury	Venus	Earth	Mars	Jupiter	Saturn	Uranus	Neptune
	شمس	عطارد	زہرہ	زمین	مریخ	مشتری	زحل	یورینس	نیپ چون
		☿	♀		♂	♃	♄	♅	♆
کلیدی الفاظ (شرک)		تجسس وذہانت	حسن ومحبت		قوت وتوانائی رجنگ	وسعت وتحفظ	تحقیق وتفتیش	تخلیق وتباہی	سنسنی خیزی
سورج سے فاصلہ میل		3 کروڑ 60 لاکھ	6 کروڑ 72 لاکھ	9 کروڑ 29 لاکھ	14 کروڑ 16 لاکھ	48 کروڑ 33 لاکھ	88 کروڑ 60 لاکھ	1 ارب 78 کروڑ 19 لاکھ	2 ارب 79 کروڑ 50 لاکھ
قطر۔ میل		3032	7600	7927	4200	87000	75200	29600	27600
محوری گردش		88 دن	180 دن	24 گھنٹے	24 گھنٹے 38 منٹ	10 گھنٹے	10 گھنٹے 38 منٹ	14 گھنٹے	15 گھنٹے
شمسی گردش		88 دن	225 دن	365¼ دن	687 دن	12 سال	29½ سال	84 سال	165 سال
تاریخ دریافت								Mar 13, 1781 William Hershal	Sept. 23, 1846 Urbain LE Verrier
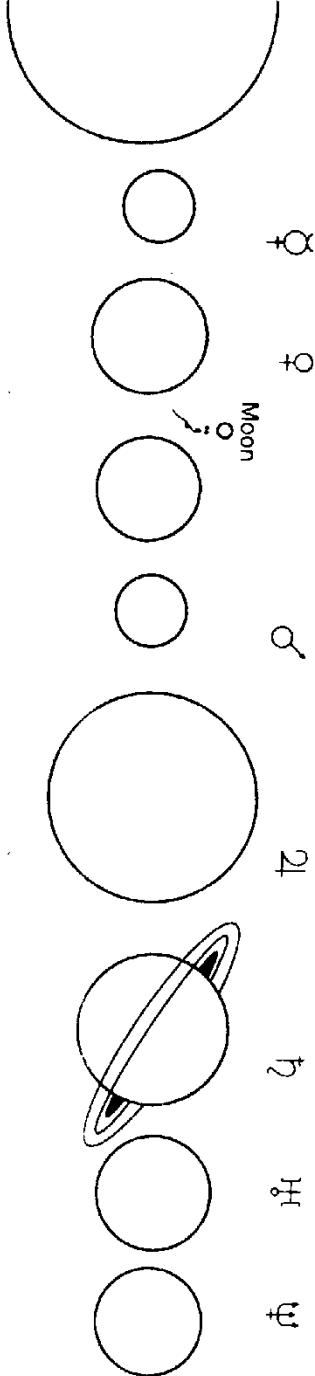
Moon
قمر

① یورینس (Uranus)

آخری سیارے نیپچون کی بجائے اگر ہم سب سے پہلے یورینس کی بات کرلیں تو ساری بات سمجھنا آسان ہو جائے گی۔ یورینس یونانیوں کا قدیم ترین دیوتا ہے۔ اس کا اصل نام اورانوس (Ouranos) تھا اور یہ ان کے ہاں آسمان کا دیوتا سمجھا جاتا تھا۔ باقی سب دیوتے اسی کی آل اولاد تھے۔ یہ زحل (Saturn) کا باپ، پلوٹو، مشتری (Jupiter) اور نیپچون کا دادا اور مریخ و عطارد یعنی Mars و Mercury کا پر دادا تھا۔ میں ان سب رشتے داریوں کو ایک چارٹ کی مدد سے سمجھائے دیتا ہوں تاکہ ان سب دیوتاؤں کے آپس کے تعلق اور ترتیب کا مکمل خاکہ سامنے رہے:

یورینس ← زحل (Saturn) ← نیپ چون، مشتری (Jupiter)، پلوٹو
مشتری (Jupiter) ← عطارد (Mercury)، مریخ (Mars)
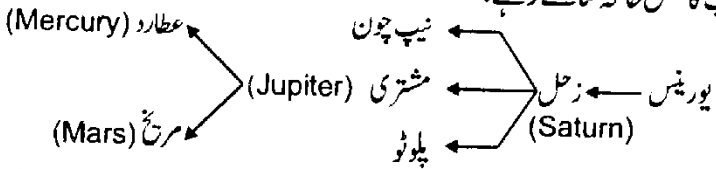
اس لئے یورینس کو تخلیق کا دیوتا کہا جاتا ہے اور جو تخلیق کرتا ہے وہ تباہی بھی مچا سکتا ہے گویا یورینس کو خدا کا درجہ دیا گیا ہے (معاذ اللہ)۔ اسی نسبت سے اس کو آسمان کا دیوتا بھی کہا جاتا ہے یعنی یہ آسمانوں سے نیچے باقی سب کا حاکم و نگران ہے۔ پھر یونانیوں نے کہا کہ یورنیس اپنے بیٹے زحل (Saturn) کے اشتراک سے برج دلو (Aquarius) کا حاکم سیارہ ہے۔ آج لا الہ الا اللہ کہنے والے مسلمان بھی اس کہانی کو سچ سمجھے بیٹھے ہیں۔

② زحل (Saturn)

یہ یورینس کا بیٹا تھا۔ اس کا دور حکومت 38 سے 44 قبل مسیح تک تھا۔ اس کے چھ سالہ دور حکومت میں زراعت کو بڑی ترقی ہوئی تھی اور امن و عدل کی بھی فراوانی تھی۔ اس لیے اس دور کو سنہری دور (Golden age) کہا جاتا ہے۔ رومیوں کے نزدیک یہ زراعت، انصاف اور قوت کا دیوتا تھا۔ ہمارے ہفتے (Saturday) کا نام اسی دیوتا کے نام پر ہے۔ اس دن کو اس قدیم زمانے سے ہی Satur-day کہا جاتا ہے اور آج ہم مسلمان بھی اسی دیوتا کی یاد میں اس

دن کو Saturday ہی بولتے اور لکھتے ہیں حالانکہ یہودی اپنی تورات کی تعلیم کے مطابق اس کو یوم سبت کہتے ہیں اور عرب ملکوں میں قرآن کریم کی تعلیم کے مطابق بھی یوم سبت ہی کہا اور لکھا جاتا ہے سنسکرت میں زحل کو شانی کہتے ہیں جو ہندوؤں کا زحل کا دیوتا ہے اس لیے سنسکرت میں اس دن کو شانی وار کہتے ہیں۔ زحل کے عدل وانصاف کی وجہ سے اس سیارے کا کلیدی لفظ تحقیق و تفتیش ہے۔

③ مشتری (Jupiter)

یہ زحل کا بیٹا تھا۔ اس کے دو بھائیوں کے نام پلوٹو اور نیپچون تھے۔ اور بہن کا نام جونو (Juno) تھا۔ اسی بہن کے نام پر جون (June) کا مہینہ ہے۔ جونو خود رومیوں کی شادی بیاہ کی دیوی تھی اور اس کی الگ پوجا کی جاتی تھی۔ مشتری کو بادلوں اور گرج کا دیوتا مانا جاتا تھا اور اس کو سارے دیوتاؤں کے سربراہ کا درجہ حاصل تھا، اس لیے اس کو Chief god یا King of gods بھی کہا جاتا ہے۔ اس نے قانون اور معاشرتی نظم پر زور دیا۔ اس لیے اس کا کلیدی لفظ تحفظ ہے اور چونکہ مشتری تمام سیاروں میں سب سے بڑا سیارہ ہے اس لیے اس کا دوسرا کلیدی لفظ وسعت ہے۔ مشتری تو رومیوں کا گرج کا دیوتا تھا لیکن یونانیوں کے گرج کے دیوتا کا نام تھور (Thor) تھا اور یہ مشتری کے مقابلے کا یا ہم پلہ گنا جاتا تھا۔ اسی Thor دیوتا کے نام پر جمعرات کو Thurs-day کہتے تھے، جو اب بھی اسی نام سے مشہور ہے۔ عرب اس کو یوم خمیس کہتے ہیں۔

④ نیپچون (Neptune)

یہ زحل کا بیٹا اور مشتری اور پلوٹو کا بھائی تھا۔ یہ رومیوں کے نزدیک سمندر کا دیوتا تھا۔ یہ نظام شمسی کا سب سے آخری سیارہ ہے۔ اس کے کلیدی لفظ سنسنی خیزی کی وجہ تسمیہ سمجھ نہیں آسکی۔ یہ لفظ اس کے بھائی پلوٹو پر زیادہ صادق آتا ہے جو رومیوں کے نزدیک خفیہ دنیا یا غیب کا دیوتا تھا۔ پلوٹو کا علیحدہ ذکر اس لیے نہیں کیا جائے گا کیونکہ وہ اب نظام شمسی کا حصہ نہیں۔

⑤ مریخ (Mars)

یہ مشتری کا بیٹا اور عطارد کا بھائی تھا۔ مریخ رومیوں کے ہاں جنگ کا دیوتا تھا۔ رومیوں کے نزدیک یہ اپنے باپ مشتری کے بعد دوسرا اہم ترین دیوتا تھا۔ رومی فوج کے بڑے بڑے افسران یا عہدے دار اس کی باقاعدہ پوجا کرتے تھے۔ جنگ کے ساتھ ساتھ رومی اس کو زراعت کا دیوتا بھی مانتے تھے۔ رومی زراعت کے شعبے اور جنگی مہارت کے لیے مارچ سے اکتوبر تک سرگرم رہتے تھے اور رومیوں کا سال جنوری کی بجائے مارچ میں شروع ہوتا تھا۔ اس زمانے میں سال دس مہینے کا ہوتا تھا اور مارچ سال کا آغاز یا پہلا مہینہ گنا جاتا تھا۔ لاطینی زبان میں آٹھ کو آکٹو Octo کہتے ہیں، اس لیے ان کا آٹھواں مہینہ اکتوبر تھا اور دسمبر دسواں مہینہ تھا کیونکہ لاطینی میں Decem کا مطلب ہوتا ہے دس۔ ایسے ہی Novem سے نومبر اور Novem کا معنی نو ہے اور Septem کا معنی سات جس سے ستمبر کا مہینہ بنتا ہے۔ الغرض مارچ پہلا مہینہ ہوا کرتا تھا اور یہ بُت Mars کے جشن کا بھی مہینہ ہوتا تھا یعنی رومی اپنے دیوتا کے لیے مارچ کے مہینے میں جشن اور خوشیاں مناتے تھے اور یہ ان کی بہار اور زراعت کا آغاز بھی ہوتا تھا۔ جشن بہاراں۔ یہ جشن بہاراں رومیوں کی یادگار ہے جو وہ اپنے دیوتا کو خوش کرنے کے لیے مناتے تھے۔

رومیوں کے اس بُت یا دیوتا کے مقابل یونانیوں کا دیوتا Arest تھا اور یونانی بھی سال کا آغاز مارچ یا Ares سے ہی کرتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ بارہ برجوں میں سب سے پہلے برج کا نام Aries یا حمل ہے اور یہ مارچ کی اکیس تاریخ سے شروع ہوتا ہے اور یہ یونانیوں کی یادگار ہے۔

سنسکرت میں مریخ سیارے کا نام منگل ہے اور منگل مریخ کے دیوتا کا نام ہے۔ اس لیے اسی دیوتا کے نام پر منگل وار (Tues-day) ہے۔ پاکستان میں بھی اس دن کو منگل وار ہی بولا اور لکھا جاتا ہے جو کہ حقیقت میں ہندوؤں کے ہاں جنگ کا دیوتا ہے۔ چھٹی صدی عیسوی تک روم کا برطانیہ پر قبضہ تھا۔ روم کے جنگ کے دیوتا کو وہاں Martius کہا جاتا تھا۔ اس

وقت یورپ میں بھی بت پرستی کا رواج تھا اور یورپی جنگ کے دیوتا کا نام Tiw یا Tyr تھا۔ جب جرمن، انگلش وغیرہ فوجوں نے مل کر رومیوں کو برطانیہ میں شکست دی اور برطانیہ کو آزاد کروالیا تو انہوں نے کہا ان کے دیوتا (Tyr یا Tiw) نے رومن دیوتا Martius کو شکست دی ہے۔ اسی فاتح دیوتا کے نام پر منگل کے دن کو Tues-day کہتے ہیں یعنی دیوتا Tue کا دن۔ لیکن فرانس، اٹلی اور سپین میں اب بھی منگل کو روم کے جنگی دیوتا Martius کے نام پر بالترتیب Martedi, Mardi اور Martes کہا جاتا ہے جبکہ دنیا کے زیادہ حصوں میں منگل کو برطانیہ کے جنگی دیوتا Tiw کے نام پر Tues-day ہی لکھا اور بولا جاتا ہے۔ ہم پاکستان میں اگر منگل بولتے ہیں تو یہ ہندوؤں کے دیوتا کے نام پر ہے اور اگر Tuesday بولتے ہیں تو قدیم گوروں کے دیوتا کے نام پر ہے۔ اس لیے عرب اس کو یوم الثلاثہ کہتے ہیں۔ ہندوؤں کے ہاں منگل کو منحوس دن سمجھا جاتا ہے۔ ان کی پیروی میں توہم پرست اور نجومیوں کی ہدایات پر زندگی ترتیب دینے والے نام کے مسلمان بھی اس دن کو منحوس سمجھتے ہیں۔ جبکہ اسلامی تعلیمات کے مطابق سارے دن اللہ کے ہیں۔ ان میں کوئی دن منحوس نہیں۔ البتہ جمعۃ المبارک افضل دن ہے۔

⑥ عطارد (Mercury)

مرکری مشتری کا بیٹا اور رومیوں کے نزدیک تیزی، ذہانت کا دیوتا تھا۔ برطانیہ میں مرکری سے وابستہ جو دیوتا تھا، اس کا نام Woden تھا اور اس کی تیسری سے ساتویں صدی عیسوی تک پوجا کی گئی۔ اسی Woden کے نام پر Wednes-day ہے یعنی Woden دیوتا کا دن۔ سنسکرت میں مرکری کو بدھا کہتے ہیں (یاد رہے یہ وہ بدھا نہیں جو مہاتما بدھ کے نام سے معروف ہے)۔ ہندوؤں میں بدھا تجارت کا دیوتا ہے اور اس کی پوجا کی جاتی ہے اور اسی کے نام پر بدھ وار ہے۔ پاکستان میں ان دونوں بتوں یا دیوتاؤں کے نام لیے جاتے ہیں جبکہ دنیا کے کئی ممالک میں اس دن کو Wednes-day نہیں کہا جاتا۔ عربی میں یوم الاربعاء، فارسی میں چہارشنبہ، پرتگال میں quarta-feira یعنی چوتھا دن حتی کہ یونان والے بھی اس کو Tetari یعنی چوتھا دن کہتے ہیں۔ توہم پرست اس دن کے متعلق کہتے ہیں بدھ کام

سدھ۔ یعنی بدھ کے دن کام بہتر طریقے سے انجام پاتے ہیں اور اچھے نتائج ملتے ہیں۔

⑦ زہرہ (Venus)

یہ وہ واحد سیارہ ہے جو ایک دیوی کے نام پر ہے۔ یہ رومیوں کی حسن اور محبت کی دیوی تھی۔ وینس کو ہندی زبان میں شکرا (Shukra) کہتے ہیں اور ہندو اس دیوی کی یاد میں جمعہ کے دن کو شکر اوار کہتے ہیں۔ ہمارے پاکستان میں جمعہ کو Friday کہتے ہیں۔ قدیم برطانیہ میں بادلوں کی دیوی کا نام Frija یا Frigg تھا جو بادلوں میں چرخا کاتتی تھی۔ اسی دیوی کے نام پر اس دن کا نام Fri-day رکھا گیا یعنی دیوی Frija یا Frigg کا دن۔

حاکم سیارے یا حاکم دیوتا؟

یہاں تک پہنچ کر آپ کو اندازہ ہو گیا ہوگا کہ جب نجومی کہتے ہیں کہ فلاں برج کا فلاں حاکم سیارہ ہے تو دراصل اس سے مراد وہ بت یا دیوتا ہیں جن کی یونان، روم وغیرہ میں پوجا ہوتی تھی۔ تو یونانی ان برجوں اور سیاروں کی آڑ میں اب بھی دنیا سے اپنے بتوں اور دیوتاؤں کی پوجا کرواتے ہیں۔ یونانیوں کا عقیدہ رہا ہے کہ انسانوں کی زندگیاں ان برجوں کے زیر اثر ہیں اور برجوں کو سیارے کنٹرول کرتے ہیں۔ برجوں میں برج اسد کو باقی سارے برجوں کا بادشاہ گنا جاتا اور سیاروں کا بادشاہ سورج کو مانا جاتا ہے اسی لیے برج اسد (بادشاہ) کا حاکم ستارہ سورج (بڑا بادشاہ) ہے۔ یعنی سورج صرف برج اسد کے لیے مخصوص ہے۔ سورج کی بھی پوجا ہوتی رہی ہے اور اتوار کا دن سورج دیوتا کے لیے مخصوص ہے Sun- day یعنی سورج دیوتا کا دن۔ چاند کی بھی پوجا ہوتی رہی ہے۔ اس لیے سوموار کا دن چاند دیوتا کے لیے مخصوص ہے یعنی Mon- day۔ مون کا دن۔ یاد رہے کہ سورہ الکہف میں جن چند نوجوانوں کا ذکر ہے کہ وہ اپنا ایمان بچانے کے لیے ایک غار میں جاکر چھپ گئے تھے اس وقت (250 عیسوی میں) قیصر ڈیسس کی حکومت تھی اور وہ چاند دیوی کا پرستار تھا اور یہی سرکاری مذہب تھا جبکہ یہ نوجوان عیسائی اور موحد تھے (مترادفات القرآن ص ۹۱۷)۔ اس سے پہلے ادریس علیہ السلام کی قوم ستارہ پرست تھی۔ یاد رہے ادریس علیہ السلام کا زمانہ حضرت آدم علیہ السلام کے بعد اور نوح علیہ السلام

سے پہلے کا ہے یعنی یہ حضرت آدم علیہ السلام کے بعد دوسرے نبی تھے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قوم بھی بت پرستی کے ساتھ ساتھ ستارہ پرست تھی اور آپ کا زمانہ دو ہزار قبل مسیح کا ہے۔ سلیمان علیہ السلام کا زمانہ ایک ہزار قبل مسیح کا ہے جب ہُدہُد نے آکر اُن کو یہ اطلاع دی:

﴿وَجَدْتُّهَا وَ قَوْمَهَا يَسْجُدُوْنَ لِلشَّمْسِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَ زَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ فَهُمْ لَا يَهْتَدُوْنَ ۝ اَلَّا يَسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِيْ يُخْرِجُ الْخَبْءَ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَيَعْلَمُ مَا تُخْفُوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ ۝ اَللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ۝﴾

ترجمہ: ”میں نے اسے (ملکہ سبا) اور اس کی قوم کو، اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر سورج کو سجدہ کرتے ہوئے پایا، شیطان نے ان کے کام انہیں بھلے کر کے دکھلا کر صحیح راہ سے روک دیا ہے پس وہ ہدایت پر نہیں آتے۔ کہ اسی اللہ کے لیے سجدہ کریں جو آسمانوں اور زمین کی پوشیدہ چیزوں کو باہر نکالتا ہے اور جو کچھ تم چھپاتے ہو اور ظاہر کرتے ہو، وہ سب کچھ جانتا ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں۔ وہی عظمت والے عرش کا مالک ہے“۔ (نمل ۲۷: ۲۴-۲۶)

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے علم نجوم اور اسلام کے فرق اور نتائج کو سمو دیا ہے۔ سیاروں یا سورج کو حاکم ماننے سے انسان گمراہ ہو جاتا ہے اور یہ نجوم کا علم و عمل (Astrology) شیطان کی طرف سے آراستہ یا مزین کیا ہوا راستہ ہے اور اس پر چلنے سے لا الہ الا اللہ کی نفی ہوتی ہے جملہ اختیارات کا مالک صرف اللہ تعالیٰ ہے اور سجدہ (یعنی عبادت) اسی کو سزاوار ہے اور اس کے علاوہ کوئی الہ نہیں۔ اسلام میں اللہ تعالیٰ اَحْكَمُ الْحٰكِمِيْنَ ہے لیکن علم نجوم میں یہ درجہ سورج کو دیا جاتا ہے اور پھر ہندوؤں کی طرح دوسرے کام برجوں اور سیاروں میں تقسیم کر دیئے حالانکہ فرمانِ الٰہی ہے: ﴿فَسُبْحٰنَ الَّذِيْ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ وَّاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝﴾

ترجمہ: ”پس پاک ہے وہ اللہ جس کے ہاتھ میں ہر چیز کی بادشاہت ہے اور جس کی طرف تم سب لوٹائے جاؤ گے“۔ (یٰسین ۳۶: ۸۳)

افسوس ناک بات یہ ہے کہ اس واضح اور صریح شرک میں عامۃ الناس کے ساتھ ساتھ

بعض معروف اور نامور علماء کرام بھی مبتلا ہیں۔ جیسا کہ تعویذات و عملیات کی کتب میں ستاروں کی حرکات و سکنات، ان کی گردش وغیرہ کو مدنظر رکھ کر لوگوں کو مشورے دیئے جاتے ہیں اور ان کے مسائل کے حل کے دعوے کئے جاتے ہیں۔

یہ سیارے حاکم ہیں یا محکوم؟

﴿وَ سَخَّرَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ ۙ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ؕ وَالنُّجُوْمُ مُسَخَّرٰتٌۢ بِاَمْرِهٖ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ﴾ (النحل ١٦: ١٢)

ترجمہ: ”اور اسی نے رات دن اور سورج چاند کو تمہارے لیے تابع کر دیا ہے اور ستارے بھی اس کے حکم کے ماتحت ہیں۔ یقیناً اس میں عقل مند لوگوں کے لیے کئی ایک نشانیاں موجود ہیں“۔

اس آیت مبارکہ نے عقل مند اور بے عقل لوگوں کو الگ الگ کر دیا ہے۔ نجومی سورج کو حاکم اعلیٰ کے طور پر پیش کرتے ہیں مگر حقیقت میں سورج اور چاند انسان کے خادم ہیں۔ برجوں اور ستاروں یا سیاروں کے لیے کلیدی الفاظ استعمال کرنا یا یہ کہنا کہ فلاں ستارہ فلاں برج کا حاکم ہے، خالص بے عقلی ہے۔ صرف یہی نہیں کہ ستارے اللہ کے حکم کے تابع ہیں بلکہ یہ سب ستارے اور سیارے اللہ کی عبادت بھی کرتے ہیں۔

﴿اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يَسْجُدُ لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَنْ فِي الْاَرْضِ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَالنُّجُوْمُ وَ الْجِبَالُ وَالشَّجَرُ وَالدَّوَآبُّ وَ كَثِيْرٌ مِّنَ النَّاسِ ؕ وَ كَثِيْرٌ حَقَّ عَلَيْهِ الْعَذَابُ ؕ وَمَنْ يُّهِنِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ مُّكْرِمٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يَشَآءُ﴾

ترجمہ: ”کیا تو دیکھ نہیں رہا کہ اللہ کے سامنے سجدے میں ہیں سب آسمانوں والے اور سب زمین والے اور سورج اور چاند اور ستارے اور پہاڑ اور درخت اور جانور اور بہت سے انسان بھی، ہاں بہت سے وہ بھی ہیں جن پر عذاب کا مقولہ ثابت ہو چکا ہے، جسے اللہ ذلیل کر دے اسے کوئی عزت دینے والا نہیں، اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے“۔ (الحج ٢٢: ١٨)

ملتان کی نجومی ثناء خان جو 15 جنوری 2010ء کو اپنے ملازم کے ہاتھوں قتل ہوگئی تھیں، نوائے وقت 19 جولائی 2009ء کے سنڈے میگزین میں لکھتی ہیں: "بہت سارے لوگ ستاروں کی گردش کے زندگی پر اثر انداز ہونے کی اہمیت سے ناواقف ہیں حالانکہ ستارے انسان کو تخت و تاج کا مالک بنا دیتے ہیں یا پھر دانے دانے کو محتاج کر دیتے ہیں"۔ وہ اسی میگزین میں 7 جنوری 2010ء کو (قتل سے صرف ایک ہفتہ پہلے) لکھتی ہیں: "ستاروں کی روشنی کے اعتبار سے ہم انسانوں کی زندگی ستاروں کی مرہون منت ہے۔ اگر ستارے اچھی پوزیشن میں ہوں تو تخت و تاج کا مالک بنا دیتے ہیں اگر نحس پوزیشن میں ہوں تو انسان کی حیثیت، شخصیت اور منصب کو خطرہ رہتا ہے"۔

میں اس کتاب کے پہلے حصوں میں یہ بات بڑی تفصیل سے ثابت کر آیا ہوں کہ نفع و نقصان کا مالک صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ کسی کو تخت و تاج کا مالک صرف اللہ تعالیٰ بناتا اور وہی اسے چھینتا ہے:

﴿قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ ۭ اِنَّكَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ﴾

ترجمہ: "تو جسے چاہے بادشاہی بخشے اور جس سے چاہے بادشاہی چھین لے اور جس کو چاہے عزت دے اور جسے چاہے ذلیل کرے۔ ہر طرح کی بھلائی تیرے ہی ہاتھ ہے۔ اور بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے"۔ (الانعام ۳: ۲۶)

اب ثناء خان کی باتوں کو دوبارہ پڑھیں اور اس آیت مبارکہ کو بھی۔ ہر نجومی بالکل یہی زبان بولتا ہے اور یہ سوچ اور زبان یونانیوں اور دوسرے ستارہ پرست لوگوں کی ہے جن کو اللہ تعالیٰ کے الہ اور رب العالمین ہونے کا تعارف ہی نہیں۔ برج اسد کو دوسرے برجوں کا بادشاہ کہنا اور سورج کو اس کے بہت بڑے حجم (سائز) کی وجہ سے دوسرے سیاروں کا بادشاہ کہنا خالص مشرکانہ سوچ ہے انسان کی قسمت اور تقدیر میں تغیّر و تبدل کو ستاروں کی گردش سے وابستہ کرنا شرک اکبر ہے۔ ایک ثناء خان پر ہی کیا موقوف، سارے نجومی اور بہت سے علماء بھی اس میں مبتلا ہیں۔ ابراہیم علیہ السلام کے زمانے کے نجومی بھی ایسی ہی سوچ کے حامل تھے تو آیئے

دیکھتے ہیں کہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے کتنے حکیمانہ انداز سے اس سوچ کو شرک ہونا ثابت کیا:

﴿فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ اللَّيْلُ رَاٰ كَوْكَبًا ۚ قَالَ هٰذَا رَبِّيْ ۚ فَلَمَّا اَفَلَ قَالَ لَاۤ اُحِبُّ الْاٰفِلِيْنَ ۝ فَلَمَّا رَاَ الْقَمَرَ بَازِغًا قَالَ هٰذَا رَبِّيْ ۚ فَلَمَّاۤ اَفَلَ قَالَ لَئِنْ لَّمْ يَهْدِنِيْ رَبِّيْ لَاَكُوْنَنَّ مِنَ الْقَوْمِ الضَّآلِّيْنَ ۝ فَلَمَّا رَاَ الشَّمْسَ بَازِغَةً قَالَ هٰذَا رَبِّيْ هٰذَاۤ اَكْبَرُ ۚ فَلَمَّاۤ اَفَلَتْ قَالَ يٰقَوْمِ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ۝ اِنِّيْ وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِيْفًا وَّمَاۤ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝﴾

ترجمہ: ”پھر جب رات کی تاریکی ان (ابراہیم علیہ السلام) پر چھا گئی تو انہوں نے ایک ستارہ دیکھا۔ آپ نے فرمایا کہ یہ میرا رب ہے مگر جب وہ غروب ہو گیا تو آپ نے فرمایا کہ میں غروب ہو جانے والوں سے محبت نہیں رکھتا، پھر جب چاند کو دیکھا چمکتا ہوا تو فرمایا یہ میرا رب ہے لیکن جب وہ غروب ہو گیا تو آپ نے فرمایا کہ اگر مجھ کو میرے رب نے ہدایت نہ کی تو میں گمراہ لوگوں میں شامل ہو جاؤں گا پھر جب آفتاب کو دیکھا چمکتا ہوا تو فرمایا یہ میرا رب ہے یہ تو سب سے بڑا ہے پھر جب وہ بھی غروب ہو گیا تو آپ نے فرمایا بے شک میں تمہارے شرک سے بیزار ہوں میں اپنا رخ اس کی طرف کرتا ہوں جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا یکسو ہو کر، اور میں شرک کرنے والوں میں سے نہیں ہوں“۔ (الانعام ۶: ۷۶-۷۹)

اب تک کی آیات میں جو خلاصہ ہمارے سامنے آیا ہے، وہ یہ ہے:

① ستاروں کو اپنا رہبر بنانا یا سمجھنا شیطانی فعل ہے اور گمراہی کا راستہ۔ (النمل ۲۷: ۲۴)

② سب ستارے اللہ کے حکم کے پابند ہیں اور انسانوں کی خدمت کے لیے ہیں، محکوم ہیں حاکم نہیں۔ (النحل ۱۶: ۱۲)

③ ستاروں کا مخلوق و محکوم ہونا عقل مند لوگوں کے لیے نشانی ہے۔ (النحل ۱۶: ۱۲)

④ ستارے صرف محکوم ہی نہیں اللہ تعالیٰ کی عبادت (سجدہ) بھی کرتے ہیں۔ (الحج ۲۲: ۱۸)

⑤ کسی کو بادشاہی دینا یا محروم کرنا، عزت و ذلت دینا صرف اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ (الانعام ۶: ۳۶)

⑥ ستاروں میں تاثیر ماننا گمراہی اور شرک ہے۔ (الانعام ۳: ۷۷-۷۸)

ستاروں میں تاثیر ماننا کفر ہے:

حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن حدیبیہ میں رات کی بارش کے بعد ہمیں صبح کی نماز پڑھائی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوکر لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا:

هَلْ تَدْرُوْنَ مَا ذَا قَالَ رَبُّكُمْ؟ قَالُوْ: اَللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ، قَالَ: اَصْبَحَ مِنْ عِبَادِيْ مُؤْمِنٌ بِيْ وَ كَافِرٌ، فَاَمَّا مَنْ قَالَ: مُطِرْنَا بِفَضْلِ اللّٰهِ وَ رَحْمَتِهٖ، فَذٰلِكَ مُؤْمِنٌ بِيْ وَ كَافِرٌ بِالْكَوَاكِبِ، وَ اَمَّا مَنْ قَالَ: مُطِرْنَا بِنَوْءِ كَذَا او كَذَا فَذٰلِكَ كَافِرِينٌ مُؤْمِنٌ بِالْكَوَاكِبِ۔ (صحیح بخاری الاذان ۸۴۶ و صحیح مسلم الایمان ۷۱)

ترجمہ: "جانتے ہو تمہارے رب نے کیا کہا؟ صحابہ نے جواب دیا "اللہ اور اس کا رسول خوب جانتے ہیں" فرمایا: کہ اس نے کہا "میرے بندوں نے صبح کی، کچھ تو میرے ساتھ ایمان لانے والے تھے اور کچھ کافر تھے۔ جس نے کہا کہ اللہ کے فضل سے اور اس کی رحمت سے بارش ہوئی، وہ مجھ پر ایمان لایا اور تاروں کے ساتھ کفر کیا اور جس نے کہا کہ فلاں فلاں تارے کی وجہ سے بارش ہوئی، اس نے میرے ساتھ کفر کیا اور تاروں پر ایمان لایا"۔

اس حدیث سے ایک اور چیز ثابت ہو رہی ہے کہ اس وقت بھی عربوں میں علم نجوم اور ستاروں کی تاثیر کا مشرکانہ عقیدہ موجود تھا اور لوگ سورج یا چاند گرہن کے اثر کا بھی یقین رکھتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی کئی آیات اور پھر احادیث نبوی کے ذریعے اس گمراہ کن سوچ و عمل کو روکنے کا سدباب کیا۔

سورج اور چاند گرہن:

جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَا يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ مِنَ النَّاسِ، وَلٰكِنَّهُمَا آيَتَانِ مِنْ

آیَاتِ اللّٰہِ، فَاِذَا رَاَیْتُمُوْھَا فَقُوْمُوْ فَصَلُّوْا۔

ترجمہ: ''سورج اور چاند کسی کے مرنے پر گرہن نہیں ہوتے۔ یہ تو اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں جب تم انھیں (گرہن ہوتے) دیکھو تو نماز کے لیے اٹھ کھڑے ہو''۔

(بخاری، باب الصلوٰۃ فی کسوف شمس حدیث ۱۰۱۴۔۱۰۵۷ و مسلم باب الصلوٰۃ الکسوف ۱۰۹،۹۰۴۔۹۰۷)

یعنی کسی انسان کی صحت و بیماری یا خوشی غمی سے گرہن کا کوئی تعلق نہیں اور نہ دنیا کے حالات و واقعات سے گرہن کا کوئی واسطہ ہے۔ فرمان رسول اللہ ﷺ ہی ہمارا ایمان ہے۔

نجومی محمد یٰسین وٹو نے 29 دسمبر 2009ء کو کہا تھا کہ یکم جنوری 2010ء کو چاند گرہن برج سرطان میں ہوگا۔ اس چاند گرہن کی وجہ سے عوام پر ٹیکسوں کا بوجھ اور بے چینی و اضطراب بڑھے گا۔ 15 جنوری 2010 کو سورج گرہن برج جدی میں ہوگا جس سے صدر کے خلاف عوام میں نفرت اور بغاوت کے جذبات ابھریں گے۔ سرکاری پارٹی اور حکومت کے خلاف بڑے پیمانے پر ہڑتالیں اور فسادات ہوں گے۔ 26 جون کو چاند گرہن کے بارے میں لکھا ہے کہ یہ برج سرطان میں ہوگا حکومت کے خلاف طوفان برپا ہوگا اور حالات قابو سے باہر ہو جائیں گے۔ یہ ساری پیش گوئیاں غلط ثابت ہوئیں۔ 24 اگست 2010ء کو انہوں نے لکھا کہ 21 دسمبر 2010ء کے سورج گرہن کے بعد ملک ایک بہتر دور میں داخل ہوگا۔ آج یکم فروری 2011ء ہے اور ملک بد تر سے بدترین حالات سے دوچار ہے۔ 31 اگست 2010ء کو یٰسین وٹو نے کہا کہ 26 جون کے چاند گرہن اور 11 جولائی کے سورج گرہن کے اثرات ہمارے ملک پر ابھی تک غالب ہیں۔ یہ طوفانی بارشیں اور خوفناک سیلاب انہی اثرات کا نتیجہ ہیں۔ 27 جولائی کے کالم انہوں نے کہا کہ یکم جولائی کو علی ہجویری کے دربار پر بم دھماکے اور کراچی میں ٹارگٹ کلنگ انہی اثرات کا نتیجہ ہیں۔

ایک خاتون نجومی پامیلا خان نے 18 جولائی 2010ء کو کہا کہ 26 جون کا چاند گرہن نواز شریف کے لیے بہتر ثابت نہیں ہو رہا اور ان کی مقبولیت کا گراف نیچے آسکتا ہے۔ اس بیان کے برعکس ملتان کی نجومی ثناء خان نے 19 جولائی 2009ء کے نوائے وقت سنڈے میگزین

میں کہا تھا کہ 2009ء، 2010ء اور 2011ء نواز شریف کی زندگی کے اہم ترین اور مبارک ترین سال ہوں گے اور وہ صدر پاکستان بنتے دکھائی دیتے ہیں۔ اب ستارے تو ایک ہی ہیں لیکن ان دونوں خواتین کی پیش گوئیاں متضاد ہیں (ان نجومیوں کی گپوں اور تضاد کا ابھی تفصیلی احوال آگے آرہا ہے۔)

بات یہ ہے کہ یہ سارے نجومی محض ظن، اندازے اور اٹکل پچو سے کام لیتے ہیں۔ نرے اندھیرے میں تیر پھینکتے ہیں۔ ﴿وَمَا يَتَّبِعُ أَكْثَرُهُمْ إِلَّا ظَنًّا إِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِي مِنَ الْحَقِّ شَيْئًا إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ بِمَا يَفْعَلُونَ﴾ ترجمہ: ”اور ان میں اکثر لوگ صرف گمان پر چل رہے ہیں یقیناً گمان، حق (کی معرفت) میں کچھ بھی کام نہیں دے سکتا۔ یہ جو کچھ کر رہے ہیں یقیناً اللہ کو سب خبر ہے“۔ (یونس:۳۶)

تو حق کیا ہے؟

دنیا کے حالات میں جو تغیّرات آتے ہیں ان کی وجہ نہ تو ستارے ہیں اور نہ ہی سورج یا چاند گرہن بلکہ حقیقت میں:

﴿ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيقَهُمْ بَعْضَ الَّذِي عَمِلُوا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ﴾ (الروم ۳۰: ۴۱)

ترجمہ: ”خشکی اور تری میں لوگوں کے اعمال کے سبب فساد پھیل گیا ہے تاکہ اللہ ان کو ان کے بعض عملوں کا مزا چکھائے۔ عجب نہیں کہ وہ باز آجائیں“۔

❋❋❋

ستاروں کی عبادت

اللہ تعالیٰ کی عبادت کے اجزاء میں ایک قلبی عبادت ہے جس میں ایمان، توکل، خوف، طمع شامل ہیں۔ یہ یقین رکھنا کہ اللہ کے حکم کے بغیر کوئی مخلوق نہ تو کوئی نفع پہنچا سکتی ہے اور نہ نقصان اگر اللہ تعالیٰ کوئی تکلیف پہنچانا چاہے تو کوئی اس کے سوا اسے دور کرنے والا نہیں اور وہ اگر کوئی بھلائی کرنا چاہے تو کوئی اسے ٹالنے والا نہیں۔(یونس۱۰:۱۰۷) یہ عبادت دل کی کیفیت کا نام ہے جو نظر نہیں آتی۔ بس ایسے ہی یہ اعتقاد رکھنا کہ ستاروں کی مخصوص چال یا پوزیشن سے کوئی نفع یا فائدہ ہو سکتا ہے (طمع) یا کسی دوسری چال یا پوزیشن سے نقصان ہو سکتا ہے (خوف) یہی طمع اور خوف کی سوچ یا اعتقاد ہی ستاروں کی عبادت ہے کیونکہ خوف و طمع صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ہی مخصوص ہے: ﴿وَادْعُوْهُ خَوْفًا وَّ طَمَعًا﴾ ''(اللہ سے) خوف کرتے ہوئے اور امید رکھ کر دعائیں مانگتے رہو''۔(الاعراف۷: ۵۶)

یہ یقین رکھنا کہ فلاں ستارہ اب فلاں برج میں ہے اور یہ نحس پوزیشن ہے اور اس سے کسی کو کوئی ذاتی نقصان ہو سکتا ہے یا ملکی حالات خراب ہو جائیں گے یا اس سے برعکس، یہ سب ستاروں کی عبادت ہے حالانکہ ستارے اور سیارے سب اللہ کی مخلوق ہیں اور اللہ تعالیٰ نے جو کام ان کے ذمے لگایا ہوا ہے وہ بخوبی انجام دے رہے ہیں۔ اگر سیارے اور ستارے اپنے طور پر خود ہی دنیا کے نفع و نقصان کے مالک بن بیٹھیں تو دنیا کا نظام تو تلپٹ ہو کر رہ جائے۔ کیا اتنی سادہ سی بات بھی نجومیوں کو سمجھ نہیں آتی۔

﴿اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ يُغْشِي الَّيْلَ النَّهَارَ يَطْلُبُهٗ حَثِيْثًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمَ مُسَخَّرٰتٍۭ بِاَمْرِهٖ اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ۝﴾

ترجمہ: ”کچھ شک نہیں کہ تمہارا پروردگار اللہ ہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دن میں پیدا کیا پھر عرش پر جا ٹھہرا۔ وہی رات کو دن کا لباس پہناتا ہے کہ وہ اس کے پیچھے دوڑتا چلا آتا ہے اور اسی نے سورج اور چاند اور ستاروں کو پیدا کیا۔ سب اسی کے حکم کے مطابق کام میں لگے ہوئے ہیں۔ دیکھو سب مخلوق بھی اسی کی اور حکم بھی (اسی کا)“۔ (الاعراف:۷ر۵۴)

ستارہ شعریٰ (Sirius) کی عبادت:

شعریٰ وہ واحد ستارہ ہے جس کا قرآن کریم میں نام لے کر ذکر کیا گیا ہے۔ مشرکین عرب تین مشہور دیویوں لات، منات اور عزیٰ کے علاوہ آسمان کے دیوتاؤں میں سے شعریٰ ستارہ کی بھی پوجا کرتے تھے خصوصاً قریش اور قبیلہ خزاعہ۔ مختلف زبانوں میں اس کے پندرہ سے زیادہ نام ہیں۔ لاطینی میں Sirius، قدیم مصری زبان میں اس کا نام Sopdet، قدیم یونانی میں Sothis۔ قدیم یونانی اسے Serios بھی کہتے تھے جس کا مطلب ہے چمکدار۔ یہ سورج سے دوگنا زیادہ بڑا ہے اور سورج سے بیس گنا زیادہ روشن۔ زمین سے اس کا فاصلہ آٹھ نوری سال سے زیادہ ہے (واضح رہے سورج ہم سے 9 کروڑ 30 لاکھ میل دور ہے اور اس کی روشنی ایک لاکھ چھیاسی ہزار میل فی سیکنڈ کی رفتار سے 8 منٹ میں ہم تک پہنچتی ہے۔ گویا ہماری زمین اور سورج کا فاصلہ 8 نوری منٹ ہے۔ اس سے 8 نوری سال کا اندازہ لگا لیجیے) اسی لیے یہ سورج سے بہت چھوٹا اور کم روشن نظر آتا ہے۔ مختلف قومیں زمانہ قدیم سے اس ستارے کی عبادت کرتی آئی ہیں اور کئی دیوتا اس سے منسوب رہے ہیں۔

قدیم یونانیوں کا یہ عقیدہ تھا کہ جس سال یہ ستارہ ظاہر ہوتا تھا، اس سال گرمیوں کا موسم معمول سے زیادہ گرم اور خشک ہوتا تھا، درخت اور پودے مرجھا جاتے یا سوکھ جاتے، آدمی انتہائی کمزور ہو جاتے اور عورتیں، اس کے برعکس زیادہ تیز ہوشیار ہو جاتیں۔ وہ یہ سب کچھ اس ستارے کی ناراضی سے منسوب کرتے۔ پھر وہ ستارے کو خوش کرنے کے لیے جانوروں کی قربانی دیتے تاکہ ٹھنڈی ہوائیں چلیں۔ پھر اگر تو ستارے کی روشنی صاف ہوتی تو اس کو ستارے کی خوشی سے تعبیر کرتے لیکن اگر ستارہ دھندلا دکھائی دیتا تو وہ اس کو ستارے کا غصہ

خیال کرتے۔ تیسری صدی قبل مسیح میں کچھ ایسے سکے ملے جن پر اس ستارے کی تصویریں بنی ہوئی تھیں جس سے اس ستارے کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے۔

اہل روم اپریل کے مہینے میں اس ستارے کے نام پر کتے کی قربانی کیا کرتے تھے، پھر اس ستارے سے منسوب بُت روبیگو Robigo کی خدمت میں بھیڑ کی قربانی دیتے، خوشبودار لکڑی جلاتے اور بھی رسومات ادا کرتے۔ تاکہ ستارہ شعریٰ خوش ہو جائے اور ان کی گندم کی فصل اچھی ہو جائے۔

قدیم اہل مصر نے اس ستارے کی بنیاد پر کیلنڈر بنا رکھے تھے۔ وہ بھی دریائے نیل میں طغیانی اور طوفان کو اس ستارے سے منسوب کرتے تھے۔ اس ستارے کو دیوی Isis، اس کے خاوند اوریس Orisis اور ان کے بیٹے ہورس Horus سے منسوب کرتے تھے۔

اسی کے تسلسل میں اس ستارے کی عبادت حضور نبی کریم ﷺ کی نبوت کے وقت بھی عربوں میں موجود تھی تو اللہ تعالیٰ نے اس مشرکانہ سوچ اور عقیدے کی سورہ النجم میں نفی فرمائی: ﴿وَ اَنَّهٗ هُوَ رَبُّ الشِّعْرٰى﴾ ”اور یہ کہ وہی (اللہ) شعریٰ کا رب ہے“۔ (النجم ۵۳: ۴۹) یعنی جس ستارے کو تم اپنے نفع و نقصان کا ذریعہ سمجھتے ہو، اس ستارے کا رب بھی اللہ ہی ہے اور یہ ستارہ بھی اللہ کے حکم کے تابع ہے۔

چنانچہ قرآن حکیم میں کئی جگہ پر اور کئی ایک احادیث میں بھی ستاروں کے حاکم ہونے کی یا ان کی تاثیر کی نفی کی گئی ہے اور آج ہم لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ﷺ کہنے کے باوجود ایک دوسرے سے پوچھتے ہیں: ”آپ کا سٹار کون سا ہے؟“ اور ”ستاروں کی روشنی میں آپ کا دن کیسا گزرے گا؟“

ثریا Pleocdes کی عبادت:

ثریا کسی خاص ستارے کا نام نہیں بلکہ ستاروں کے جھرمٹ کا نام ہے اور آسمان پر سب سے زیادہ روشنی اسی جھرمٹ کی ہوتی ہے۔ خالی آنکھ سے سات ستارے نظر آتے ہیں۔ دوربین سے پچاس ساٹھ ستارے دکھائی دیتے ہیں مگر ان کی تعداد سینکڑوں میں ہے۔ زمانہ قدیم میں یونانیوں کا خیال تھا کہ ستاروں سے زمین کے ہر واقعہ کا حساب لگایا جا سکتا ہے۔ انہوں

نے ثریا کے ہر ستارے سے کام منسوب کر رکھے تھے جیسا کہ آج کل ہندو کرتے ہیں اور ان کی دیکھا دیکھی وہی کام مسلمانوں نے بھی اپنا لیا ہے۔ قدیم ماہر فلکیات بطلیموس (Ptolamy) نے آسمان پر ثریا کی کل تعداد 48 بتائی تھی۔ خالی آنکھ سے نظر آنے والے سات ستاروں کو اہل یونان نے اطلس کی سات بیٹیوں سے منسوب کیا تھا۔ انہیں "سات سہیلیوں کا جھمکا" بھی کہا جاتا ہے۔

دمدار ستارے کی عبادت:

دمدار ستارہ 1971ء میں آسمان پر نمودار ہوا تھا۔ اس کے بارے میں ایک قلم کار محمد اسلم لودھی 18 اگست 2010ء کو نوائے وقت کے کالم "کڑوی باتیں" میں لکھتے ہیں: "1965ء کی جنگ کے دوران آسمان پر ظاہر ہونے والی تلوار کو فتح اور 1971ء میں آسمان پر دیکھے جانے والے دمدار ستارے کو نحوست و شکست کی وجہ قرار دیا گیا تھا" اب 1971ء کی جنگ کی شکست کے پیچھے جو سیاسی اور فوجی وجوہات تھیں ان پر بہت کچھ لکھا جا چکا ہے مگر ہمارا حال ریت میں سر دبانے والے شتر مرغ کی طرح ہے کہ سارا الزام دمدار ستارے پر لگا کر ہم ساری غلطیوں اور ندامتوں سے فارغ ہوئے بیٹھے ہیں۔ اس طرح تو قیامت کو ہر مجرم کہہ سکتا ہے کہ مجھ پر تو فلاں ستارے کی نحوست تھی میں خود تو بہت پاک صاف ہوں! دلچسپ بات یہ ہے کہ دم دار ستارہ کیا صرف اہل پاکستان کو نظر آیا تھا؟ لاہور والوں کے لیے یہ دم دار ستارہ نحوست کا استعارہ بن گیا۔ چلئے ایک لمحے کے لیے مان لیتے ہیں، لیکن واہگہ کے پار بسنے والے ہندوؤں کے لیے یہ خوش بختی کی علامت کیسے ہو گیا؟ سچ ہے کہ جب انسان شرک کا ارتکاب کرنے لگ جائے تو اس کی عقل و فہم کا جنازہ نکل جاتا ہے۔ محمد اسلم لودھی کوئی روائتی نجومی نہیں لیکن ذرا غور کریں کہ ہمارے معاشرے میں ستارہ پرستی کا ایسا ماحول بن گیا ہے کہ بڑے پڑھے لکھے اور بظاہر سمجھدار نظر آنے والے لوگوں کا بھی اس شرک کی طرف دھیان نہیں جاتا۔ اس کی اصل اور بڑی وجہ قرآن حکیم میں غور و فکر نہ کرنے کا رجحان ہے۔

علم نجوم جادوگری ہے

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"مَنِ اقْتَبَسَ بَابًا مِنْ عِلْمِ النُّجُوْمِ لِغَيْرِ مَا ذَكَرَ اللّٰهُ فَقَدِ اقْتَبَسَ شُعْبَةً مِنَ السِّحْرِ، اَلْمُنَجِّمُ كَاهِنٌ، وَالْكَاهِنُ سَاحِرٌ وَالسَّاحِرُ كَافِرٌ"

ترجمہ: "جس نے علم نجوم کا کوئی مسئلہ سیکھا، بغیر اس صورت کے جو اللہ نے بیان کی ہے، تو اس نے جادو کا ایک حصہ سیکھا۔ نجومی کاہن ہے اور کاہن جادوگر ہے اور جادوگر کافر"۔

(رواہ رزین کما فی مشکاۃ المصابیح، الطب والرقی، باب الکہانہ 4604 ورواہ ابوداؤد۔ 3905)

❀❀❀

علم نجوم کی تاریخ

http://www.gryp horastology.com/astroloty.html

ستاروں کی عبادت تو حضرت نوح علیہ السلام سے پہلے حضرت ادریس علیہ السلام کے زمانے سے ہی شروع ہو گئی تھی اور آج سے چار ہزار سال پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ میں عروج پر تھی۔ تقریباً 3600 سال پہلے (1600 ق م) اہل بابل نے اس کو ایک فن کی شکل دینے کی ابتدا کی۔ پھر اہل یونان نے تقریباً 2500 سال پہلے اس شعبے میں کافی کام کیا۔ پھر اہل روم اور اہل اسکندریہ سے ہوتے ہوئے عربوں، ہندوؤں اور بدھوں کے علاقوں میں زور پکڑا۔ اور آج ہم حامل قرآن وحدیث اس کو گلے سے لگائے ہوئے ہیں۔

ستارہ پرستی کی ضرورت کیوں پیش آئی؟ اس پر کوئی ٹھوس اور مستند حوالہ ملنا مشکل ہے لیکن دستیاب معلومات کے مطابق جب شروع شروع کے انسان نے دیکھا کہ سورج کی وجہ سے فصلیں پکتی ہیں، چاند کے اثر سے سمندر میں مدوجزر پیدا ہوتا ہے تو پھر باقی ستاروں اور سیاروں کا بھی کوئی نہ کوئی اثر ہوگا۔ پھر سورج گرہن یا چاند گرہن کے وقت یا اس کے فوراً بعد کوئی اہم واقعہ پیش آیا تو لوگوں نے اس کو گرہن سے منسوب کر دیا۔ چونکہ انسان کے پاس ستاروں کے اثرات کی کوئی ٹھوس دلیل نہ تھی، اس لیے اس علم نجوم کی عمارت محض مشاہدے (observations)، ذاتی خیالات (ideas)، تخیلات (Imaginations) اور توہمات (Superstitions) پر استوار ہوتی گئی۔ پھر وقت کے ساتھ ساتھ اس تصوراتی عمارت میں طرح طرح کی تبدیلیاں ہوتی چلی گئیں۔ ہزاروں سال گزرنے کے باوجود علم نجوم کی حثیت ایک افسانے اور Myth کی ہی رہی ہے۔ قرآن وحدیث نے بھی ستاروں کے اثرات کی تردید کر کے اس علم نجوم کے باطل ہونے کی تصدیق کر دی۔ مگر آج قرآن پر اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان پر ایمان لانے والے کم ہی لوگ ہیں اور کلمہ طیبہ کا ورد کرنے

کے باوجود آج مسلمان ایک دوسرے سے پوچھتے ہیں "آپ کا ستارکون سا ہے" اور اسلام کی محبت کا دم بھرنے والے اخبارات وجرائد یہ جملہ لکھتے ہوئے آخرت کی جواب دہی کا خوف نہیں کھاتے "ستاروں کی روشنی میں آپ کا دن کیسے گزرے گا" یہ بالکل ایسے ہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا قرآن کریم میں واضح فرمان ہے کہ مردے سنتے نہیں مگر اس کے باوجود قبروں، مزاروں اور درباروں پر ہمہ وقت ہجوم رہتا ہے۔ اب ہم علم نجوم کی تاریخ کو ذرا تفصیل سے لکھتے ہیں کہ کیسے اس نے کئی ہزار سال کا سفر طے کیا۔

① اہل بابل(Babylonians):

تقریباً1600 قبل مسیح میں اہل بابل نے ستاروں کے کچھ نشانات (omens) مقرر کئے جن سے انہوں نے حالت وواقعات کو منسوب کرنا شروع کیا۔ پھر آگے پیش گوئیوں کا سلسلہ شروع ہوا۔ وہ موسموں، قحط اور جنگوں میں فتح یا شکست کے بارے پیش گوئیاں کرتے۔ جب ان لوگوں کی شہرت ہوئی تو ان کی رسائی شاہی دربار تک ہوئی اور بادشاہ کے مقرب بنے۔ وہ بادشاہ کی حکومت اور اس کے مستقبل کے بارے میں پیش گوئیاں کرتے (یہ سلسلہ آج تک جاری ہے) پھر ان نجومیوں نے اپنے کاروبار کو وسعت دی اور تقریباً400 قبل مسیح میں لوگوں کی تاریخ پیدائش کے مطابق پیش گوئیاں کرنی شروع کیں۔

② اہل یونان(Ancient Greeks):

یونانی پہلی قوم ہے جنہوں نے ہاروسکوپ Horoscope ایجاد کی۔ انہوں نے آسمان کو مختلف حصوں میں تقسیم کیا اور اس کے چارٹ بنائے۔ اہل بابل نے ستاروں کے جو نشانات مقرر کئے تھے، اہل یونان نے ان کو مذکر (Male) اور مونث (Female) میں تقسیم کیا۔ مریخ کی علامت (♂) مذکر ہے اور زہرہ کی علامت (♀) مونث۔ یونانی سائنس دان اناکسی میندر Anaxi mander (610 تا 548 ق م) نے سب سے پہلے آسمان پر برجوں کے راستے یا دائرۃ البروج کا تعین کیا تھا اس شخص نے سب سے پہلے دنیا کا نقشہ بنایا تھا۔ اہل یونان میں مشہور نام فیثا غورث Pythagoras (582 - 500 ق م)، افلاطون Plato اور

ارسطو Aristotle کے ہیں۔ افلاطون کا خیال تھا کہ سورج زمین کے گرد گھومتا ہے۔ یہ خیال بعد میں غلط ثابت ہوا۔ ارسطو نے نظریہ پیش کیا کہ زمین ہی کائنات کا مرکز ہے اور سورج چاند اور دوسرے سیارے سب زمین کے گرد گھومتے ہیں۔ یہ نظریہ بھی غلط ثابت ہوا۔

③ اہل روم (The Romans):

اہل روم یونانیوں کو اپنا امام مانتے تھے اور سائنسی اور تہذیبی امور میں اہل یونان کی پیروی کرتے تھے۔ رومیوں نے تقریباً ایک سو قبل مسیح میں علم نجوم پر کام شروع کیا۔ ان کا بادشاہ آگسٹس Augustus علم نجوم کا بڑا دلدادہ تھا۔ یہ وہی بادشاہ ہے جس کے نام پر اگست کا مہینہ ہے۔ اسی بادشاہ نے سب سے پہلے کہا تھا کہ چاند برج جدی میں ہے۔ یہ نظریہ بعد میں غلط ثابت ہوا۔ رومیوں نے یہ نظریہ پیش کیا کہ ہر برج کے تین حاکم سیارے ہیں یہ نظریہ بھی بعد میں غلط ثابت ہوا۔ اہل روم کا سب سے بڑا کام یہ تھا کہ انہوں نے علم نجوم کو باقاعدہ کتابی شکل دی اور اس پر شعر و شاعری کی۔ کتاب کا نام Anthrology تھا جو Vettius Ralens نے لکھی تھی۔ یونانی اور رومی دونوں بت پرست تھے۔ نظام شمسی میں صرف یورینس کا نام یونانی بت کے نام پر ہے باقی سارے سیاروں کے نام رومی دیوتاؤں کے نام پر ہیں۔ جن میں ایک دیوی وینس (Venus زہرہ) بھی شامل ہے۔

④ اہل اسکندریہ:

ان کا دور دو حصّوں میں تقسیم ہوتا ہے۔ ایک حصہ یونانی دور کہلاتا ہے جو 200ق م سے 30ق م تک ہے۔ اور دوسرا دور 30ق م سے 200 عیسوی تک کا ہے جو رومی دور کہلاتا ہے۔ یونانی دور سے پہلے اہل مصر کے ستاروں کے متعلق کچھ ایسے خیالات و عقائد تھے جن کا کوئی سَر پیر نہیں تھا۔ Eratosthenes۔ 273 تا 192ق م۔ اسکندریہ کا پہلا سائنس دان تھا جس نے زمین کا قطر 7850 میل نکالا جبکہ جدید تحقیق کے مطابق یہ 7927 میل ہے۔ دوسرا سائنسدان ابرخس Hipperchos (پیدائش 180 ق م) تھا جس نے آسمان میں تقریباً 1080 سیاروں کے مقامات کا تعین کیا۔ سب سے مشہور ترین سائنس دان بطلیموس

Ptolemy (85 - 175ق م) تھا۔ اس نے کائنات کو نو افلاک میں تقسیم کیا۔ اس نے زمین، سورج اور سیاروں کا بغور مطالعہ کیا اور ایک کتاب المجطی (Almegect) تحریر کی جسے بعد میں فلکیات کا انسائیکلوپیڈیا قرار دیا گیا۔ خلیفہ ہارون رشید نے اس کتاب کا عربی میں ترجمہ کروایا۔ مسلمان سائنسدانوں نے اس کتاب سے بہت راہنمائی حاصل کی۔

یہاں تک پہنچ کر اگر آپ دوبارہ غور کریں تو آپ کو ایک فرق نظر آئے گا کہ اہل اسکندریہ کا زیادہ مطالعہ فلکیات یا Astronomy پر تھا جبکہ یونانیوں اور رومیوں کا زور علم نجوم Astrology پر تھا۔ بعد میں بھی آپ دیکھیں گے کہ اسلام آنے کے بعد زمانہ وسطیٰ میں مسلمان سائنس دانوں کا بھی زیادہ کام فلکیات پر تھا۔

۵ اسلامی دور:

ساتویں صدی عیسوی کے شروع (تقریباً600ء) میں جب جناب رسول اللہ ﷺ کو نبوت عطا کی گئی تو اس وقت علم فلکیات (Astronomy) اور علم نجوم (Astrology) پر یونانی، رومی، مصری اور دیگر اقوام کافی کام کر چکی تھیں۔ خصوصاً بطلیموس کے کام کا بہت چرچا تھا۔ مشرکین مکہ و عرب بھی علم نجوم سے ناواقف نہ تھے اسی لیے تو قریش اور خزاعہ ستارہ شعریٰ کی پوجا کرتے تھے۔ آج کی طرح اس وقت بھی مشرک لوگ سورج اور چاند گرہن کے اثر پر یقین رکھتے تھے جب قریش نے کہا حضور کے بیٹے ابراہیم کی وفات سورج گرہن کی وجہ سے ہوئی اور ایسے ہی دوسری توہمات کا پلندا موجود تھا۔ اس پس منظر میں جب قرآن حکیم کا نزول ہوا تو بہت ساری آیات میں سورج چاند اور ستاروں کے مقاصد کو بیان کر دیا گیا کہ ان سب اجرام سماویہ (Celestial objects) کی پیدائش اور موجودگی سے انسان کو کون کون سے فائدے پہنچ سکتے ہیں۔ وجہ یہ ہے کہ اسلام انسان کو ایک انتہائی بامقصد زندگی گزارنے کی ہدایت کرتا ہے اور ایسے علم اور کام سے سختی سے منع کیا گیا ہے جس میں نہ دنیا کا فائدہ ہو نہ آخرت کا۔ اسی لیے مومن کی سات نشانیوں میں نماز کے بعد دوسرے نمبر کی نشانی یا صفت یہ ہے کہ وہ لغو یا بیکار کاموں سے دور رہتا ہے: ﴿وَالَّذِيْنَ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ﴾ (۲۳: ۳)

اس لیے ہم دیکھتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے اپنے ۲۳ سالہ دور نبوت میں اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اپنے ایک سو دس سالہ مبارک دور میں علم ہیت اور علم نجوم پر کوئی کام نہ کیا۔ تو اس شعبے کو چھیڑے بغیر روم وایران سمیت کتنے ملک فتح ہو گئے اور خوشحالی کا دور دورہ ہو گیا اور اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنی رضا کی سند بھی عطا فرما دی۔ تو حقیقت میں آج اکیسویں صدی کے جدید مسلم ان اسلام کی اصل تعلیمات اور طریقہ کار کو چھوڑ کر یونانیوں، رومیوں، ہندوؤں اور دوسرے مشرکوں کے طریقے پر چلتے ہوئے برجوں، ستاروں (Zodiac) کے ایسے علوم کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں جن میں اللہ تعالیٰ کی ناراضی ہے اور دنیا و آخرت کی بربادی ہے۔ تو آیئے دیکھتے ہیں کہ قرآن حکیم نے اجرام ساویہ یا اجرام فلکی کے کیا مقاصد بیان کئے ہیں:

5.1 آسمان کی زینت کیلئے:

﴿إِنَّا زَيَّنَّا السَّمَاءَ الدُّنْيَا بِزِينَةٍ الْكَوَاكِبِ﴾

ترجمہ: "ہم نے آسمان دنیا کو ستاروں سے آراستہ کیا"۔ (الصافات: ۳۷/۶)

﴿وَلَقَدْ زَيَّنَّا السَّمَاءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيحَ﴾ (الملک ۶۷: ۵)

ترجمہ: "بے شک ہم نے آسمان دنیا کو چراغوں (ستاروں) سے آراستہ کیا"۔

تا کہ دیکھنے والوں کو آسمان خوبصورت لگے اور اللہ کی تخلیق میں غور کریں۔

5.2 زینت کے ساتھ حفاظت بھی:

ستاروں کی تخلیق کا دوسرا مقصد آسمان کی شیاطین سے حفاظت ہے۔ شیاطین جو فرشتوں کی باتوں کو سننے کے لیے آسمان کے قریب جاتے ہیں تو ان کو شہاب یا شہاب ثاقب سے مارا جاتا ہے جس کو ہم اپنی زبان میں ٹوٹا ہوا ستارا کہتے ہیں اور ہر انسان اپنی آنکھوں سے اس کا مشاہدہ بھی کرتا ہے۔ شہاب ثاقب ایسی چیز کو کہتے ہیں جو روشن یا چمکدار ہو اور اس میں تیزی اور سرخی بھی ہو۔ نجم ستارے کو کہتے ہیں اور کوکب بہت بڑے تارے کو کہتے ہیں خواہ وہ ستارہ ہو یا سیارہ۔ (مفردات القرآن ۴۳۶)

﴿وَ لَقَدْ جَعَلْنَا فِي السَّمَآءِ بُرُوْجًا وَّ زَيَّنّٰهَا لِلنّٰظِرِيْنَ ۝ وَ حَفِظْنٰهَا مِنْ كُلِّ شَيْطٰنٍ رَّجِيْمٍ ۝ اِلَّا مَنِ اسْتَرَقَ السَّمْعَ فَاَتْبَعَهٗ شِهَابٌ مُّبِيْنٌ ۝﴾

ترجمہ: "یقیناً ہم نے آسمان میں برج بنائے ہیں اور دیکھنے والوں کے لیے اسے سجا دیا ہے۔ اور اسے ہر شیطان مردود سے محفوظ رکھا ہے۔ ہاں مگر جو چوری چھپے سننے کی کوشش کرے اس کے پیچھے دہکتا ہوا (کھلا شعلہ) لگتا ہے"۔ (الحجر ۱۵: ۱۶/ ۱۸)

﴿اِنَّا زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِزِيْنَةِ ِۨالْكَوَاكِبِ ۝ وَ حِفْظًا مِّنْ كُلِّ شَيْطٰنٍ مَّارِدٍ ۝ لَا يَسَّمَّعُوْنَ اِلَى الْمَلَاِ الْاَعْلٰى وَ يُقْذَفُوْنَ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ ۝ دُحُوْرًا وَّ لَهُمْ عَذَابٌ وَّاصِبٌ ۝ اِلَّا مَنْ خَطِفَ الْخَطْفَةَ فَاَتْبَعَهٗ شِهَابٌ ثَاقِبٌ ۝﴾

ترجمہ: "ہم نے آسمان دنیا کو ستاروں کی زینت سے آراستہ کیا۔ اور حفاظت کی سرکش شیطان سے۔ عالم بالا کے فرشتوں کی (باتوں) کو سننے کے لیے وہ کان بھی نہیں لگا سکتے، بلکہ ہر طرف سے وہ مارے جاتے ہیں۔ بھگانے کے لے اور ان کے لیے دائمی عذاب ہے۔ مگر جو کوئی ایک آدھ بات اچک لے بھاگے تو (فوراً ہی) اس کے پیچھے دہکتا ہوا شعلہ لگ جاتا ہے"۔ (الصافات ۳۷: ۶/ ۱۰)

آپ غور کریں کہ سورہ الحجر کی آیت نمبر ۱۶ میں آسمان کی زینت کے لیے بروج (برج کی جمع) کا لفظ استعمال ہوا ہے جو کہ ستاروں کے جھرمٹ ہیں۔ سورہ الصافات کی آیت ۶ میں آسمان کی زینت کے لیے لفظ کواکب (کوکب کی جمع) استعمال ہوا ہے جو بڑے سائز کے ستارے یا سیارے کے لیے استعمال ہوتا ہے۔

5.3 راستوں اور سمتوں کے تعین کے لیے:

یہ تیسرا مقصد ہے جو ہمیں قرآن کریم سے پتہ چلتا ہے اور جس کے لیے اللہ تعالیٰ نے ستاروں کو پیدا کیا ہے:

﴿وَ هُوَ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ النُّجُوْمَ لِتَهْتَدُوْا بِهَا فِيْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ؕ قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۝﴾

ترجمہ: ”وہ (اللہ) ایسا ہے جس نے تمہارے لیے ستاروں کو پیدا کیا، تا کہ تم ان کے ذریعے سے اندھیروں میں، خشکی میں اور دریا میں بھی راستہ معلوم کر سکو۔ بے شک ہم نے دلائل خوب کھول کھول کر بیان کر دیئے ہیں ان لوگوں کے لیے جو خبر رکھتے ہیں“۔ (الانعام۶: ۹۷)

﴿هُوَ الَّذِيْ جَعَلَ الشَّمْسَ ضِيَآءً وَّالْقَمَرَ نُوْرًا وَّ قَدَّرَهٗ مَنَازِلَ لِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِيْنَ وَالْحِسَابَ ؕ مَا خَلَقَ اللّٰهُ ذٰلِكَ اِلَّا بِالْحَقِّ ۚ يُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ۝﴾

ترجمہ: ”وہ (اللہ) ایسا ہے جس نے سورج کو چمکتا ہوا بنایا اور چاند کو نورانی بنایا اور ان کے لیے منزلیں مقرر کیں تا کہ تم برسوں کی گنتی اور حساب معلوم کر لیا کرو۔ اللہ تعالیٰ نے یہ چیزیں بے فائدہ نہیں پیدا کیں۔ وہ یہ دلائل ان کو صاف صاف بتا رہا ہے جو دانش رکھتے ہیں“۔ (یونس:۱۰/۵)

﴿وَاَلْقٰى فِي الْاَرْضِ رَوَاسِيَ اَنْ تَمِيْدَ بِكُمْ وَ اَنْهٰرًا وَّ سُبُلًا لَّعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ۝ وَ عَلٰمٰتٍ ؕ وَبِالنَّجْمِ هُمْ يَهْتَدُوْنَ۝﴾

ترجمہ: ”اور اس نے زمین میں پہاڑ گاڑ دیئے تا کہ تمہیں لے کر ہلے نہ، اور نہریں اور راہیں بنا دیں تا کہ تم منزل مقصود کو پہنچو۔ اور بھی بہت ساری نشانیاں مقرر فرمائیں۔ اور ستاروں سے بھی لوگ راہ حاصل کرتے ہیں“۔ (النحل۱۶: ۱۵/۱۶)

تو قدیم زمانے میں لوگوں کا GPS یا Navigation سسٹم یہی تھا کہ وہ سمندروں اور صحراؤں میں سفر کرتے وقت ستاروں سے راستے کا تعین کرتے تھے اور کیلنڈر بنانے کے لیے سورج اور چاند سے مدد لیتے تھے۔ عربوں کے اندر چاند کے حساب سے وہی مہینے رائج تھے جو آج بھی بارہ اسلامی مہینوں سے جانے جاتے ہیں۔ یونان، روم اور دوسرے یورپی ملکوں میں مہینوں کا تعین سورج سے ہوتا تھا۔ شروع شروع میں صرف دس مہینے ہوتے تھے یعنی مارچ پہلا اور دسمبر آخری مہینہ پھر بعد میں جنوری اور فروری داخل کر کے بارہ مہینے ہو گئے جو آج تک رائج ہیں۔ سورج، چاند اور ستاروں (برجوں سمیت) کی تخلیق کے یہ مقاصد جو سورہ

الانعام، یونس اور النحل میں بیان ہوئے ہیں، بس یہی سارے قرآن مجید میں آئے ہیں۔ اسی لیے حضور نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام نے اپنے آپ کو قرآن کی حدود میں ہی رکھا اور دنیا و آخرت میں فلاح پا گئے۔ آج کے مسلمان نے یونانیوں، رومیوں اور دوسری مشرک و بُت پرست اقوام کی پیروی میں برجوں، ستاروں اور سورج چاند کے بارے میں وہ وہ کہانیاں گھڑی ہیں کہ ایک طرف تو اللہ تعالیٰ کی نظر میں مجرم بن گئے اور اللہ کی مدد سے محروم ہو گئے دوسری طرف اندھیرے میں سایوں کے پیچھے بھاگنے سے ٹھوکریں کھا کھا کر ذلت و ناکامیوں کے گڑھوں میں گر گئے۔ جن امور کو قرآن و حدیث نے واضح طور پر گمراہی، کفر اور شرک کہہ دیا ہم نے ان کو اخباروں، رسالوں اور ٹی وی کی زینت بنا دیا۔ زبان سے کلمہ پڑھنے کے باوجود اگر ہمارے اعمال غیر مسلموں کے نقش قدم پر ہوں گے تو ہم کسی دھوکے میں نہ رہیں کہ ہمارا حشر بھی انہی لوگوں کے ساتھ ہوگا جن کی ہم نقالی کرتے ہیں۔

⑥ درمیانی زمانہ Medieval activity:

اسلامی تاریخ میں جو سب سے پہلا سائنس دان ہوا، وہ یزید بن معاویہ رضی اللہ عنہ کا بیٹا ابوہاشم خالد تھا۔ اس کا رجحان حکومت و خلافت کی بجائے حصول علم کی جانب تھا۔ اس نے اسکندریہ کے بڑے فلسفی، طبیب اور ماہر کیمیا یحیٰ نحوی سے طب کی تعلیم حاصل کی اور اس کے ساتھ ساتھ یونانی اور مصری کتابوں کے عربی تراجم شروع کئے۔ خالد بن یزید نے خود بھی علم کیمیاء اور طب پر چند رسالے تصنیف کئے (تاریخ اسلام ڈاکٹر حمید الدین ص 375)۔ خالد 704ء میں فوت ہو گیا۔ 750ء میں بنو امیہ کی خلافت ختم ہوئی تو بنو عباس کا پہلا خلیفہ ابو العباس السفاح تھا جو صرف چار سال بعد 754ء میں فوت ہو گیا اور اس کا بھائی ابو جعفر منصور خلیفہ بنا۔ ابو جعفر کو علم ہیئت یا فلکیات سے خاص لگاؤ تھا۔ اس نے ماہرین فلکیات کی ایک جماعت تیار کی۔ اس جماعت میں محمد بن ابراہیم فرازی، ماشاء اللہ، نوبخت اور یعقوب بن طارق اہم نام ہیں۔ خلیفہ ابو جعفر منصور کے دربار میں سندھ کے ایک راجا کا سفیر، جس کا نام منکا تھا، دارالخلافہ بغداد میں وارد ہوا۔ وہ ریاضی دان اور ماہر فلکیات تھا اور اپنے ساتھ ہندوستان کے ماہر فلکیات برہم گپت کی تصنیف ''سدھانت'' لے کر آیا تھا۔ منصور کے حکم پر فرازی اور

یعقوب بن طارق نے سنسکرت سے عربی ترجمہ کیا۔ یہ پہلی کتاب ہے جو ہندوؤں سے عرب مسلمانوں میں منتقل ہوئی جس نے آنے والے مسلمان سائنس دانوں پر گہرا اثر ڈالا۔ اس طرح خالد بن یزید کی وجہ سے یونانی اور ابو جعفر منصور کی وجہ سے ہندوستانی علوم مسلمانوں میں منتقل ہوئے۔

اس کے بعد 813ء سے 833ء تک خلیفہ مامون الرشید کا زمانہ گزرا۔ اس نے اسلامی تاریخ کی سب سے پہلی رصد گاہ "رصد گاہ مامونی" کے نام سے بغداد کے قریب شماسہ کے مقام پر تعمیر کروائی۔ یہ رصد گاہ ہر قسم کے اعلیٰ ساز و سامان اور آلات سے لیس تھی۔ اس رصد گاہ کی ایک شاخ دمشق کے قریب ایک پہاڑ پر بھی قائم کی گئی جس کا نام قاسیون تھا۔

اس کے ساتھ ساتھ مامون الرشید نے رومی بادشاہ کو خط لکھا کہ اسے یونانی دانشوروں کی کتابیں بھیجی جائیں۔ رومیوں کو بڑی تلاش کے بعد ایک گرجا گھر کے تہہ خانے سے ہزاروں کتابوں کا ذخیرہ مل گیا جو انہوں نے مامون الرشید کو بھیج دیا۔ مامون نے ان سب کا عربی میں ترجمہ کروایا۔ اس طرح بت پرست یونانیوں کے وسیع باطل "علوم" مسلمانوں کی پاکیزہ تعلیمات میں گھس گئے اور آج ہم ان بے عقلیوں کے نتائج اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں کہ کس طرح قرآن و حدیث پس منظر میں چلے گئے ہیں اور باطل علوم و عقائد نے کثیر مسلمانوں کو گمراہ کر دیا ہے۔

اس کے بعد جن معروف مسلم ان سائنس دانوں نے علم ہیئت یا فلکیات (Astronomy) پر کام کیا ان کے نام یہ ہیں:

الخوارزمی Algorism (840-770)	ثابت ابن قراء Thebit (901-836)
عباس بن فرناس (888)	البااطانی Bategnius (929-858)
الرازی Rhazes (930-864)	الصوفی Azophi (986-903)
محمد البوزجانی (997-940)	ابو القاسم مسلمہ المجریطی (1007)
ابن یونس (1009)	ابوریحان البیرونی (1048-973)
ابن سینا (Alvicenna 1037-981	الرزقالی Alzachel (1111-1058)

ابو بکر محمد ابن یحییٰ Ibn-Bajjah (1138-1080)

ابن زہر Avenzoar (1161-1091)

الادریس Dreses (1166-1099) انہوں نے دنیا کا پہلا گلوب اور نقشہ تیار کیا۔

ابن رشد Averroes (1198-1128) البطروجی Alpetragius (1204)

نصیر الدین طوسی (1274-1201) قطب الدین الشیرازی (1311-1236)

ابو الفدا Abdulfeda (1331-1273) الغ بیگ (11449-1393)

ان میں الباطانی (جس کو البتانی بھی لکھا جاتا ہے) نے اسقتبال اعتدالین یا انگریزی میں Precession of equinoxes کی صحیح صحیح پیمائش کی۔ اس کا ذکر میں پہلے کر آیا ہوں جس کی وجہ سے ہر سترؔ سال بعد ایک ڈگری یا ایک دن کا فرق پڑ جاتا ہے اور اب سارے برج 27 دن کے فرق سے سب آگے پیچھے ہو گئے ہیں۔ الباطانی نے ثابت Fixed ستاروں کی ایک فہرست بھی تیار کی تھی۔ ایسے ہی سب نے کچھ نہ کچھ کام کیا جو سب فلکیات Astronomy پر تھا۔ ان سب میں کوئی بھی نجومی یا Astrologer نہ تھا اور نہ ہی یہ لوگ لوگوں کے زائچے بنا بنا کر ان کی قسمت کا حال بتایا کرتے تھے یا ان کو "آپ کا یہ ہفتہ کیسے گزرے گا" کے عنوان سے گمراہ کیا کرتے تھے۔

یہاں دو باتوں کا تذکرہ بہت اہم ہے۔ ایک یہ کہ یورپی مصنف جب مسلمان سائنس دانوں کا ذکر کرتے ہیں تو ان ماہرین فلکیات کو وہ اسٹرونومی (فلکیات یا ہیت) کا ماہر لکھنے کی بجائے اسٹرولوجی (Astrology) کا ماہر یا نجومی لکھتے ہیں۔ مثلاً نوبخت، ماشاء اللہ اور البیرونی وغیرہ کو نجومی کہا گیا ہے جو انگریزوں کے تعصب اور جھوٹ کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ دیکھئے

ویب سائٹ: http://www.gryphonastrolgy.com/astrology.html

دوسری بات یہ نوٹ کرنے والی ہے کہ جہاں بھی انگریز مصنف مسلمان سائنس دان کا نام لکھے گا وہ اس کو بگاڑ کر لکھے گا تاکہ اصل نام سامنے نہ آسکے مثلاً الخوارزمی کو Algorism، الادریس کو Dreses وغیرہ۔ اس کی پوری تفصیل میں نے اوپر بریکٹوں میں لکھ دی ہے۔ اس سے انگریزوں کا مسلمانوں کے بارے میں حسد اور بغض بہت واضح ہو جاتا ہے۔ یہ سب اس

وجہ سے ہے کہ جب مسلمان مدینہ منورہ، دمشق، بغداد، سپین وغیرہ میں علمی و عملی ترقی کے عروج پر تھے، اس وقت یورپ اندھیرے اور جہالت میں ڈوبا ہوا تھا۔

مسلمانوں پر تین دور ایسے آئے کہ ان کی سینکڑوں سال کی سائنسی محنت، عملی ذخیرہ، بڑے بڑے سائنسی ادارے، رصد گاہیں اور لیبارٹریز تباہ و برباد ہوگئیں۔ پہلے دور میں 1085ء میں مسلمانوں سے سپین کا علاقہ طلیطلہ چھین لیا گیا، 1090ء میں مالٹا، 1091ء میں Sicily اور 1099ء میں یروشلم بھی چھین گیا۔ تباہی کا دوسرا دور 1271ء تا 1291ء اور پھر 1219ء تا 1329ء تک جاری رہا۔ ایک طرف صلیبی جنگوں سے تباہی ہوئی دوسری طرف 1258ء میں سقوط بغداد اور خلافت عباسیہ کا خاتمہ مسلم تاریخ کا دہشت ناک باب ہے۔ تیسری تباہی 1492ء میں ہوئی جب سپین سے مسلم حکومت کا خاتمہ کر دیا گیا۔ اس کے بعد بھی مسلمانوں کی پٹائی اور تباہی جاری رہی۔ 1857ء میں مغلیہ سلطنت کا خاتمہ، 1923ء میں ترکی میں خلافت عثمانیہ کا خاتمہ، 2001ء میں سقوط افغانستان، 2003ء میں سقوط عراق اور اس سے پہلے 1971ء میں سقوط مشرقی پاکستان۔

جب تک ہم قرآن و حدیث کے پاکیزہ و بابرکت علوم سے ان یونانی، رومی، ہندو اور دوسرے باطل علوم کو الگ نہیں کریں گے اور جب تک ان باطل خرافات کو چھوڑ کر خالص اسلامی طرز زندگی نہیں اپنائیں گے، اللہ تعالیٰ کا غصہ ہم پر بھڑکتا رہے گا اور ہم یونہی ذلیل و خوار ہوتے رہیں گے۔ کیا وقت نہیں آگیا کہ ہم برجوں اور ستاروں کے اس باطل علم نجوم سے توبہ کرلیں؟

⑦ یورپ کی نشاۃ ثانیہ Renaissance Period:

مسلمانوں کے زوال کے بعد یورپ کی ترقی شروع ہوئی۔ چودھویں، پندرھویں اور سولہویں صدی ان کے عروج کی صدی تھی۔ انہوں نے اسلامی تعلیمات کی بجائے یونانی اور رومی تہذیب اور روایات کا بہت گہرا اثر لیا۔ اس دوران علم نجوم کو بھی عروج حاصل ہوا۔ یہاں انگریز مورخ ایک بار پھر جھوٹ کا سہارا لیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ انگریزوں کو علم نجوم سے

زیادہ علم فلکیات (ہیت) میں دلچسپی تھی حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ انہوں نے مسلم ان سائنس دانوں کی کتابوں اور کام سے بھرپور استفادہ کیا مگر مسلمانوں کے نام کو یا تو چھپایا یا ان کو اس طرح بگاڑ کر لکھا کہ اصل نام کا کسی کو پتہ بھی نہ چل سکا۔

⑧ یورپ کی روشن خیالی کا دور Enlightenment Period:

یہ دور اٹھارویں صدی عیسوی میں شروع ہوا۔ لوگوں کی مذہب، تہذیب اور روایات میں دلچسپی کم ہوتی گئی اور ہر چیز کو دلیل اور سائنس کی کسوٹی پر دیکھنا شروع کیا۔ یا یوں کہہ لیں کہ لوگ زیادہ سیکولر ہوتے گئے۔ اس دور میں لوگوں نے علم نجوم کو توہمات کا مجموعہ قرار دیا اور ان کی برجوں اور ستاروں کی بنیاد پر پیش گوئیاں کرنے کروانے والے رجحان میں کمی آئی۔

⑨ جدید یورپ Modern age:

1781ء میں جب سیارہ یورینس (Uranus) دریافت ہوا تو اگلی دو صدیوں یعنی انیسویں اور بیسویں صدی میں ایک بار پھر علم نجوم کی پذیرائی ہوئی اور کئی نجومی میدان میں آ گئے۔ بیسویں صدی میں ایک نئی چیز سامنے آئی کہ نجومیوں نے اس علم کو لوگوں کی نفسیاتی بیماریوں کے علاج کے لیے استعمال کرنا شروع کیا کہ لوگوں کو اپنے مستقبل کے متعلق پیش گوئیاں سن کر سکون ملتا تھا گو یہ ساری پیشگوئیاں جھوٹی اور لغو ہی ثابت کیوں نہ ہوں۔ اگر اس تصویر کو الٹا کر دیکھا جائے تو پھر تصویر اس طرح سامنے آتی ہے کہ لوگوں میں جتنی جتنی دلی بے سکونی بڑھتی ہے، اتنا ہی نجومیوں اور دوسرے شعبدہ بازوں کا کاروبار چمکتا ہے۔ اسی کلیہ کو ہم پاکستان کے حالات کے تناظر میں دیکھیں تو حقیقت یہ بنتی ہے کہ لوگوں کی جتنی جتنی دین سے دوری ہو رہی ہے، ایمان اور اللہ تعالیٰ پر توکل میں اتنی ہی کمی واقع ہو رہی ہے اور دل کی بے چینی اور ویرانی بڑھ رہی ہے تو پھر لوگ نجومیوں کے پاس دوڑتے ہیں کہ وہ مستقبل کی خبریں جان کر آنے والے خطرات کو ٹال سکیں یا کم کر سکیں۔ یہ سارا رجحان ایک اور حقیقت کی بھی نشاندہی کرتا ہے۔ جو لوگ اپنی خواہشات کے مطابق ایک سیکولر زندگی گزارتے ہیں اور اپنی عیاشیوں کے لیے دوسروں سے بے انصافی اور ظلم کرتے ہیں، ان کو

ردعمل کے طور پر کسی مشکل یا مصیبت کا ہر وقت دھڑکا یا اندیشہ لگا رہتا ہے جو ان کے دل کو مغموم اور پریشان کیے رکھتا ہے۔ انہی خطرات سے آگاہی اور پیش بندی کے لیے وہ نجومیوں، پامسٹوں اور دوسرے شعبدہ بازوں کے آستانوں پر اپنی حرام کی دولت بھی ضائع کرتے ہیں مگر ان مشکلات سے بچ بھی نہیں پاتے اور پھر نوبت خودکشی تک جا پہنچتی ہے۔

اس کے برعکس جو لوگ اپنی من چاہی زندگی کو چھوڑ کر اسلام کے تابع زندگی گزارتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کے دل کو سکون سے بھر دیتا ہے اور ان کو یہ توکل اور آسرا ہوتا ہے کہ اگر کوئی مشکل آ بھی گئی تو اللہ تعالیٰ اس کو برداشت کرنے کا حوصلہ بھی دے دے گا اور اس مشکل سے نکلنے کا راستہ بھی بنا دے گا۔ نجومیوں اور پامسٹوں کے پاس جا کر غیب کی خبریں معلوم کرنا چونکہ بذات خود گناہ کبیرہ ہے، اس لیے وہ اس سے دور ہی رہتے ہیں۔ نجومیوں کا کاروبار وہاں چمکتا ہے جہاں سیکولر (Secular) طرزِ زندگی ہوتی ہے۔ پاکستان میں یورپین سٹائل کے پرائیویٹ تعلیمی ادارے بھی اس سیکولر طرزِ زندگی کو پروان چڑھا رہے ہیں۔ اس لیے اسلام سے نابلد نوجوان نسل میں یہ رجحان عام ہوتا جا رہا ہے کہ جہاں ملیں گے وہاں یہ بات ضرور پوچھیں گے کہ "آپ کا سٹار کون سا ہے" تو جدید یورپ ہمارے گلی محلے میں آن پہنچا ہے۔

سورج کی عبادت

آج کے اس جدید دور میں کیا آپ تصور کر سکتے ہیں کہ لا الہ الا اللہ کہنے والے مسلمان بھی سورج کی عبادت کر سکتے ہیں؟ جی ہاں! ایسا ہو رہا ہے۔ 22 جولائی 2009ء کو 21ویں صدی کا طویل ترین سورج گرہن لگا۔ بُت پرست انڈیا اور کلمہ گو پاکستان میں کئی والدین نے اپنے مفلوج بچوں کو زمین یا ریت میں دبائے رکھا کہ وہ ٹھیک ہو جائیں گے۔ 23 جولائی 2009ء کے نوائے وقت میں ایک خاتون کی تصویر چھپی جو برقعے میں لپٹی ہوئی سر پر رنگین چھتری کا سایہ کیے ہوئے اور ہاتھ میں لمبی تسبیح لیے ریت پر بیٹھی ہے۔ قریب ہی اس نے اپنے ڈھائی تین سال کے بچے کو سینے تک ریت میں دبا رکھا ہے....... معذور بچے کے ٹھیک

ہونے کی آس میں اس خاتون نے سورج کو صفت ربوبیت میں ہی نہیں بلکہ اللہ کی صفت الوہیت میں بھی شریک کیا ہے۔

میری اس پوری کتاب کا موضوع بھی الوہیت ہی ہے کہ کیسے ہم اپنے اللہ کو پہچان کر لا الہ الا اللہ کو خالص کر لیں۔ ﴿رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَاتَّخِذْهُ وَكِيْلًا﴾ ترجمہ: "مشرق ومغرب کا پروردگار جس کے سوا کوئی الٰہ نہیں، تو اسی کو اپنا کارساز بنا لے"۔(المزمل:۹)

علم نجوم کی تاریخ لکھنے کا مقصد یہ تھا کہ صحابہ کرام کے زمانے میں دین خالص تھا تو کامیاب رہے جہاں بھی اور جب بھی شرکیہ علوم واعمال کی آمیزش ہوئی، ذلت ورسوائی ہمارا مقدر ٹھہری!۔

نجومیوں کی ٹھوکریں:

جب بھی کوئی شخص کسی بھی طریقے کو استعمال کرتے ہوئے ——خواہ وہ پامسٹری ہو، علم الاعداد ہو، علم الاسماء ہو، علم نجوم ہو، علم جفر ہو، علم رمل ہو—— مستقبل کے بارے میں پیش گوئی کرتا ہے یا پیش گوئی کرنے کی کوشش کرتا ہے تو دراصل وہ یہ دعوی کرتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ارادے کو پڑھنے کی یا جاننے کی یا بھانپنے کی سعی کر رہا ہے یا دوسرے لفظوں میں وہ آئندہ وقوع پذیر ہونے والے واقعات کے بارے میں اللہ تعالیٰ کی چھپی ہوئی تدبیر یا ارادے کو آشکارا کر رہا ہے اور اسی کو ہی غیب کا عالم ہونا کہتے ہیں تو یہ ایک ناممکن بات ہے کیونکہ کوئی رسول یا نبی بھی اللہ تعالیٰ کے ارادے کا پتہ نہیں لگا سکتا ورنہ غزوہ احد اور اس کے تھوڑے ہی عرصہ بعد بیئر معونہ کے واقعات میں ستر ستر صحابہ کرام شہید نہ ہوتے۔ اس کے علاوہ بھی کتنی ہی مثالیں ہیں تو پھر نجومی کیسے پیش گوئی کرتے ہیں؟ یہ سب اندازے، اٹکل پچو یا ظن سے کام لیتے ہیں۔ اگر بیس اندازوں میں سے ایک آدھ درست ثابت بھی ہو جاتا ہے تو یہ کوئی علم تو نہیں کہلاتا۔ نجومیوں کی پیش گوئیوں پر ایک پوری کتاب لکھی جا سکتی ہے لیکن نمونے کے طور چند دلچسپ باتیں لکھ دیتا ہوں:

سن 2011ء شروع ہوا تو حسب توقع مختلف "ماہرین علم نجوم" کی طرف سے پیش

گوئیاں آنی شروع ہوگئیں۔ 31 دسمبر 2010ء کے نوائے وقت میں نجومی محمد یٰسین وٹو لکھتے ہیں:

① 2011ء میں پیپلز پارٹی کی حکومت کے خاتمے کا کوئی امکان نہیں اور اتحادی حکومت قائم رہے گی۔

② سابق صدر جنرل پرویز مشرف کی وطن واپسی کا کوئی امکان نہیں۔

③ 2011ء میں پاکستان بھارت تعلقات چین کی وساطت سے بہتری کی طرف گامزن ہوسکتے ہیں۔

پھر 4 جنوری 2011ء کو دو عرب نجومیوں سید محمد علی اور شیخ محمود علی العرابی کی پیش گوئیاں شائع ہوگئیں:

① حکومت کا تختہ الٹنے کا امکان موجود ہے۔ فوجی انقلاب آسکتا ہے۔

② سابق صدر پرویز مشرف جلاوطنی ترک کرکے وطن واپس لوٹ آئیں گے۔

③ امریکہ کی بے جا مداخلت کے باعث پاکستان بھارت جنگ چھڑ سکتی ہے۔

اب یہ تینوں پیش گوئیاں ایک دوسرے کی ضد ہیں اور ایک ہی اخبار میں صرف چار دن کے وقفے سے چھپی ہیں۔ خاتون نجومی پامیلا خان زیادہ سمجھ دار نکلی۔ اس نے چار دن بعد 3 جنوری کے نوائے وقت میں یہ پیش گوئیاں کیں:

① 2011ء میں زرداری اور گیلانی کے اقتدار کا خاتمہ ہوسکتا ہے۔ اس سال سیاسی تبدیلیاں اور انقلاب رونما ہوں گے، الیکشن دوبارہ ہوں گے۔

② بھارت پاکستان کے خلاف مزید پس پردہ کارروائیاں رکھے گا جس کی وجہ سے نقصان کا اندیشہ ہے یہ خاتون سمجھ دار اس لیے ہے کہ ایک تو اس نے جلد بازی نہیں کی اور دوسرے نجومیوں کی پیش گوئیوں کا انتظار کیا کہ سب کو اپنی اپنی کہہ لینے دیں۔ پھر اس نے جو باتیں کیں وہ عرب نجومیوں کا عکس ہیں اور یٰسین وٹو کی کوئی بات نہیں دہرائی۔ وجہ یہ ہے کہ یٰسین وٹو کی 2010ء کے لیے کی گئی ساری پیش گوئیاں غلط ثابت ہوئی تھیں اس لیے اس نے عرب نجومیوں والی کشتی میں بیٹھنا پسند کیا۔ اور اگر سب کی پیش گوئیاں

غلط ثابت ہو جائیں تو کون سا کسی نے جرمانہ کر دینا ہے! پامیلا خان نے ایک تیسری پیش گوئی یوں کی:

③ دو تین سال بعد پاکستان کا جانی مالی بہت بڑا نقصان ظاہر ہو رہا ہے۔

تین فروری 2011ء کو نوائے وقت کو انٹرویو دیتے ہوئے ایک پانچویں نجومی، ماہر دست شناس، ماہر علم الاعداد اور علم جفر اکبر سرحدی نے یہ پیش گوئی کی:

"البتہ 2013ء میں پاکستان دنیا کے نقشے پر ایک آئیڈیل ملک بن کر ابھرے گا۔ عوام خوشحال ہوں گے۔ حکمرانی بھی محب وطن اور کمٹڈ لوگوں کے پاس ہوگی جو عوام کو سہولتیں دیں گے"۔

اب دیکھیں یہ پیش گوئی پامیلا خان کی تیسری پیش گوئی کے بالکل برعکس ہے!

یہ تو تھیں 2011ء کی ٹکریں اور ٹھوکریں (ٹھوکریں اس لیے کہ یہ سب نجومی اندھیرے میں تیر چلاتے ہیں اور اندھیرے میں انسان کو ویسے بھی بہت ٹھوکریں لگتی ہیں)۔ اب آتے ہیں 2010ء کی چیدہ چیدہ پیش گوئیوں کی طرف اور آپ پیچھے مڑ کر دیکھ لیں کہ کتنی پوری ہوئیں: پہلے محمد یٰسین وٹو نجومی کے ارشادات (ان کا ہر منگل کو نوائے وقت میں گردش افلاک کے نام سے کالم چھپتا ہے):

① 2010ء فیصلہ کن تبدیلیوں کا سال ہے سیاسی بساط لپٹ سکتی ہے۔ نومبر 2010ء میں مڈٹرم الیکشن کے امکانات موجود ہیں جن میں مسلم لیگ (ن) واضح اکثریت حاصل کرتی نظر آرہی ہے۔

② ملک میں فوجی انقلاب برپا ہوگا جس کے بعد طویل عرصہ تک عام انتخابات ہوتے نظر نہیں آرہے (31-8-10)۔

③ پرویز مشرف یا تو کسی ایکسیڈنٹ سے دوچار ہوں گے یا ان کے قتل ہونے کا امکان ہے (12-10-10)۔

④ ملک کی مشہور اور نامور شخصیت کی موت کا ماتم نظر آرہا ہے۔ (اشارہ ڈاکٹر عبدالقدیر خان کی طرف ہے)۔

توجناب یہ سب "غیب کی باتیں" غلط ثابت ہوئیں۔ اب 2010ء کے بارے میں پامسٹ نان کی پیش گوئیاں:

① ہوشیار! بھارت عنقریب پاکستان کے خلاف گہری چال چلنے والا ہے (10-7-18)۔

② ستارے انقلاب کی نشاندہی کر رہے ہیں (10-7-18 روزنامہ نوائے وقت)۔

دونوں باتیں غلط ثابت ہوئیں۔ اب ایک غیر معروف نجومی بابا کی پیش گوئیاں:

① 2010ء میں صدر زرداری عہدے پر نہیں رہیں گے۔

② میڈیا پر دوبارہ پابندیاں لگ جائیں گی (نوائے وقت 10-1-3)۔

یہ دونوں باتیں بھی غلط ثابت ہوئیں۔

حقیقی پیش گوئیاں

اب میں ان نجومیوں کی جعلی اور باطل پیش گوئیوں کے مقابلے میں حقیقی اور سچی پیش گوئیوں کے صرف دو نمونے یہاں نقل کیے دیتا ہوں۔ محض یہ باور کرانے کے لیے کہ پیش گوئی صرف وہی کر سکتا ہے جس کو مستقبل کی یا غیب کی خبروں کا علم ہوتا ہے اور عالم الغیب صرف اللہ تعالیٰ ہے۔

① سیدنا یوسف علیہ السلام جب مصر کی ایک جیل میں قید تھے تو وقت کے بادشاہ نے ایک خواب دیکھا:

﴿وَقَالَ الْمَلِكُ إِنِّي أَرَىٰ سَبْعَ بَقَرَاتٍ سِمَانٍ يَأْكُلُهُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ وَسَبْعَ سُنبُلَاتٍ خُضْرٍ وَأُخَرَ يَابِسَاتٍ ۖ يَا أَيُّهَا الْمَلَأُ أَفْتُونِي فِي رُؤْيَايَ إِن كُنتُمْ لِلرُّؤْيَا تَعْبُرُونَ ﴿٤٣﴾﴾

ترجمہ: "بادشاہ نے کہا، میں نے ایک خواب دیکھا ہے کہ سات موٹی تازہ فربہ گائیں ہیں جن کو سات دبلی پتلی گائیں کھا رہی ہیں اور سات بالیاں ہیں ہری ہری اور دوسری سات بالکل خشک اے درباریو! میرے اس خواب کی تعبیر بتلاؤ اگر تم خواب کی تعبیر دے سکتے ہو۔" (یوسف ۱۲: ۴۳)

اس خواب کی کسی کو بھی کچھ سمجھ نہیں آرہی تھی۔ انہوں نے بے بس ہو کر جواب دیا:

﴿قَالُوْٓا اَضْغَاثُ اَحْلَامٍ ۚ وَمَا نَحْنُ بِتَاْوِيْلِ الْاَحْلَامِ بِعٰلِمِيْنَ﴾

ترجمہ: ”انہوں نے جواب دیا کہ یہ تو اڑتے اڑتے پریشان خواب ہیں اور ایسے شوریدہ پریشان خوابوں کی تعبیر جاننے والے ہم نہیں“۔ (یوسف:۴۴)

پھر بادشاہ کو جیل میں بند یوسف علیہ السلام کا پتہ بتایا گیا کہ وہ تعبیر بتا سکتے ہیں تو یوسف علیہ السلام نے اس خواب کی یہ تعبیر بتائی:

﴿قَالَ تَزْرَعُوْنَ سَبْعَ سِنِيْنَ دَاَبًا ۚ فَمَا حَصَدْتُّمْ فَذَرُوْهُ فِيْ سُنْۢبُلِهٖٓ اِلَّا قَلِيْلًا مِّمَّا تَاْكُلُوْنَ ۝ ثُمَّ يَاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ سَبْعٌ شِدَادٌ يَّاْكُلْنَ مَا قَدَّمْتُمْ لَهُنَّ اِلَّا قَلِيْلًا مِّمَّا تُحْصِنُوْنَ ۝ ثُمَّ يَاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ عَامٌ فِيْهِ يُغَاثُ النَّاسُ وَفِيْهِ يَعْصِرُوْنَ﴾

ترجمہ: ”(یوسف نے) کہا کہ تم سات سال تک پے درپے لگاتار حسب عادت غلہ بویا کرنا اور فصل کاٹ کر اسے بالیوں سمیت ہی رہنے دینا سوائے اپنے کھانے کی تھوڑی سی مقدار کے۔ اس کے بعد سات سال نہایت سخت قحط کے آئیں گے، وہ اس غلے کو کھا جائیں گے، جو تم نے ان کے لیے ذخیرہ رکھ چھوڑا تھا، سوائے اس تھوڑے سے کے جو تم روک رکھتے ہو۔ اس کے بعد جو سال آئے گا اس میں لوگوں پر خوب بارش برسائی جائے گی اور اس میں (شیرہ انگور بھی) خوب نچوڑیں گے“۔ (یوسف ۱۲: ۴۸،۴۹)

یہ پورے پندرہ سالوں کے لیے پیش گوئی تھی جو حرف بہ حرف پوری ہوئی۔ یہ پیش گوئی یوسف علیہ السلام نے اپنی طرف سے نہیں کی تھی بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے دیئے گئے علم کی روشنی میں کی تھی ﴿وَعَلَّمْتَنِيْ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ﴾ ”اور تو نے مجھے خواب کی تعبیر سکھائی“۔ (سورہ یوسف ۱۲: ۱۰۱)

یہ بات یوسف علیہ السلام نے اس نعمت کے شکریے میں اللہ کی تعریف میں کہی تھی۔

۲) مکہ میں یہ نبوت کا تقریباً ساتواں سال تھا جب مسلمان مشرکین مکہ کے ظلم وستم سے سخت پریشان تھے اور بہت ہی کمزور حالت میں تھے۔ ان حالات میں ایران کی روم سے جنگ ہوئی تو رومیوں کو شکست ہوگئی۔ مشرکین مکہ کی ہمدردیاں ایرانیوں کے ساتھ تھیں کیونکہ وہ اس

وقت آتش پرست تھے اور مسلمانوں کا دلی لگاؤ اہل روم سے تھا کیونکہ وہ عیسائی اور اہل کتاب تھے اور وحی و رسالت پر یقین رکھتے تھے۔ تو رومیوں کی شکست پر مسلمانوں کو غم ہوا اور مشرکین مکہ اہل فارس کی فتح پر بہت خوش تھے۔ ان حالات میں اللہ تعالیٰ نے پیش گوئی فرمائی:

﴿الٓمّٓ ۝ غُلِبَتِ الرُّوْمُ ۝ فِیْٓ اَدْنَی الْاَرْضِ وَ هُمْ مِّنْۢ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَیَغْلِبُوْنَ ۝ فِیْ بِضْعِ سِنِیْنَ لِلّٰهِ الْاَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَ مِنْۢ بَعْدُ ؕ وَ یَوْمَىِٕذٍ یَّفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ بِنَصْرِ اللّٰهِ ؕ یَنْصُرُ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَ هُوَ الْعَزِیْزُ الرَّحِیْمُ ۝﴾ (الروم:۱-۵)

ترجمہ: ”الم۔ رومی مغلوب ہو گئے ہیں۔ نزدیک کی زمین پر اور وہ مغلوب ہونے کے بعد عنقریب غالب آجائیں گے۔ چند سال میں ہی۔ اس سے پہلے اور اس کے بعد بھی اختیار اللہ تعالیٰ ہی کا ہے۔ اس روز مسلمان شادمان ہوں گے۔ اللہ کی مدد سے، وہ جس کی چاہتا ہے مدد کرتا ہے۔ اصل غالب اور مہربان وہی ہے“۔

⑥ بضع کا لفظ تین سے دس تک کے عدد کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ بظاہر حالات ایسے نہیں تھے کہ دس سال کے اندر اندر کوئی انقلاب آجائے گا۔ لیکن چونکہ یہ پیش گوئی اللہ تعالیٰ نے فرمائی تھی، اس بنا پر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مشرکین مکہ کے مجمع میں جاکر اعلان کر دیا کہ تمہاری خوشیاں عارضی ہیں کیونکہ اہل روم دس سال کے اندر اندر پھر غالب آجائیں گے۔ مشرکین نے اس بات کو جھوٹ اور ناممکن سمجھا۔ ابی بن خلف نے سو اونٹنیوں کی شرط باندھ لی۔ اس پیش گوئی کے ٹھیک سات سال بعد روم دوبارہ فارس پر غالب آگئے اور انہی دنوں میں غزوہ بدر میں مسلمانوں کو فتح بھی نصیب ہوگئی اور مسلمانوں کو دوہری خوشی حاصل ہوئی۔ ابی بن خلف اس وقت تک مر چکا تھا۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اس کے وارثوں سے اپنی شرط کے مطابق سو اونٹنیوں کا مطالبہ کیا، انہوں نے اونٹنیاں دے دیں۔

اس کو کہتے ہیں پیش گوئی اور وعدہ۔ یہاں لِلّٰهِ الْاَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَ مِنْۢ بَعْدُ ؕ بڑی قابل غور آیت ہے کہ ماضی اور مستقبل دونوں اللہ ہی کے قبضہ قدرت میں ہیں اور حالات پر کنٹرول صرف اللہ تعالیٰ کا ہی ہوتا ہے۔ دنیا جہاں کے انسان چاہے جتنی مرضی پیش گوئیاں کرتے رہیں جب تک اللہ تعالیٰ کا امر اور اذن نہیں ہوگا، سب باتیں صرف ہوائی باتیں ہی ہوں گی اور

ہم نے ان نام نہاد نجومیوں کی جعلی اور باطل پیش گوئیوں کو سر آنکھوں پر بٹھا لیا ہے۔ آج ہماری نوجوان نسل کا رجحان اور ستاروں پر یقین اور علم نجوم سے قربت کی وجہ قرآن و حدیث سے بیزاری اور دوری ہے جو کہ تباہ کن صورتحال ہے۔

① یہ مشکلیں اور مصیبتیں

ہر دور کے انسان کی یہ خواہش رہی ہے کہ وہ کسی طرح مستقبل میں جھانک سکے اور آنے والی کسی ممکنہ مشکل یا مصیبت کو ٹال سکے یا اس سے بچنے کی کوئی تدبیر کر لے یا کم از کم اس کے لیے ذہنی طور پر تیار ہی رہے۔ لیکن اگر ہم یہ جان لیں کہ آخر یہ مشکلیں اور مصیبتیں آتی ہی کیوں ہیں؟ کیوں نہ ہم ان اسباب یا وجوہات کا پتہ کریں جو ان مشکلات کو دعوت دیتی ہیں۔ اس لیے تو کہتے ہیں کہ پرہیز علاج سے بہتر ہے۔ قرآن حکیم نے کوئی ایسی بات نہیں چھوڑی جس کے بارے میں انسان کو ہدایت (guide) نہیں کرتا۔ یہ ہدایت (guide Lines یا guidance) کی کتاب ہی تو ہے۔

1.1 اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت:

﴿ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ شَآقُّوا اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ ۚ وَ مَنْ يُّشَآقِّ اللّٰهَ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ﴾ (الحشر ۵۹: ۴)

ترجمہ: "یہ اس لیے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی اور اس کے رسول کی مخالفت کی اور جو بھی اللہ کی مخالفت کرے گا تو اللہ تعالیٰ بھی سخت عذاب کرنے والا ہے"۔

1.2 اللہ کی یاد سے منہ موڑنے سے:

﴿وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّ نَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى﴾ (طٰہٰ ۲۰: ۱۲۴)

ترجمہ: "اور جو میری یاد سے روگردانی کرے گا، اس کی زندگی تنگی میں رہے گی اور ہم اسے روز قیامت اندھا کرکے اٹھائیں گے"۔

اس آیت کا مطلب یہ نہیں کہ جو اسلام کے مطابق زندگی نہیں گزارتے وہ سب غریب و مفلس ہو جائیں گے بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ ایسا شخص خواہ وہ غریب ہو یا انتہائی امیر، اسے ذہنی پریشانیاں، قلبی بے چینی قلق و اضطراب گھیرے رکھیں گے اور اس کے دل کو سکون، چین، راحت اور اطمینان کی دولت نصیب نہ ہو سکے گی۔ مثلاً آرام دہ بستر تو ہو گا لیکن پر سکون نیند نصیب نہ ہو گی یا جس اولاد کے لیے آخرت برباد کی، وہی اولاد اس کی پریشانی کا سامان بن جائے گی۔

1.3 اللہ اور اس کے رسول کو ایذا دینے سے:

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِى الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِ وَ اَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِيْنًا﴾

ترجمہ: "جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کو ایذا دیتے ہیں ان پر دنیا اور آخرت میں اللہ کی لعنت ہے اور ان کے لیے نہایت رسوا کن عذاب ہے"۔ (الاحزاب:۳۳/۵۷)

اللہ کو ایذا دینے کا مطلب ہے اس کے ساتھ شریک ٹھہرانا، قرآن کے احکام یا آیات کا مذاق اڑانا، اور جان بوجھ کے ایسے کام کرنا جسے وہ ناپسند فرماتا ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ کو ایذا دینے سے مراد آپ ﷺ کی سنتوں کا مذاق اڑانا یا آپ ﷺ کی بلاواسطہ یا بالواسطہ توہین کرنا جیسا کہ برج اسد کے تحت لفظ م کو بہانہ بنا کر آپ ﷺ کی توہین کی گئی ہے۔ ازواج مطہرات بالخصوص سیدہ عائشہ اور سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہما کے متعلق بدزبانی کرنا اور ان کی کردار کشی کرنا اور ان پر الزام تراش کرنا قرآن کریم کی رو سے صریحاً کفر ہے۔ جو شخص امت کی ماؤں کے کردار میں شک کرتا ہے وہ رسول کریم ﷺ کو اذیت پہنچاتا ہے۔ وہ آپ ﷺ کی توہین کرتا ہے اور اس پر دنیا و آخرت میں اللہ کی لعنت ہے اور عذابِ الٰہی کی وعید ہے۔ اسی طرح صحابہ کرام کی اہانت کرنا، ان کا تبرا کرنا بھی رسول ﷺ ہی کی اہانت ہے۔ اللہ کی لعنت کا مطلب ہے اللہ کی رحمت سے محرومی و دوری۔ ایسا انسان کٹی ہوئی پتنگ کی طرح بے یار و مددگار رہتا ہے۔

1.4 چار کام نہ کرنے کی وجہ سے:

﴿وَالْعَصْرِ ۝ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِىْ خُسْرٍ ۝ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَ

تَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ﴿۳﴾﴾

ترجمہ: ”زمانے کی قسم! بے شک انسان سراپا نقصان میں ہے۔ سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے اور (جنہوں نے) آپس میں حق کی وصیت کی اور ایک دوسرے کو صبر کی نصیحت کی“۔ (العصر: ۱/ ۳)

یعنی مصائب و آلام پر صبر، احکام و فرائض شریعت پر عمل کرنے میں صبر، گناہوں سے اجتناب پر صبر، لذات و خواہشات کی قربانی پر صبر.... اس سے ہر انسان اندازہ کر سکتا ہے کہ وہ مشکلات اور مصائب کو روکنے یا ٹالنے کیلئے کتنی محنت کر رہا ہے۔ اگر اس کی زندگی میں یہ چار صفتیں نہیں ہیں تو وہ نقصان ہی نقصان میں ہے چاہے بظاہر حالات جیسے بھی ہوں اور وہ جتنے مرضی جتن کر لے، مصائب و نقصان کو نہیں ٹال سکتا۔

1.5 تین کام کرنے کی وجہ سے:

﴿وَأَمَّا مَنْ بَخِلَ وَاسْتَغْنَىٰ ﴿۸﴾ وَكَذَّبَ بِالْحُسْنَىٰ ﴿۹﴾ فَسَنُيَسِّرُهُ لِلْعُسْرَىٰ ﴿۱۰﴾﴾

ترجمہ: ”اور جس نے بخیلی کی اور بے پرواہی برتی اور نیک بات کو جھٹلایا تو ہم بھی اس کے لیے تنگی اور مشکل کے سامان میسر کر دیں گے“۔ (الیل ۹۲: ۸/ ۱)

یعنی جو شخص اللہ کی راہ میں تو بخیل بن جاتا ہے مگر اپنی خواہشات اور عیاشیوں میں جتنا مرضی ہے اڑا دے، اللہ اور اس کے رسول کے احکام سے لاپرواہی برتتا ہے اور حق بات کو قبول نہیں کرتا یا تکذیب کر دیتا ہے تو پھر اس نے خود ہی اپنے لیے گڑھے کھود لیے ہیں۔

1.6 اِن شاءَ اللہ نہ کہنے کی وجہ سے:

﴿إِنَّا بَلَوْنَاهُمْ كَمَا بَلَوْنَا أَصْحَابَ الْجَنَّةِ إِذْ أَقْسَمُوا لَيَصْرِمُنَّهَا مُصْبِحِينَ ﴿۱۷﴾ وَلَا يَسْتَثْنُونَ ﴿۱۸﴾ فَطَافَ عَلَيْهَا طَائِفٌ مِّن رَّبِّكَ وَهُمْ نَائِمُونَ ﴿۱۹﴾ فَأَصْبَحَتْ كَالصَّرِيمِ ﴿۲۰﴾﴾

ترجمہ: ”بے شک ہم نے انہیں (مشرکین مکہ کو) اسی طرح آزمالیا جس طرح ہم نے باغ والوں کو آزمایا تھا جبکہ انہوں نے قسمیں کھائیں کہ صبح ہوتے ہی اس باغ

کے پھل اتار لیں گے۔ اور ان شاء اللہ نہ کہا۔ پس اس پر تیرے رب کی جانب سے ایک بلا چاروں طرف گھوم گئی اور یہ سو ہی رہے تھے۔ پس وہ باغ ایسے ہو گیا جیسے کٹی ہوئی کھیتی"۔ (القلم ۶۸: ۱۷ / ۳۰)

جو شخص تکبّر سے یا جان بوجھ کر ان شاء اللہ نہیں کہتا وہ یہ سمجھتا ہے کہ اس کی پلاننگ یا منصوبہ بندی اتنی مضبوط ہے کہ وہ اپنے کہے ہوئے یا بتائے ہوئے کام کو بغیر کسی رکاوٹ کے پایہ تکمیل تک پہنچا دے گا حالانکہ کائنات کے ذرّے ذرّے پر اللہ تعالیٰ کا تنہا کنٹرول ہے اور کوئی شخص اپنی حد سے بڑھی ہوئی خود اعتمادی (over-confidence) کی وجہ سے مالک الملک کے نظام و انتظام کو سمجھ نہیں پاتا یا تکبّر کی وجہ سے اپنے آپ کو بڑی چیز سمجھ کر اپنے لیے خود ہی تباہی و بربادی کے دروازے کھول لیتا ہے۔ اسی لیے ان شاء اللہ کہنا لا الہ الا اللہ ہی ایک دوسرا مفہوم ہے۔

② قوموں کے زوال اور تباہی کی وجوہات

پہلے باب میں انسانوں کی انفرادی مشکلوں اور مصیبتوں کی وجوہات بیان کی گئی تھیں۔ اس باب میں اُن اسباب کا ذکر ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اجتماعی پکڑ کا سبب بن جاتے ہیں۔ بُت پرست یونانی و رومی اس کو ستاروں کی پوزیشن سے منسوب کرتے تھے۔ ان اسباب اور وجوہات میں ہمارے لیے سبق اور راہنمائی ہے۔

2.1 شرک:

﴿قُلْ سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلُ ؕ كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّشْرِكِيْنَ﴾

ترجمہ: "زمین میں چل پھر کر دیکھو تو سہی کہ اگلوں کا انجام کیا ہوا جن میں اکثر لوگ مشرک تھے"۔ (الروم ۳۰: ۴۲)

2.2 رسولوں کی نافرمانی:

﴿وَ تِلْكَ عَادٌ جَحَدُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ وَ عَصَوْا رُسُلَهٗ وَاتَّبَعُوْا اَمْرَ كُلِّ جَبَّارٍ

عَنِيۡدٍ﴿۵۹﴾ (ہود ۱۱: ۵۹)

ترجمہ: "یہ تھی قوم عاد، جنہوں نے اپنے رب کی آیتوں کا انکار کیا اور اس کے رسولوں کی نافرمانی کی اور ہر ایک سرکش نافرمان کے حکم کی تابعداری کی"۔

2.3 آیتوں سے انکار و غفلت:

﴿فَانۡتَقَمۡنَا مِنۡهُمۡ فَاَغۡرَقۡنٰهُمۡ فِى الۡيَمِّ بِاَنَّهُمۡ كَذَّبُوۡا بِاٰيٰتِنَا وَكَانُوۡا عَنۡهَا غٰفِلِيۡنَ﴿۱۳۶﴾ (الاعراف ۷: ۱۳۶)

ترجمہ: "پھر ہم نے ان سے بدلہ لیا یعنی ان کو دریا میں غرق کر دیا اس سبب سے کہ وہ ہماری آیتوں کو جھٹلاتے تھے اور ان سے بالکل ہی غافل تھے"۔

پاکستان میں سن 2005ء میں تاریخ کا بدترین زلزلہ آیا۔ 2010ء میں تاریخ کا بدترین سیلاب آیا جس سے آدھا پاکستان ڈوب گیا۔ اور اب 2011ء میں ڈینگی بخار کا عذاب۔ قتل و غارت اور شدید بدامنی و مہنگائی۔ یہ سب قرآن پاک سے غفلت، سنت سے دوری اور غیر مسلمانوں کی نقالی کی وجہ سے ہے۔

2.4 آیات کی ہنسی اڑانے سے:

یہ بات ریکارڈ پر ہے کہ بعض لوگوں نے پاکستان میں کہا کہ اگر افیون، چرس اور دیگر نشہ آور اشیاء پر پابندی نہیں ہے اور کھلے عام بک رہی ہیں تو پھر شراب پر کیوں پابندی ہے۔ ایسے ہی سود کا نام مارک اپ یا کمیشن رکھ لیا۔ یہ بات بھی ریکارڈ پر ہے جب مسلمان عورتوں نے کہا کہ ہمیں قرآن کا بیان کردہ وراثت کا قانون قبول نہیں۔ مرد اور عورت کا حصہ برابر برابر ہونا چاہئے۔ ایسے ہی لوگ سیکولرزم اور لبرل ازم کی ترنگ میں قرآنی آیات کا مذاق اڑانے میں کوئی شرم محسوس نہیں کرتے۔

﴿ثُمَّ كَانَ عَاقِبَةَ الَّذِيۡنَ اَسَآءُوا السُّوۡۤاٰى اَنۡ كَذَّبُوۡا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَكَانُوۡا بِهَا يَسۡتَهۡزِءُوۡنَ﴿۱۰﴾ (الروم ۳۰: ۱۰)

ترجمہ: "پھر آخر میں برا کرنے والوں کا بہت ہی برا انجام ہوا، اس لیے کہ وہ اللہ

تعالیٰ کی آیتوں کو جھٹلاتے تھے اور ان کی ہنسی اڑاتے تھے۔

2.5 ظلم کی وجہ سے:

﴿وَ كَذٰلِكَ اَخْذُ رَبِّكَ اِذَاۤ اَخَذَ الْقُرٰى وَ هِيَ ظَالِمَةٌ ؕ اِنَّ اَخْذَهٗۤ اَلِيْمٌ شَدِيْدٌ۝﴾ (ھود ۱۱: ۱۰۲)

ترجمہ: ”تیرے پروردگار کا یہی طریقہ ہے جب کہ وہ بستیوں کے رہنے والے ظالموں کو پکڑتا ہے بے شک اس کی پکڑ دکھ دینے والی اور نہایت سخت ہے“۔

2.6 گناہوں کی وجہ سے:

﴿اَوَلَمْ يَهْدِ لِلَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الْاَرْضَ مِنْۢ بَعْدِ اَهْلِهَاۤ اَنْ لَّوْ نَشَآءُ اَصَبْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ ۚ وَنَطْبَعُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ۝﴾

ترجمہ: ”اور کیا ان لوگوں کو جو زمین کے وارث ہوئے وہاں کے لوگوں کی ہلاکت کے بعد یہ بات نہیں بتلائی کہ اگر ہم چاہیں تو ان کے جرائم کے سبب ان کو ہلاک کر ڈالیں اور ہم ان کے دلوں پر بند لگادیں، پس وہ نہ سن سکیں“۔ (الاعراف ۷: ۱۰۰)

یعنی گناہوں کے نتیجے میں عذاب ہی نہیں آتا بلکہ مسلسل گناہوں کی وجہ سے لوگوں کے دلوں پر مہر (قفل) لگادی جاتی ہے۔ ہمارے معاشرے میں گناہوں کی کثرت ہے۔ جھوٹ، وعدہ خلافی، بددیانتی، ملاوٹ، ڈنڈی مارنا، ذخیرہ اندوزی، اسراف، فضول خرچی، رشوت، غبن، دھوکہ دہی، عریانی بے حیائی، والدین کی نافرمانی، بیٹیوں کو حقیر جاننا، شادی بیاہ کی مشرکانہ رسومات، نااہل لوگوں کا اعلیٰ عہدوں پر فائز ہونا اور ایسے ہی ان گنت گناہ۔ یہ سب زندگی کا حصہ بن چکے ہیں اور یہ گناہ بطور فیشن بھی کیے جاتے ہیں۔ پھر جب اللہ تعالیٰ کے وعدے کے مطابق دل پر مہر لگ جاتی ہے تو انسان سے غلط فیصلے بہت ہوتے ہیں۔ اس کو سمجھ نہیں آتی کہ کاموں کی ترتیب کیسے ہونی چاہیے۔ ہدایت سے محرومی کے سبب انسان ایک طرح سے اندھیرے میں ہوتا ہے اور اندھیرے میں ٹھوکریں بہت لگتی ہیں۔ اسی پریشانی میں وہ کبھی پامسٹ کے پاس جاتا ہے اور کبھی کسی نجومی کے در پر۔ اس طرح وہ مزید شرک میں پھنس جاتا

ہے۔ پھر کہتا ہے ستارہ گردش میں ہے۔

2.7 ناشکری کے سبب:

﴿فَاَعْرَضُوْا فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ سَيْلَ الْعَرِمِ وَبَدَّلْنٰهُمْ بِجَنَّتَيْهِمْ جَنَّتَيْنِ ذَوَاتَيْ اُكُلٍ خَمْطٍ وَّاَثْلٍ وَّشَيْءٍ مِّنْ سِدْرٍ قَلِيْلٍ ۞ ذٰلِكَ جَزَيْنٰهُمْ بِمَا كَفَرُوْا ؕ وَهَلْ نُجٰزِيْٓ اِلَّا الْكَفُوْرَ ۞ وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ الْقُرَى الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا قُرًى ظَاهِرَةً وَّقَدَّرْنَا فِيْهَا السَّيْرَ ؕ سِيْرُوْا فِيْهَا لَيَالِيَ وَاَيَّامًا اٰمِنِيْنَ ۞ فَقَالُوْا رَبَّنَا بٰعِدْ بَيْنَ اَسْفَارِنَا وَظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَجَعَلْنٰهُمْ اَحَادِيْثَ وَمَزَّقْنٰهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ۞﴾

ترجمہ: "لیکن انہوں (قوم سبا) نے روگردانی کی تو ہم نے ان پر زور کا سیلاب (کا پانی) بھیج دیا اور ہم نے ان کے باغوں کے بدلے دو (ایسے) باغ دیئے جو بدمزہ میووں والے اور جھاڑ اور کچھ بیری کے درختوں والے تھے۔ ہم نے ان کی ناشکری کا یہ بدلہ انہیں دیا۔ ہم (ایسی) سخت سزا بڑے بڑے ناشکروں ہی کو دیتے ہیں۔ اور ہم نے ان کے اور ان بستیوں کے درمیان جن میں ہم نے برکت دے رکھی تھی چند بستیاں اور (آباد) کر رکھی تھیں جو برلب سڑک آباد تھیں اور ان میں چلنے کی منزلیں مقرر کر دی تھیں۔ ان میں راتوں اور دنوں کو امن و امان سے چلتے پھرتے رہو۔ لیکن انہوں نے پھر کہا کہ اے ہمارے پروردگار ہمارے سفر دور دراز کر دے۔ چونکہ خود انہوں نے اپنے ہاتھوں برا کیا اس لیے ہم نے انہیں افسانہ بنا دیا اور ان کے ٹکڑے ٹکڑے اڑا دیئے۔ بلاشبہ اس (قصے) میں ہر صبر کرنے والے اور شکر کرنے والے کے لیے بڑی عبرتیں ہیں"۔ (سبا ۳۴: ۱۶/۱۹)

قوم سبا کا مختصر قصہ یوں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں بہت خوشحالی دی تھی، پھلوں سے لدے باغات، پرامن راستے۔ ان کی بستیاں بہت قریب قریب تھیں، سفر بہت ہی آسان تھے مثلاً صبح سفر کا آغاز کرتے تو دوپہر تک کسی دوسری آبادی یا بستی تک پہنچ جاتے۔ وہاں کھایا پیا،

آرام کیا اور پھر ایسے ہی سہولت سے منزل تک پہنچ جاتے اور جان و مال کا کوئی اندیشہ نہ ہوتا۔ پھر انہوں نے اپنے رب کی ناشکری کی اور دعا کی کہ ہمارے سفر میں کوئی صحرا ہو، کوئی جنگل ہو، سنسان و ویران راستے ہوں، کوئی دھوپ یا سردی کی شدت ہو وغیرہ۔ یعنی کوئی ملے گلے والی اور ایڈونچر والی زندگی ہو تو مزا آجائے بالکل ایسے ہی جیسے بنی اسرائیل نے من و سلوی والی آرام دہ زندگی کے مقابلے میں دالوں، سبزیوں وغیرہ کا مطالبہ کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے قوم سبا کی اس ناشکری کی پاداش میں ان کو تہس نہس کر دیا۔

ان آیات مبارکہ میں بڑا اہم سبق ہے کہ انسان کو ہر حال میں صبر و شکر والی زندگی گزارنی چاہیے، کوئی مشکل مصیبت آجائے تو جزع و فزع نہ کرے، شکوے شکایتیں نہ کرے، نجومیوں یا جادوگروں یا عاملوں کے پاس نہ بھاگے بلکہ اللہ پر توکل کرلے، اچھائی کے لیے کوشش و محنت جاری رکھے اور حالات پر صبر کرے۔ اگر عزت کی روٹی مل رہی ہے تو اس پر قناعت کرے۔ لوگ اچھی آرام دہ زندگی گزار رہے ہوتے ہیں، بس دنیاوی لحاظ سے اپنے سے بڑے کو دیکھ لیا تو طبیعت بے چین ہو جاتی ہے اور پھر زیادہ دولت اکٹھی کرنے کے چکر میں دن رات کا آرام برباد کر دیتے ہیں، اپنے آپ اور اپنے بچوں کی ہوش نہیں رہتی، نہ سکون سے بیٹھ کر کھانا نصیب ہوتا ہے۔ Take away ریسٹورنٹ اللہ کے عذاب کی نشانی ہے کہ وہاں بیٹھ کر کھانے کی اجازت ہی نہیں! انسان جب ایڈونچر والی زندگی کو پسند کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو بکھیر کر رکھ دیتا ہے۔ لفظی طور پر عبد (غلام) ہونے کا اقرار مگر عملی طور پر سیکولر زندگی۔ یہ قوموں کی تباہی کی چند عمومی وجوہات لکھی ہیں۔ اس کے علاوہ ہر قوم کی تباہی کے پیچھے کچھ خصوصی وجوہات تھیں جیسے قوم نوح نے کہا تھا کہ وہ پانچ بتوں کی پوجا سے باز نہیں آئیں گے، قوم لوط میں بے حیائی اور راہزنی کے گناہ نمایاں تھے، فرعون خود ساختہ رب اعلیٰ بن بیٹھا تھا اور بنی اسرائیل کے لیے ایک بے رحم اور ظالم حکمران ثابت ہوا۔ اگر آپ قرآن حکیم میں ساری قوموں کے حالات و واقعات کا بغور مطالعہ کریں تو پاکستانیوں میں تمام قوموں کے گناہوں کی کچھ نہ کچھ جھلک نظر آئے گی لیکن ہم نبی کریم ﷺ کی دعا کی برکت سے اجتماعی عذاب سے محفوظ ہیں۔ پاکستان پر مختلف مصائب کی وجہ نہ تو ستاروں کی "منحوس"

پوزیشن ہے اور نہ ہی تین کا عدد بلکہ وہ تو گناہوں کی بھرمار کی وجہ سے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے اُصول

اللہ تعالیٰ کے کچھ اصول یا اٹل ضابطے ہیں جو کسی صورت بھی نہ تو تبدیل ہوتے ہیں اور نہ ہی ٹلتے ہیں۔ اللہ کے ایسے ہی کسی اصول یا ضابطے یا دستور کو سنتِ الٰہی یا اللہ کی سنت بھی کہتے ہیں۔ یہ اصول بھی برجوں اور ستاروں کے اثرات کی مکمل نفی کر دیتے ہیں:

﴿فَهَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا سُنَّتَ الْاَوَّلِيْنَ ۚ فَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا ۚ وَ لَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَحْوِيْلًا﴾

ترجمہ: ''سو کیا یہ اسی دستور کے منتظر ہیں جو اگلے لوگوں کے ساتھ ہوتا رہا ہے۔ سو آپ اللہ کے دستور کو کبھی بدلتا ہوا نہ پائیں گے اور آپ اللہ کے دستور کو کبھی منتقل ہوتا ہوا نہ پائیں گے''۔ (فاطر:۳۵/۴۳)

① بُری تدبیر کا وبال:

﴿وَلَا يَحِيْقُ الْمَكْرُ السَّيِّئُ اِلَّا بِاَهْلِهٖ ؕ﴾ (فاطر ۳۵/ ۴۳)

ترجمہ: ''اور بُری تدبیروں کا وبال ان تدبیر والوں ہی پر پڑتا ہے''۔

اب ہم اس کی ایک مثال پیش کرتے ہیں۔ فرض کریں کہ ایک بظاہر مسلمان حکمران امریکہ کے ساتھ خفیہ معاہدہ کر لیتا ہے کہ تم مجھے ڈالر دینا اور اس کے بدلے جتنے چاہے ڈرون حملے کر کے ہمارے ہم وطنوں کو ہلاک کر ڈالو۔ ہم اپنے عوام کی تسلی کے لیے تمہاری جھوٹی مذمت کریں گے۔ یہ ایک بری تدبیر ہے اور اللہ تعالیٰ کے اس اصول یا دستور کے مطابق اس کا وبال اس حکمران پر لازمی پڑے گا۔ اب اگر نجومی اس کو مشورہ دیتے ہیں کہ تم سال کے آغاز میں پہاڑوں کے قریب رہنے کی بجائے سمندر کے نزدیک رہو تاکہ تم کسی آفت سے محفوظ رہ سکو گے تو یہ ایک خام خیال ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ایک دوسرا اصول یہ ہے کہ مجرم لوگوں سے اس کا عذاب ٹلا نہیں کرتا۔

② مجرم اور اللہ کی پکڑ:

﴿وَلَا يُرَدُّ بَاْسُنَا عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِيْنَ﴾

ترجمہ: ''اور ہمارا عذاب مجرموں سے واپس نہیں کیا جاتا''۔ (یوسف ۱۲: ۱۰)

﴿وَلَا يُرَدُّ بَاْسُهٗ عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِيْنَ﴾

ترجمہ: ''اور اس کا عذاب مجرم لوگوں سے نہ ٹلے گا''۔ (الانعام ۶: ۱۴۷)

تو مجرم لوگ جب بڑی تدبیروں اور جرائم کے باوجود عذاب سے بچے رہتے ہیں تو اس کا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ ان کے ستارے اچھی پوزیشن میں ہیں یا نجومیوں کے مشورے پر سمندر کے کنارے تین ہفتے عیش و آرام کرنے سے اللہ کا عذاب ٹل جائے گا بلکہ یہ اللہ کی حکمت کے تحت مجرم کو مہلت دی جاتی ہے اور پھر جیسے ہی مقررہ وقت آتا ہے تو اللہ تعالیٰ کا کوڑا حرکت میں آجاتا ہے۔ یہ مہلت بھی اللہ کی رحمت کی وجہ سے دی جاتی ہے کہ شاید مجرم توبہ کرلے اور مجرم لوگوں کو بعض دفعہ بڑے اور آخری عذاب سے پہلے جھنجھوڑنے کے لیے کئی طرح کے مصائب والام گھیرتے ہیں۔ یہ اللہ کا ایک الگ اصول ہے۔

③ تنگی اور خوشحالی کے دور:

﴿وَمَا اَرْسَلْنَا فِيْ قَرْيَةٍ مِّنْ نَّبِيٍّ اِلَّا اَخَذْنَا اَهْلَهَا بِالْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ لَعَلَّهُمْ يَضَّرَّعُوْنَ۝ ثُمَّ بَدَّلْنَا مَكَانَ السَّيِّئَةِ الْحَسَنَةَ حَتّٰى عَفَوْا وَّقَالُوْا قَدْ مَسَّ اٰبَآءَنَا الضَّرَّآءُ وَالسَّرَّآءُ فَاَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ﴾

ترجمہ: ''اور ہم نے کسی بستی میں کوئی نبی نہیں بھیجا کہ وہاں کے رہنے والوں کو ہم نے سختی اور تکلیف میں نہ پکڑا ہو تاکہ وہ گڑگڑائیں (عاجزی وزاری اختیار کریں)۔ پھر ہم نے اس بدحالی کی جگہ خوش حالی بدل دی، یہاں تک کہ ان کو خوب ترقی ہوئی اور کہنے لگے کہ ہمارے آباء و اجداد کو بھی تنگی اور راحت پیش آئی تھی تو ہم نے ان کو دفعتاً پکڑ لیا اور ان کو خبر بھی نہ تھی''۔ (الاعراف ۷: ۹۴، ۹۵)

اب ایک مومن کا تو یہ حال ہوتا ہے کہ اسے جب تنگی یا کسی مصیبت کا سامنا ہوتا ہے تو وہ

اسے اپنے گناہوں کی وجہ سے سمجھتا ہے، مصائب پر صبر کرتا ہے، توبہ واستغفار وصدقات کرتا ہے اور اچھے دنوں کی امید لگائے رکھتا ہے اور اگر اسے کوئی خوشحالی آتی ہے تو وہ اسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے انعام اور عنایت سمجھتا ہے اور اس کا شکر کرتا ہے اس کے برعکس ایک ستارہ پرست مشرک مصیبت ومشکل آنے پر سمجھتا ہے کہ اس کے ستارے نحس پوزیشن میں ہیں اور اگر خوشحالی آتی ہے تو اس کو اپنے ستارے کی بلندی یا اچھی پوزیشن سے منسوب کرتا ہے۔ ان دونوں سوچوں کے درمیان فرق کرنے والی جو چیز یا عقیدہ ہے، اسی کا نام لا الہ الا اللہ ہے۔ یہ ایک موحد اور مشرک کے درمیان بنیادی فرق ہے۔

﴿مَا أَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللَّهِ وَمَا أَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَفْسِكَ ط﴾

ترجمہ: ”تجھے جو بھلائی ملتی ہے وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور جو برائی پہنچتی ہے وہ تیرے اپنے نفس کی طرف سے ہے“۔ (النساء ۴: ۷۹)

﴿ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيقَهُمْ بَعْضَ الَّذِي عَمِلُوا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ﴾

ترجمہ: ”خشکی اور تری میں لوگوں کی بداعمالیوں کے باعث فساد پھیل گیا۔ اس لیے کہ انہیں ان کے بعض کرتوتوں کا پھل اللہ تعالیٰ چکھا دے (بہت) ممکن ہے کہ وہ باز آجائیں“۔ (الروم ۳۰: ۴۱)

ان آیات کی روشنی میں ایک مومن مسلسل اپنی اصلاح میں لگا رہتا ہے اور جب بھی اسے کوئی مشکل یا مصیبت آتی ہے تو وہ اپنے اندر خامیاں اور کوتاہیاں تلاش کرتا ہے مگر ستارہ پرست لوگ بالکل مختلف انداز سے سوچتے ہیں جس سے دو نقصان ہوتے ہیں: ایک تو وہ ان برائیوں میں پکے ہو جاتے ہیں، دوسرے وہ اپنی اصلاح نہیں کر پاتے اور نجومیوں کے پاس جا جا کر سارا پیسہ الگ سے برباد کر دیتے ہیں۔ جب ایک انسان اپنی اصلاح کی کوشش ہی نہیں کرے گا تو وہ صحیح کیسے ہوگا۔ اس کا بھی اللہ تعالیٰ کے ہاں ایک اصول ہے جو اگلی آیت سے واضح ہے۔

④ ذاتی اصلاح کا اصول:

﴿وَ اَنۡ لَّیۡسَ لِلۡاِنۡسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی ﴾ (النجم ۵۳: ۳۹)

ترجمہ: ''اور یہ کہ ہر انسان کے لیے صرف وہی ہے جس کی کوشش خود اس نے کی''۔

اب یہ کوشش و محنت کا اصول جس میدان یا شعبے میں استعمال ہوگا، اس میں اصلاح اور ترقی کی راہیں کھلیں گی خواہ وہ میدان تعلیم کا ہو یا سائنس و ٹیکنالوجی کا، معاش کا یا دین کے دشمنوں کے خلاف منصوبہ بندی کا یا امت کی فلاح و بہبود کا۔ الغرض جو انسان سخت محنت و کوشش کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کی محنت کو ضائع نہیں کرتا۔ یہ اصول ہم روزمرہ زندگی میں بھی دیکھتے ہیں کہ ایک طالب علم وقت ضائع کرتا رہا ہے اور دوسرا لگن سے سخت محنت کرتا ہے تو دونوں کا سال کے آخر میں نتیجہ ایک جیسا نہیں ہوتا۔

اب ایک نجومی کسی کو بتاتا ہے کہ ستاروں کی روشنی میں تمہارا آج کا دن یا ہفتہ اچھا نہیں گزرے گا تو کیا وہ شخص ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر مایوس ہو کر بیٹھ جائے یا اس کے برعکس معاملہ ہو۔ محنت اور کوشش کا یہی اصول ایک مومن اور غیر مومن کی زندگی میں فرق کر دیتا ہے۔ ایک شخص اپنی زندگی اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کے احکامات کے مطابق گزارتا ہے اور دوسرا من چاہی سیکولر زندگی گزارتا ہے جس میں دین کا کوئی دخل نہیں ہوتا۔ تو کیا دونوں برابر ہو جائیں گے؟ جی نہیں! یہ باتیں بھی اللہ کے دستور یا اصول کے مطابق ہیں:

﴿فَمَنۡ یَّعۡمَلۡ مِنَ الصّٰلِحٰتِ وَ هُوَ مُؤۡمِنٌ فَلَا كُفۡرَانَ لِسَعۡیِهٖ ۚ وَ اِنَّا لَهٗ كٰتِبُوۡنَ ﴾ (الانبیآء ۲۱: ۹۴)

ترجمہ: ''پھر جو بھی نیک عمل کرے اور وہ مومن (بھی) ہو تو اس کی کوشش کی بے قدری نہیں کی جائے گی ہم تو اس کے لکھنے والے ہیں''۔

﴿مَنۡ كَانَ یُرِیۡدُ الۡعَاجِلَةَ عَجَّلۡنَا لَهٗ فِیۡهَا مَا نَشَآءُ لِمَنۡ نُّرِیۡدُ ثُمَّ جَعَلۡنَا لَهٗ جَهَنَّمَ ۚ یَصۡلٰىهَا مَذۡمُوۡمًا مَّدۡحُوۡرًا ﴿ وَ مَنۡ اَرَادَ الۡاٰخِرَةَ وَ سَعٰی لَهَا سَعۡیَهَا وَ هُوَ مُؤۡمِنٌ

﴿فَأُولَٰئِكَ كَانَ سَعْيُهُم مَّشْكُورًا﴾ (بنی اسرائیل ۱۷: ۱۸۔۱۹)

ترجمہ: ''جس کا ارادہ صرف اس جلدی والی دنیا (فوری فائدہ) کا ہی ہو اسے ہم یہاں جس قدر جس کے لیے چاہیں سردست دیتے ہیں بالآخر اس کے لیے ہم جہنم مقرر کر دیتے ہیں جہاں وہ برے حالوں دھتکارا ہوا داخل ہوگا۔ اور جس کا ارادہ آخرت کا ہو اور جیسی کوشش اس کے لیے ہونی چاہیے، وہ کرتا بھی ہو اور وہ باایمان بھی ہو، پس یہی لوگ ہیں جن کی کوشش کی اللہ کے ہاں پوری قدردانی کی جائے گی''۔

دوسری آیت پر پھر غور کریں کہ آخرت کی کامیابی کو بھی سخت محنت سے مشروط کیا ہے۔ آجکل کے اکثر مسلمانوں نے عیسائیوں کی پیروی میں یہ بات پکڑی ہوئی ہے کہ کلمہ پڑھ لیا ہے اور حضور ﷺ کے امتی ہیں بس یہ دو چیزیں ہی نجات کے لیے کافی ہیں۔ ہم جیسے مرضی عمل کرتے ہیں، نبی پاک ﷺ ہمیں اپنے ساتھ جنت میں لے جائیں گے۔ یہ آیت اسی سوچ کا رد ہے۔ اللہ تعالیٰ تو انسان کے عمل اور کوشش کو دیکھتے ہیں علم کو نہیں: ﴿وَأَنَّ سَعْيَهُ سَوْفَ يُرَىٰ﴾ ترجمہ: ''اور بیشک اس کی کوشش عنقریب دیکھی جائے گی''۔ (النجم ۵۳: ۴۰)

دیکھیں ان آیات میں مسلسل محنت و کوشش کی تلقین ہے۔ جناب رسول اللہ ﷺ نے خود بھی سخت محنت کی اور صحابہ کرام نے بھی اور مسلمانوں کی سلطنت وسیع و عریض علاقے تک پھیل گئی۔ یہ کوشش و محنت کیسے کرنی ہے، قرآن و حدیث راہنمائی کرنے کے لیے موجود ہیں۔ آپ دیکھیں گے کہ رسول اللہ ﷺ یا کسی صحابی نے علم نجوم، پامسٹری، علم الاسماء، علم الاعداد اور ایسی ہی دوسری خرافات کا نہ کبھی ذکر کیا اور نہ ہی ان کا کہیں عمل ملتا ہے۔

⑤ اجتماعی یا قومی اصلاح و ترقی کا اصول:

﴿ذَٰلِكَ بِأَنَّ اللَّهَ لَمْ يَكُ مُغَيِّرًا نِّعْمَةً أَنْعَمَهَا عَلَىٰ قَوْمٍ حَتَّىٰ يُغَيِّرُوا مَا بِأَنفُسِهِمْ ۙ وَأَنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ﴾

ترجمہ: ''یہ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ ایسا نہیں کہ کسی قوم پر کوئی نعمت انعام فرما کر پھر بدل دے جب تک کہ وہ خود اپنی اس حالت کو نہ بدل دیں جو کہ ان کی اپنی تھی

اور یہ کہ اللہ سننے والا جاننے والا ہے"۔ (الانفال ۸: ۵۳)

نجومی پامیلا خان یکم نومبر 2009ء کو نوائے وقت کے سنڈے میگزین میں لکھتی ہیں "زائچہ کے حساب سے پاکستان کے حالات بہت زیادہ خراب ہو جائیں گے۔ پاکستان کا حاکم ستارہ شمس اس وقت ستارہ مریخ میں چل رہا ہے جس کا واضح اشارہ جنگ ہے۔ زحل شدت پسندی لاتا ہے نتیجہ سرکشی کی صورت میں نکلے گا" اٹھارہ جولائی 2010ء کو نوائے وقت اخبار میں لکھتی ہیں "خدا را پاکستان کے بارے میں سوچیں۔ مریخ کی حرکات سے پاکستان ہر لحاظ سے متاثر ہو گا" پامیلا خان اور ایسے ہی دوسرے نجومیوں سے کوئی پوچھے کہ واہگہ بارڈر پر پاکستان کی سرحد ختم ہو جاتی ہے تو واہگہ بارڈر سے آگے کیا دوسرے ستاروں کی حاکمیت شروع ہو جاتی ہے۔ قوموں کی ترقی و تنزّلی کا اصول اللہ تعالیٰ نے سورہ الانفال کی اس آیت نمبر ۵۳ میں بتلا دیا۔ کھری نیت اور محنت، اپنی حالت بدلنے کی خود کوشش۔ چین اور ملائشیا ہم سے زیادہ غریب تھے، جاپان نے امریکی ایٹم بموں کی تباہی کے بعد سخت محنت کی۔ ستاروں پر یقین تو بذات خود تنزّل اور تباہی ہے۔ یہ عقائد تو غیر مسلمانوں کے ہیں۔ ایک مسلمان کا عقیدہ تو یہ ہے:

﴿إِنِ الْحُكْمُ إِلَّا لِلَّهِ ۚ﴾ "حاکمیت صرف اللہ تعالیٰ کی ہے"۔ (یوسف ۱۲: ۴۰)

﴿يُدَبِّرُ الْأَمْرَ﴾ "وہی کام کی تدبیر کرتا ہے"۔ (الرعد ۱۳: ۲)

﴿يُدَبِّرُ الْأَمْرَ مِنَ السَّمَاءِ إِلَى الْأَرْضِ﴾ "وہ آسمان سے لے کر زمین تک (ہر) کام کی تدبیر کرتا ہے"۔ (السجدہ ۳۲: ۵)

﴿بَل لِّلَّهِ الْأَمْرُ جَمِيعًا ۗ﴾ "بات یہ ہے کہ سب کام اللہ کے ہاتھ میں ہیں"۔ (الرعد ۱۳: ۳۱)

﴿قُلْ إِنَّ الْأَمْرَ كُلَّهُ لِلَّهِ ۗ﴾ "آپ کہہ دیجئے کہ کام کل کا کل اللہ کے اختیار میں ہے"۔ (ال عمران ۳: ۱۵۴)

اس طرح کی آیات میں لکھتا جاؤں تو پورا صفحہ بھر جائے گا (الانعام: ۶۲، یونس: ۳۱، یوسف: ۶۷، یوسف: ۱۰۰، الرعد: ۴۱، الکہف: ۴۴ اور القصص: ۷۰)۔ میں پہلے بھی اس بات پر تفصیل سے لکھ آیا ہوں کہ یونانیوں اور رومیوں نے ان ستاروں اور سیّاروں کے نام اپنے

بتوں یا دیوتاؤں کے ناموں پر رکھے تھے اور ان بتوں کی وہ پوجا کرتے تھے اور ان کو دنیا کے مختلف کاموں کا حاکم مانتے تھے۔ ان سے پہلے بھی ستاروں اور بتوں کی پوجا ہوتی تھی اور آج بھی بھارت وغیرہ میں بتوں کی پوجا ہوتی ہے۔ لا الہ الا اللہ ان سب عقائد کی نفی کر دیتا ہے۔ اس لیے مسلمان صرف اللہ کو سجدہ کرتا ہے۔ قوموں کی ترقی یا تنزّل کا تعلق برجوں اور ستاروں سے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہوتا ہے اور اس کے فضل کی ایک صورت اچھی نیت اور محنت بھی ہے۔

۶ اللہ تعالیٰ کی لازمی مدد کا اصول:

اللہ تعالیٰ کا ایک اصول یہ بھی ہے کہ اگر کوئی اللہ کے دین کی مدد کرتا ہے یعنی دین کی بلندی اور سرفرازی کے لیے محنت و کوشش کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی ایسے بندے کی ضرور مدد کرتا ہے:

﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ تَنْصُرُوا اللَّهَ يَنْصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ أَقْدَامَكُمْ ۝﴾

ترجمہ: ”اے ایمان والو! اگر تم اللہ (کے دین) کی مدد کروگے تو وہ تمہاری مدد کرے گا اور تمہیں ثابت قدم رکھے گا“۔ (محمد ۴۷: ۷)

﴿وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِينَ﴾

ترجمہ: ”ہم پر مومنوں کی مدد کرنا لازم ہے“ (محمد ۴۷: ۷)

﴿وَلَيَنْصُرَنَّ اللَّهُ مَنْ يَنْصُرُهُ إِنَّ اللَّهَ لَقَوِيٌّ عَزِيزٌ﴾

ترجمہ: ”جو اللہ کی مدد کرے گا، اللہ بھی ضرور اس کی مدد کرے گا۔ بے شک اللہ بڑی قوتوں والا بڑے غلبے والا ہے“۔ (الحج ۲۲: ۴۰)

اللہ کے دین کی اصل مدد تو یہ ہے کہ لوگوں کو اللہ کا تعارف کرایا جائے، اللہ کی بڑائی بیان کی جائے تاکہ لوگ صرف ایک اللہ کی عبادت کریں اور رسول اللہ ﷺ کے طریقہ زندگی کو اپنالیں۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ ادا کیا جائے اور اس راستے میں آنے والی مشکلات پر صبر کیا جائے۔

لوگ نجومیوں کے پاس کیوں جاتے ہیں؟

یہ وہ سوال ہے جس کا جواب اگر معلوم ہو جائے تو علم نجوم کا صحیح یا غلط ہونا اور زیادہ واضح ہو جائے گا۔ دولت، عزت، شہرت، حکومت، غلبہ اور دلی سکون۔ یہ وہ چند مقاصد ہیں جن کو حاصل کرنے کے لیے لوگ نجومیوں، پامسٹوں یا دوسرے عاملوں کے پاس جاتے ہیں۔ یہاں تک میں جو کچھ لکھ آیا ہوں اس سے یہ تو ثابت ہو چکا ہے کہ نجومی یا دوسرے عامل حضرات غیب کا علم نہیں جانتے اور برج اور ستارے بھی انسانی زندگی یا حالات پر اثر انداز نہیں ہو سکتے تو پھر کہاں سے حاصل ہوگی اور کیسے حاصل ہو سکتی ہے دولت، عزت، شہرت اور حکومت وغیرہ جس کے حصول کے لیے لوگ اپنے ایمان کو داؤ پر لگانے سے بھی باز نہیں آتے؟

① رزق:

رزق کے اندر دولت اور اولاد دونوں شامل ہیں۔ یہ وہ دو اہم چیزیں ہیں جن کے لیے انسان عمومی طور پر غیر اللہ (چاہے وہ نجومی ہوں یا زندہ و مردہ پیر فقیر ہوں) کے در کے چکر لگاتا ہے۔ اب تو پرائیز بانڈز اور جوئے وغیرہ کے لیے بھی لوگ نجومیوں کی خدمات حاصل کرتے ہیں یعنی پیسہ ہاتھ آنا چاہے حرام ہو یا حلال ہو اور بیٹی کی بجائے بیٹا ہونا چاہیے چاہے اس کے لیے شرکیہ کام ہی کیوں نہ کرنے پڑیں۔ اب مشکل یہ آن پڑی ہے کہ یہ نجومی، عامل اور سارے پیر فقیر وغیرہ غیب تو جانتے نہیں تو کیا یہ دولت اور اولاد یعنی بیٹے اللہ تعالیٰ سے چھین کر اپنے موکل یا مرید یا گاہک کے حوالے کر دیتے ہیں یا کر سکتے ہیں؟

یہ ایک ایسا موضوع ہے کہ اس کے لیے ایک تفصیلی مضمون چاہئے لیکن میں یہاں چند اہم اور ضروری باتیں لکھ دیتا ہوں۔ سب سے پہلے ایک نہایت آسان نسخہ جس سے یہ دونوں چیزیں براہ راست اللہ تعالیٰ سے حاصل ہو سکتی ہیں:

﴿فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ط اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا ۝ يُّرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا ۝ وَّ يُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّ بَنِيْنَ وَ يَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَّ يَجْعَلْ لَّكُمْ

أَنْهٰرًا ۝ مَا لَكُمْ لَا تَرْجُوْنَ لِلّٰهِ وَقَارًا ۝﴾ (نوح ۷۱: ۱۰-۱۳)

ترجمہ: ''اور میں نے کہا کہ اپنے رب سے اپنے گناہ بخشواؤ (اور معافی مانگو) وہ یقیناً بڑا بخشنے والا ہے۔ وہ تم پر آسمان کو خوب برستا ہوا چھوڑ دے گا۔ اور تمہیں خوب پے درپے مال اور بیٹوں میں ترقی دے گا اور تمہیں باغات دے گا اور تمہارے لیے نہریں نکال دے گا۔ تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم اللہ کی برتری کا عقیدہ نہیں رکھتے؟''

ایک دفعہ حسن بصری رحمہ اللہ سے کسی نے قحط سالی کی شکایت کی تو انہوں نے اسے استغفار کی تلقین کی۔ کسی دوسرے شخص نے فقر وفاقہ کی شکایت کی، اسے بھی انہوں نے یہی نسخہ بتا دیا۔ ایک اور شخص نے اپنے باغ کے خشک ہونے کا شکوہ کیا، اسے بھی فرمایا استغفار کر۔ ایک شخص نے کہا، میرے گھر اولاد نہیں ہوتی، اسے بھی کہا کہ اپنے رب سے استغفار کر۔ کسی نے حسن بصری رحمہ اللہ سے پوچھ ہی لیا کہ آپ نے ان سب کو صرف استغفار ہی کی کیوں نصیحت کی تو آپ نے یہی آیت تلاوت کی کہ یہ نسخہ تو اللہ تعالیٰ کا بتلایا ہوا ہے۔ ایک نسخہ (استغفار) اور پانچ فائدے اور ہر فائدہ اپنے اندر بے شمار ضمنی فوائد کو سموئے ہوئے۔ سبحان اللہ!

﴿وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ۝ وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ۭ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ ۭ اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمْرِهٖ ۭ﴾

ترجمہ: ''جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے اللہ اس کے لیے (مشکلات سے) چھٹکارے کی شکل نکال دیتا ہے۔ اور اسے ایسی جگہ سے روزی دیتا ہے جہاں سے اسے گمان بھی نہ ہو اور جو شخص اللہ پر توکل کرے گا اللہ اسے کافی ہو گا۔ اللہ اپنا کام پورا کر کے ہی رہے گا''۔ (الطلاق ۶۵: ۲،۳)

تقویٰ انسان کی ایسی سوچ یا حالت کا نام ہے جس میں انسان کو ہر وقت یہ فکر لاحق رہتی ہے کہ کہیں مجھ سے کوئی ایسا کام سرزد نہ ہو جائے جس سے اللہ تعالیٰ ناراض ہو جائے۔ اسی لیے وہ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی اطاعت میں لگا رہتا ہے اور جن کاموں سے منع کیا گیا ہے وہ ان سے کوسوں دور رہتا ہے۔ پھر انسان جہاں کہیں بھی مشکل میں پھنس جاتا ہے تو اللہ

تعالیٰ اس کی وہاں سے خلاصی کی کوئی صورت پیدا فرما دیتا ہے اور رزق روزی کے لیے بھی اس کی مدد اس طرح کرتا ہے کہ اس کے لیے کوئی سہل راستہ نکال دیتا ہے اور اس کے دل کو قناعت سے بھر دیتا ہے۔

عام طور پر لوگوں کے ذہن میں رزق کا تصور یہ ہے کہ بس روپے پیسے اکٹھے ہوتے جائیں حالانکہ جس شخص کو اللہ تعالیٰ اسراف اور فضول خرچی سے بچا لیتا ہے تو یہ بھی رزق میں اضافے کی ایک صورت ہے۔ ضرورت سے زیادہ کسی چیز پر یا کسی جگہ پر خرچ کرنے کا نام اسراف ہے اور وہاں خرچ کرنا جہاں ضرورت ہی نہ تھی فضول خرچی کہلاتا ہے۔ ایسے ہی لغو کاموں جیسے سالگرہ پارٹیاں، بے جا سیر سپاٹے، شادی بیاہ اور مرگ پر خود ساختہ رسومات کو پورا کرنا، بدلتے فیشن کے کپڑے اور ایسے ہی لامتناہی خرچے انسان کی کمائی کو کھا جاتے ہیں۔ تو جو شخص تقویٰ اختیار کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کو ان سب خرافات سے بچا لیتا ہے اور اس کی روزی میں برکت ہو جاتی ہے۔ کسی بڑی یا پیچیدہ بیماری سے بچا رہنا، حادثات سے حفاظت بھی روزی ہے۔ اولاد کا نیک ہونا بھی روزی کی ایک صورت ہے کہ وہ اپنے والدین کے پیسے کو فکر اور درد سے خرچ کرتی ہے۔ ایک تقویٰ کے اندر بے شمار روزیاں چھپی ہوئی ہیں۔

دوسرا نسخہ اللہ تعالیٰ پر توکل کا ہے۔ اب ایک انسان پر کوئی مصیبت یا مشکل آن پڑتی ہے، تو وہ اسے اپنے گناہوں کی وجہ سے سمجھ کر اللہ تعالیٰ سے توبہ استغفار کرتا ہے اور صبر و تحمل کا مظاہرہ کرتے ہوئے اچھے وقت کا انتظار کرتا ہے۔ نہ تو وہ کسی نجومی کے پاس جاتا ہے اور نہ کسی جادوگر اور عامل کے پاس۔ ایک طرف تو وہ بے شمار کبیرہ گناہوں سے بچا رہتا ہے دوسرا وہ اپنا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کر کے مطمئن ہو جاتا ہے۔ جب معاملہ اللہ کے ہاں آتا ہے تو اللہ اس مسئلے کو درست راستے پر لگا دیتا ہے کیونکہ وہ ساری کائنات کا مالک اور ہر کام پر قادر ہے۔ اسی لیے فرمایا کہ ان اللہ بالغ امرہ "اللہ اپنا کام پورا کر کے ہی رہے گا"۔

1.1 رزق کی اونچ نیچ:

﴿أَهُمْ يَقْسِمُونَ رَحْمَتَ رَبِّكَ نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُم مَّعِيشَتَهُمْ فِي الْحَيَوٰةِ الدُّنْيَا

وَ رَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ لِّيَتَّخِذَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا سُخْرِيًّا ؕ وَ رَحْمَتُ رَبِّكَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ۝﴾

ترجمہ: ''کیا آپ کے رب کی رحمت کو یہ تقسیم کرتے ہیں؟ ہم نے ہی ان کی زندگانی دنیا کی روزی ان میں تقسیم کی ہے اور ایک کو دوسرے سے بلند کیا ہے تاکہ ایک دوسرے کو ماتحت کرے۔ جسے یہ لوگ سمیٹتے پھرتے ہیں اس سے آپ کے رب کی رحمت بہت ہی بہتر ہے''۔ (الزخرف ۴۳: ۳۲)

مال و دولت، جاہ و منصب اور عقل و فہم میں اللہ تعالیٰ نے انسانوں میں فرق اس لیے رکھا ہے تاکہ امیر غریب سے، اونچے منصب والا چھوٹے منصب داروں سے اور عقل و فہم میں بالاتر اپنے سے کم تر عقل و شعور رکھنے والے سے کام لے سکے۔ یہ رب العالمین کی حکمت ہے جس سے دنیا کا نظام چل رہا ہے۔ صحابہ کرام میں بھی حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت سلمان فارسی، حضرت بلال حبشی، حضرت علی رضی اللہ عنہم وغیرہ انتہائی غریب تھے جبکہ عثمان غنی، عبدالرحمٰن بن عوف، زبیر بن عوام رضی اللہ عنہم وغیرہ انتہائی امیر تھے۔ انبیاء میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام بہت غریب تھے جبکہ داؤد علیہ السلام، سلیمان علیہ السلام اور یوسف علیہ السلام بادشاہ تھے۔ غریب ہونا تقویٰ کے منافی نہیں۔ اگر ایک متقی بہت غریب ہے تو اللہ تعالیٰ نے اس کو کوئی دوسری نعمتوں سے نوازا ہوتا ہے۔ اگر کوئی غریب ہے تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ وہ نجومیوں اور عاملوں کے پاس جاکر اپنا ایمان بھی کھو دے۔ جنت میں زیادہ تر لوگ غریب و مسکین ہی جائیں گے اور ہر نبی کے زیادہ تر پیروکار غریب لوگ ہی ہوا کرتے تھے۔ اس لیے روزی یا رزق سے مراد صرف پیسہ ہی نہیں بلکہ دوسری نعمتیں بھی ہیں جن کی طرف دنیاداروں اور حریص لوگوں کی توجہ جاتی ہی نہیں۔ اس لیے ان کی اکثریت ناشکری اور دل کے سکون سے محروم رہتی ہے۔

ایسے ناشکر گزار امیر لوگوں کے بارے میں اگلی آیات ملاحظہ ہوں:

﴿وَلَوْ لَاۤ اَنْ يَّكُوْنَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً لَّجَعَلْنَا لِمَنْ يَّكْفُرُ بِالرَّحْمٰنِ لِبُيُوْتِهِمْ سُقُفًا مِّنْ فِضَّةٍ وَّ مَعَارِجَ عَلَيْهَا يَظْهَرُوْنَ ۝ وَ لِبُيُوْتِهِمْ اَبْوَابًا وَّ سُرُرًا عَلَيْهَا يَتَّكِـُٔوْنَ ۝ وَ زُخْرُفًا ؕ وَ اِنْ كُلُّ ذٰلِكَ لَمَّا مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ؕ وَالْاٰخِرَةُ عِنْدَ

رَبِّكَ لِلْمُتَّقِيْنَ﴾ (الزخرف ۴۳: ۳۳-۳۵)

تَرجَمہ: "اور اگر یہ بات نہ ہوتی کہ تمام لوگ ایک ہی طریقہ پر ہو جائیں گے تو رحمٰن کے ساتھ کفر کرنے والوں کے گھروں کی چھتوں کو ہم چاندی کی بنا دیتے اور زینوں کو (بھی) جن پر چڑھا کرتے۔ اور ان کے گھروں کے دروازے اور تخت بھی جن پر وہ تکیہ لگا لگا کر بیٹھتے۔ اور سونے کے بھی اور یہ سب کچھ یونہی سا دنیا کی زندگی کا فائدہ ہے اور آخرت تو آپ کے رب کے نزدیک (صرف) متقیوں کیلئے (ہی) ہے"

یہ آیت اس بات کی تفصیل ہے کہ بعض دفعہ دین بیزار یا دین دشمن لوگ انتہائی امیر ہوتے ہیں اور بظاہر وہ نعمتوں سے مالا مال ہوتے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی ناراضی اور غصے کی نشانی ہوتی ہے تو ایسے لوگ سورہ الاعراف کی آیت ۹۵ کے مطابق اچانک اللہ تعالیٰ کی سخت پکڑ میں آجاتے ہیں۔ یا تو اللہ انہیں ہلاک کر دیتا ہے یا پھر وہ کسی المناک مشکل میں پھنس جاتے ہیں جس کے نتیجے میں وہ پاگل ہو جاتے ہیں یا پھر خود کشی کر لیتے ہیں، یا کسی جیل میں ایڑیاں رگڑتے رہتے ہیں، یا ملک بدر ہو کر در بدر ہو جاتے ہیں یا نشے کے عادی ہو جاتے ہیں یا اولاد کے ہاتھوں دکھی ہو جاتے ہیں، الغرض نہ جینے کے نہ مرنے کے رہتے ہیں اور آخرت کی ذلت اور عذاب الگ ٹھہرے۔ اس لئے غریب ہونا نہ تو اللہ کی ناراضی کی نشانی ہے اور نہ ہی امارت اللہ کے راضی ہونے کی دلیل ہے بلکہ معاملہ اس کے برعکس بھی ہو سکتا ہے۔

۲ عزت:

﴿مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعِزَّةَ فَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ جَمِيْعًا﴾ (فاطر ۳۵: ۱۰)

تَرجَمہ: "جو شخص عزت حاصل کرنا چاہتا ہو تو ساری کی ساری عزت اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے"

﴿فَاِنَّ الْعِزَّةَ جَمِيْعًا﴾

تَرجَمہ: "عزت تو ساری کی ساری اللہ تعالیٰ کے قبضہ میں ہے"۔ (النساء ۴: ۱۳۹)

﴿وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ﴾

ترجمہ: ''عزت تو صرف اللہ تعالیٰ کے لیے اور اس کے رسول کے لیے اور ایمان داروں کے لیے ہے لیکن یہ منافق جانتے نہیں''۔ (المنفقون ۶۳: ۸)

﴿وَ تُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَ تُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ ؕ بِیَدِكَ الْخَیْرُ ؕ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ﴾

ترجمہ: ''اور تو جسے چاہے عزت دے اور جسے چاہے ذلت دے تیرے ہی ہاتھ میں سب بھلائیاں ہیں، بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے''۔ (آل عمران ۳: ۲۶)

اب بتائیں کہ اللہ تعالیٰ کو ناراض کرکے کوئی عزت پا سکتا ہے؟ عزت دین سے دوری پر مشتمل زندگی والی آزادی میں نہیں بلکہ اسلام والی زندگی میں ہے۔ اللہ کی اطاعت سے فرار اور بغاوت میں ذلت ہی ذلت ہے چاہے انسان کتنا ہی دولت مند ہو جائے۔ دولت کے بل بوتے انسان اپنے نوکروں چاکروں سے مصنوعی اور عارضی ''عزت و اکرام'' دیکھ کر سمجھتا ہے کہ وہ بڑا معزز بن گیا ہے۔

۳ حکومت:

﴿وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِی الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَ لَیُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِیْنَهُمُ الَّذِی ارْتَضٰى لَهُمْ وَ لَیُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ؕ یَعْبُدُوْنَنِیْ لَا یُشْرِكُوْنَ بِیْ شَیْـًٔا ؕ وَ مَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ﴾

ترجمہ: ''تم میں سے ان لوگوں سے جو ایمان لائے ہیں اور نیک اعمال کئے ہیں، اللہ تعالیٰ وعدہ فرما چکا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ ان لوگوں کو خلیفہ بنایا تھا جو ان سے پہلے تھے اور یقیناً ان کے لیے ان کے اس دین کو مضبوطی کے ساتھ محکم کرکے جما دے گا جسے ان کے لیے وہ پسند فرما چکا ہے اور ان کے اس خوف و خطر کو وہ امن و امان سے بدل دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے میرے ساتھ کسی کو بھی شریک نہ ٹھہرائیں گے۔ اس کے بعد بھی جو لوگ ناشکری

اور کفر کریں وہ یقیناً فاسق ہیں"۔ (النور ۲۴: ۵۵)

یہاں اللہ تعالیٰ نے حقیقی خلافت کے لیے چار شرطیں بیان فرمائی ہیں: ایمان، اعمال صالح، صرف اللہ کی عبادت اور شرک سے مکمل پرہیز کی شرط۔ یہ سب حقیقت میں لا الہ الا اللہ ہی کی تشریح ہے۔ اب ہم خود ہی دیکھ لیں مسلمان عمومی طور پر اور پاکستانی خصوصی طور پر کتنی شرطوں کو پورا کر رہے ہیں۔ علم نجوم تو ویسے ہی کفر و شرک و گمراہی ہے۔

④ غلبہ:

مسلمانوں نے جب بھی اپنے دشمنوں پر غلبہ پایا ہے وہ نہ تو تعداد کی وجہ سے تھا اور نہ ہی اسلحہ کے زور پر بلکہ یہ خالص اللہ تعالیٰ کی نصرت سے ہی ممکن ہوا۔ وہ خواہ طالوت و جالوت کی جنگ تھی، غزوہ بدر تھا، جنگِ قادسیہ یا کوئی اور—فرعون نے جب اپنے لاؤ لشکر کے ساتھ بنی اسرائیل کا پیچھا کیا تو اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی کی: ﴿اَنۡتُمَا وَ مَنِ اتَّبَعَكُمَا الۡغٰلِبُوۡنَ﴾ "تم دونوں اور تمہاری تابعداری کرنے والے ہی غالب رہیں گے"۔
(القصص ۲۸: ۳۵)

اب قیامت تک نبی تو کوئی آئے گا نہیں تو یہ وعدہ اب بھی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرنے والوں کے ساتھ ویسا ہی تر و تازہ ہے جیسے پہلے قرون اولیٰ میں تھا۔ اس لیے انفرادی اور اجتماعی فتح و غلبے کا تعلق ستاروں کی بلندی یا پوزیشن کے ساتھ نہیں بلکہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت سے وابستہ ہے۔

⑤ سکونِ قلب:

کسی انسان کا کسی نجومی، یا عامل یا پامسٹ وغیرہ کے پاس حاضر ہونا ہی اس بات کی نشانی ہے کہ اس کے دل کو سکون و اطمینان نصیب نہیں اور کسی فکر یا پریشانی نے اس کو بے قرار کر رکھا ہے:

﴿اَلَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَ تَطۡمَئِنُّ قُلُوۡبُهُمۡ بِذِكۡرِ اللّٰهِ اَلَا بِذِكۡرِ اللّٰهِ تَطۡمَئِنُّ الۡقُلُوۡبُ ۝ اَلَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ طُوۡبٰى لَهُمۡ وَحُسۡنُ مَاٰبٍ ۝﴾

ترجمہ: "جو لوگ ایمان لائے ان کے دل اللہ کے ذکر سے اطمینان حاصل کرتے ہیں۔ یاد رکھو اللہ کے ذکر سے ہی دلوں کو تسلی حاصل ہوتی ہے۔ جو لوگ ایمان لائے اور جنہوں نے نیک کام بھی کیے ان کے لیے خوشحالی ہے اور بہترین ٹھکانہ"۔ (الرعد ۱۳: ۲۸/۲۹)

سکون کیسے نصیب ہوتا ہے؟

اگر کسی انسان کے پاس اسلام کا علم تو بہت ہے مگر اس کا دامن عمل سے خالی ہے تو اس کو دلی سکون نصیب نہ ہوگا۔ ایسے ہی ایک مسلمان نماز تو پڑھتا ہے مگر سمجھ کر نہیں پڑھتا، یا قرآن مجید کی تلاوت کرتا ہے لیکن غور و فکر نہیں کرتا یا ایک شخص ذکر اذکار تو بہت کرتا ہے لیکن نفسانی خواہشات یا رسم و رواج کو نہیں چھوڑتا تو ایسے انسان بھی قلبی اطمینان و سکون سے محروم رہتا ہے۔ جب انسان تقویٰ اختیار کرتا ہے اور اپنے نیک اعمال کو احسان کے درجے تک پہنچا دیتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ ساتھ ہو جاتا ہے اور اس کا دل سکون سے بھر جاتا ہے۔ ﴿اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِيْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ﴾ "یقین مانو کہ اللہ تعالیٰ پرہیزگاروں اور نیک کاروں کے ساتھ ہے"۔ (النحل ۱۶: ۱۲۸)

مصائب پر صبر، آسانی کے وقت شکر، ہر حال میں اللہ پر توکل، اللہ کے وعدوں پر یقین، قناعت، نہ حسد، نہ لالچ، نہ کینہ، نہ بغض، نہ تجسس اور ایسے ہی قیمتی اوصاف سے مالا مال دل سکون و قرار سے بھرا ہوا ہوتا ہے اور یہ ساری باتیں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت ہی سے پیدا ہوتی ہیں۔ ایسے دل میں علم نجوم ایسے شرکیہ فعل کا گذر بھی نہیں ہوتا۔

ہمارے معاشرے کی عمومی حالت:

جس ملک اور معاشرے میں حکمران طبقہ اور دوسرے بڑے اور معروف سیاسی لوگ نجومیوں سے پوچھ پوچھ کر زندگی گزارتے ہوں اور جہاں علماء کو ان برجوں اور ستاروں کی کچھ خبر ہی نہ ہو تو لوگ عمومی طور پر راہنمائی سے محروم ہو جاتے ہیں۔ ہمارے لوگوں میں اسلام کے بارے میں جذباتی لگاؤ تو بہت ہے اور بہت جلد جوش میں آجاتے ہیں لیکن اسلام کی گہری

اور درست سمجھ بوجھ کا سخت فقدان ہے۔ ستاروں اور برجوں کے متعلق باطل علم نجوم عوام میں کس قدر پذیرائی حاصل کر چکا ہے، اس کو جاننے کے لیے میں نے نوائے وقت گروپ کے فیملی میگزین کا 20 تا 26 فروری 2011ء کا ایک شمارہ خریدا جس میں چھ مختلف نجومیوں کی باتوں کا یہاں مختصر اً جائزہ لیا جائے گا۔

① صفحہ نمبر 73 پر آسٹرو پامسٹ ایم اے شاہی نے قارئین کے سوالوں کے جوابات ستاروں کی روشنی میں دیئے ہیں۔ ان سوالوں اور جوابات میں ایک طرف تو عوام کی مشکلات اور پریشانیوں کی جھلک نظر آتی ہے دوسری طرف یہ پتہ چل جاتا ہے کہ لوگوں میں قرآن و حدیث کی سمجھ بوجھ نہ ہونے کے برابر ہے جس کی وجہ سے وہ جادوگروں اور نجومیوں کے بے رحم جال میں پھنس جاتے ہیں اور اس سے مزید شرک اپنے گلے لگا لیتے ہیں۔ یہ ایک طرح کا گرداب (Vicious cycle) ہے جس میں پورا معاشرہ بُری طرح جکڑا جا چکا ہے۔

1.1 سلمہ گوجرانوالہ: ”میری بیٹی کے رشتے کی بات کہیں نہیں طے ہو رہی۔ براہ مہربانی اس کا زائچہ بنا کر آئندہ زندگی کے بارے راہنمائی فرمائیں“۔

نجومی کا جواب: آپ کی بیٹی کے زائچہ میں نحس سیارگان کا قران ہو رہا ہے، ساتویں گھر کا حاکم بھی نحس سیارہ تربیع بنا رہا ہے۔ علم الاعداد کی روشنی میں آپ کی بیٹی کا عدد پیدائش آٹھ ہے جو نحس اکبر زحل کا عدد ہے اس کی وجہ سے زندگی میں مشکلات اور پریشانیاں آئیں گی“۔

یہاں نجومی نے سیارہ زحل (Saturn) کو نحس اکبر کہا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی کسی مخلوق کو بلاوجہ اور بغیر ثبوت کے نحس یا منحوس کہہ دینا اللہ تعالیٰ کی توہین ہے۔ نجومی نے ویسے بھی یہاں بہت مبہم (Vague) زبان استعمال کی ہے جو نجومیوں اور جادوگروں کا خاصہ ہے جیسے ”نحس سیارگان کا قران“ ”ساتویں گھر کا حاکم“ ”نحس سیارہ تربیع“۔

1.2 نورین کوثر فیصل آباد: ”اس مرتبہ اولاد نرینہ میرے ہاں ممکن ہے یا نہیں؟ اس سے پہلے میرے ہاں چار بیٹیاں ہیں“۔

جواب: ”ستاروں کی روشنی میں لگائے گئے حساب کے مطابق روحانی علاج سے کامیابی ممکن ہے۔ ہر جمعرات کو کسی پیر کامل کے مزار پر حاضری دے کر نیاز بانٹا کریں۔ ان شاء اللہ

بہتری ہوگی"۔ یہاں میڈم نورین کوثر ایک شرک سے دوسرے شرک کی طرف روانہ ہونے والی ہیں۔

1.3 محمد عمران۔ لاہور: "میں گزشتہ دس سال سے عارضی ملازمت کر رہا ہوں۔ مجھے بتائیں کیا اسی ادارے میں مستقبل میں مجھے نوکری مل جائے گی؟"

نجومی کی پیش گوئی: "پریشانی کا دور عنقریب ختم ہونے والا ہے۔ آپ کا ستارہ طاقت میں آرہا ہے"

1.4 ارم۔ ملتان: "کیا بیرون ملک سفر ہے؟ مبارک پتھر کون سا ہے؟ شادی کا امکان کب تک ہے؟ شادی کے بعد حالات کیسے رہیں گے؟ (سارا غیب چاٹ کرنے کی درخواست!)"

جواب: "ستاروں کی روشنی میں بیرون ملک سفر میں مشکلات یا وہاں سیٹل ہونے میں پریشانی پیش آسکتی ہے۔ شادی کا امکان 2011ء میں ہے"۔

1.5 نجمہ منیر: قصور: "میرا بھائی کوئی کام نہیں کرتا، اکثر جنون کی حالت میں رہتا ہے۔ ستاروں کی روشنی میں بتائیں وہ کب تک نارمل ہو جائے گا؟"۔

جواب: "زائچہ کے مطابق آپ کا بھائی سیاروں کی نحوست کا شکار ہے۔ بدعملیات کا اثر بھی ہے۔ منگل کے روز بڑے گوشت کا صدقہ کریں، بدھ کے روز سبز مونگ کا صدقہ کریں، ہفتہ کے روز کالے ماش اور دیگر کالی اشیا کا صدقہ کریں، مبارک پتھر مرجان پہنیں اور رد نحوست کا وظیفہ بھی پڑھیں"۔ یہ خاتون نجمہ منیر جو پہلے ہی مالی مشکلات کا شکار ہے اب ہر ہفتے مزید سینکڑوں روپے صدقات پر خرچ کرے گی اور رد نحوست کا وظیفہ جاننے کے لیے اس نجومی سے پرائیویٹ طور پر رابطہ کرے گی جہاں مزید پیسے خرچ ہوں گے۔ تو مشکلات میں اضافہ ہوا یا کمی؟؟

1.6 صوفیہ شہناز۔ گجرات: میری بیٹی کو دورے پڑتے ہیں، ہاتھ پاؤں مڑ جاتے ہیں اور جسم اکڑ جاتا ہے۔ ستاروں کی روشنی میں بتائیں کہ وہ کب تک ٹھیک ہوگی؟ اور کیا اس کی شادی ہوگی یا نہیں؟

جواب: "ستاروں کی روشنی میں مرض میں اتار چڑھاؤ جاری رہے گا۔ مبارک نگینہ مرجان

پہنیں۔ لوح شفاء بنوا کر پاس رکھیں"۔ "اتار چڑھاؤ" کی بات خاتون کو مزید پریشانی کریں گی اور یہ خاتون بھی لوح شفاء بنوانے کے لیے نجومی سے رابطہ کرے گی۔ کیسا کاروباری گر ہے!

1.7 نیلم شہزاد: "شادی کب ہوگی جس سے ہوگی اس کے نام کا پہلا حرف کیا ہوگا؟"۔

جواب: "ستاروں کی روشنی میں شادی اور ازدواجی زندگی میں مشکلات ہیں۔ شادی سے پہلے ہونے والے شریک حیات کا مکمل موازنی زائچہ بنوالیجئے تاکہ مستقبل کی پریشانیوں سے بچا جاسکے"۔ یہ جواب پڑھ کر میڈم نیلم شہزاد زائچہ بنوانے کے لیے ضرور نجومی کے پاس حاضر ہوگی۔

1.8 احمد علی۔ قصور: "مجھے میرا ستارہ، برج، لکی نمبر، مبارک رنگ، مبارک پتھر، دھات، اسم أعظم بتادیں۔ میں کون سا کاروبار کروں؟"۔

جواب: نجومی کے سارے جوابات احمد کے پہلے حرف الف کے مطابق تھے جو میں اوپر لکھ آیا ہوں۔

1.9 صدف قریشی۔ اسلام آباد: "میری پہلی شادی ناکام ہوچکی ہے، کیا دوسری کا امکان ہے یا نہیں"۔

جواب: "زائچے کی روشنی میں دوسری شادی کا امکان ہے۔ کسی کنوارے شخص سے شادی نہ کریں بلکہ طلاق یافتہ اور عیال دار شخص سے شادی کریں"۔

یہ زائچہ میڈم صدف قریشی کی درخواست پر ہی بنایا گیا تھا۔ اب "ستاروں کی روشنی" میں اس کو بچوں والے شخص سے ہی شادی کرنا پڑے گی یعنی اس بار وہ خاوند کی خدمت بھی کرے گی اور اس کے بچوں کی بھی۔

1.10 عبد اللہ۔ لاہور: "میں ایک سرکاری ملازم ہوں۔ پارٹ ٹائم ہومیو پیتھک کلینک کھولا۔ پہلے بہت مریض آتے تھے۔ کچھ عرصے سے نہ ہونے کے برابر ہیں۔ معلوم کرنا چاہتا ہوں کسی نے کوئی جادو ٹونہ وغیرہ تو نہیں کر دیا؟"

جواب: "ستاروں کی روشنی میں گردش سیارگان اور بد عملیات کے اثرات نظر ہیں۔ لوح تسخیر بنوا کر پاس رکھیں۔ بندش کے توڑ کے لیے خصوصی روحانی عمل کروائیں"۔

یہاں مسٹر عبداللہ کو نجومی کے پاس دو کاموں کے لیے حاضر ہونا پڑے گا۔ ایک لوح تسخیر بنوانے کیلئے اور دوسرے خصوصی روحانی عمل کے لیے اور مسٹر عبداللہ مزید کنگال ہو جائے گا۔

1.11 سعدیہ۔ سکھر: "میری شادی کس سال ہوگی، مستقبل کیسا ہے، کیا میر شادی لندن والی پھوپھو کے بیٹے سے ہو جائیگی؟ کیا باہر جانا میری قسمت میں ہے؟"

جواب: "شادی 30 سال کی عمر میں ہونے کا امکان ہے۔ پسند کی شادی میں مشکلات ہیں۔ شادی ہو بھی جائے تو اس میں اتار چڑھاو کے امکان ہیں۔ صدقات اور روحانی تدابیر سے حالات میں بہتری لائی جاسکتی ہے"۔

یہاں نجومی نے مس سعدیہ کو تین طرح سے ڈرا دیا ہے جس سے اس کا لندن اپنی پھوپھو کے گھر جلد از جلد پہنچنا محال نظر آرہا ہے لیکن نجومی نے "روحانی تدابیر" والا دروازہ کھلا رکھ کر مس سعدیہ کے دل میں امید پیدا کی ہے۔ تو نتیجہ؟ اب مس سعدیہ نجومی سے وہ روحانی تدابیر جاننے کے لیے فوری رابطہ کرے گی۔ چلیں 30 سال کی عمر تک کے یے نہ سہی، چند سال تک تو یہ گاہک پکا ہے۔

1.12 صائمہ غفور۔ راولپنڈی: "میری شادی کب ہوگی، اپنوں میں ہوگی یا غیروں میں ہوگی، ازدواجی زندگی کیسے گزرے گی؟ کیا میری قسمت میں دولت اور بیرون ملک سفر ہے؟"

یعنی مس صائمہ غفور نے موت تک کیلئے غیب جاننے کی درخواست کی ہے۔

جواب: "ستاروں کی روشنی میں شادی میں ابھی کچھ وقت ہے۔ اپنی توانائیاں مثبت کاموں میں خرچ کریں تاکہ آپ کی قسمت روشن ہوسکے۔ منفی خیالات اور منتشر خیالی سے بچنے کے لیے نماز پنجگانہ پابندی سے ادا کریں۔ صدقات دیں"۔

یہ اس کالم کا آخری سوال و جواب تھا اور واحد جواب جو کسی حد تک اچھا اور مثبت ہے۔ نجومی یہ کام اس لیے کرتے ہیں تاکہ کوئی ان کی "بے دینی" پر شک نہ کرے، اعتماد بحال رہے اور اس اثر کو زائل کرنے کے لیے کہ ان سوال وجواب کے ذریعے تو کاروبار ہو رہا ہے۔

② منجم غلام رضا عسکری اعوان۔ ہندو آسٹرولوجی:

فیملی میگزین کے صفحہ 75 پر ہی ایک دوسرے نجومی غلام رضا عسکری اعوان نے وکی لیکس کے بانی جولین اسانج کے حالات ستاروں کی روشنی میں لکھے ہیں۔ نجومی نے اس مضمون میں بڑی مشکل زبان استعمال کی ہے جس پر ہندووانہ تہذیب کی چھاپ بڑی نمایاں ہے "مریخ کی یہ نظر رچاکا یوگ بھی بناتی ہے" "وکی لیکس کی جب بنیاد رکھی گئی توزحل کی مہادشا کا دور تھا اور انتر دشا شمس یا قمر کی تھی" اور "جب 28 نومبر کو وکی لیکس نے ان دستاویزات کا انکشاف کیا اس وقت جولین کے زائچہ میں زحل کی مہادشا اور انتر دشا راہو کی تھی" "راہو، کیتو فطری مقام سے بارہویں اور مشتری فطری مقام سے تیسرے گھر میں مقیم تھا" "یہاں ایک قباحت ساڑھ ستی ہے جو ستمبر 2009ء میں شروع ہوئی تو ٹھیک زحل کی تثلیث زہرہ کی تثلیث اور مستری کی تسدیس کے واقعات میں"...... "ساڑھ ستی کا یہ دور جولین رسانج کو بہت محتاط ہو کر گزارنا چاہئے"

سارا مضمون ایسی ہی مشکل زبان سے بھرا ہوا ہے۔ یہ ساری باتیں ہندوؤں کی اسٹرولوجی سے لی گئی ہیں اور ان کو پڑھ کر کچھ پے تو پڑتا نہیں البتہ دماغ چکرا کر رہ جاتا ہے۔

③ آپ کا ہفتہ کیسا رہے گا؟ نجومی شہزادہ سیّد مصور علی زنجانی:

اس کالم میں تمام برجوں کے متعلق ہفتہ بھر کی (مستقبل کا صیغہ استعمال کرکے) اوٹ پٹانگ پیشین گوئیاں کی گئی ہیں۔ اللہ کے رسول ﷺ تو اللہ تعالیٰ کے اذن کے بغیر ایک بات بھی مستقبل کے بارے نہ بتا سکتے تھے یہاں ایک نجومی نے سینکڑوں پیش گوئیاں لکھی ہوئی ہیں، ہفتہ کی صبح کو ایسا ہو جائے گا اور اتوار کی شام کو ویسا ہو جائے گا۔ ان سینکڑوں پیش گوئیوں کو پڑھ کر ایسے لگتا ہے جیسے اللہ تعالیٰ نے پورے ایک ہفتے کا جو ایجنڈا بنا رکھا تھا، اس کی ایک کاپی اس نجومی نے حاصل کرلی ہے (معاذ اللہ)۔

④ ممتاز شخصیات کے ستارے: آسٹرالوجر۔ عمران سعید

فیملی میگزین نے ابتدائی کلمات میں لکھا ہے: ”منجمین کا ہمیشہ استدلال رہا ہے کہ اگر تاریخ پیدائش اور مقام درست ہو تو کسی بھی شخصیت کے بارے میں معلومات حاصل کی جاسکتی ہیں۔ ذیل میں معروف آسٹرالوجسٹ کی پیش گوئیاں پیش کی جارہی ہیں۔ انہوں نے انٹرنیٹ سے ان شخصیات کی تاریخ پیدائش حاصل کی تھیں جو غلط بھی ہوسکتی ہیں اور درست بھی۔ آیئے دیکھتے ہیں ستاروں کی روشنی میں ان کا یہ سال (2011ء) کیسا گزرے گا؟“

میگزین کو چاہیے تھا کہ وہ ان شخصیات کی تاریخ پیدائش یہاں لکھ دیتا یا یہ پورا صفحہ بھرنے سے پہلے کسی اور ذریعے سے ان تاریخ پیدائش کو کنفرم کرا لیا جاتا۔ مگر یہ کہہ دینا کہ ”یہ غلط بھی ہوسکتی ہیں اور درست بھی“ ذمہ داری سے جان چھڑانے والی بات ہے۔ یہ بات نجومیوں میں عام طور پر پائی جاتی ہے کہ پیش گوئی کو زیادہ سے زیدہ گول مول بنا کر پیش کیا جائے تاکہ اس سے ایک سے زائد معنی نکل سکیں اور ذمہ داری سے بچا جاسکے۔ پھر وہ ”ہوگا“ کی بجائے ”ہوسکتا ہے“ کے الفاظ استعمال کرتے ہیں یہ بھی پیش گوئی پر لفافہ چڑھانے والی بات ہے۔ اس طرز کی باتوں کو پیش گوئیاں نہیں کہتے بلکہ اٹکل پچو اور ٹھوکریں کہتے ہیں۔ تو فیملی میگزین کے صفحہ نمبر ۱۶ پر گیارہ مشہور سیاسی، فوجی، عدالتی اور شوبز کے متعلق افراد کے بارے میں ”پیش گوئیاں“ لکھی ہیں جن کی تفصیل یہاں لکھنا مناسب نہیں کیونکہ میگزین نے یہ کہہ کر کہ ”یہ غلط بھی ہوسکتی اور درست بھی“ پہلے ہی اپنی کمزوری اور شکست کا اعتراف کر لیا ہے۔ یہ اخبارات و جرائد چونکہ عوام کے عمومی مزاج کو سامنے رکھ کر تحریریں ترتیب دیتے ہیں، اس لیے مقصد کاروبار ہوتا ہے چاہے وہ باطل بلکہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی کھلم کھلا نافرمانی کی بنیادوں کے اوپر ہی کیوں نہ استوار کرنا پڑے۔ اس طرح کی تحریریں ملک اور قوم کی تعمیر و ترقی کی بجائے قوم کی دینی و نظریاتی اساس کو کھوکھلا کر رہی ہیں۔ کاش قوم کی قرآن و حدیث کی بنیاد پر ٹھوس راہنمائی کی جاتی۔

⑤ برج اور آپ کی شخصیت: ڈاکٹر ابو علی ارسلان:

اس مضمون میں نجومی نے برج دلو (Aquarius) کے تعلقات کے بارے میں لکھا ہے۔ میں اس کی چیدہ چیدہ باتیں لکھے دیتا ہوں:

① اگر دلو مرد کا ساتھی اس کی امیدوں پر پورا نہ اترے تو اسے جلد ہی تنہا چھوڑ کر آگے چل دیتا ہے۔ وہ ایسی عورت کے ساتھ زندگی نہیں گزار سکتا جس کی سوچ کا محور صرف خریداری، فیشن اور اپنا گھر ہو، نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ اس کی زندگی سے نکل جاتا ہے۔

② دلو لڑکی جو اس قدر محبت کرنے والی نظر آتی ہے، شادی کے چند ہفتوں یا چند سالوں کے بعد انتہائی سنگ دل اور تنگ نظر لڑکی ثابت ہوتی ہے۔

③ دلو مرد کے ساتھ بحیثیت بیوی زندگی گزارنا آسان نہیں ہوتا۔ چنانچہ سماجی لحاظ سے جاہ طلب اور خوبصورت لڑکیوں کو دلو مرد سے شادی نہیں کرنی چاہئے کیونکہ اسے لڑکی کی خوبصورتی یا ظاہری شخصیت سے دلچسپی نہیں ہوتی۔ گھر اور گھریلو معاملات میں تو بالکل ہی کم دلچسپی ہوتی ہے۔ ہوتی بھی ہے تو محض اس لیے کہ گھر میں کتنے بے کار اور مجبور لوگوں کو پناہ دی جاسکتی ہے"۔

ستارہ پرستوں کے نزدیک برج دلو ان لوگوں کا برج ہے جن کی تاریخ پیدائش 21 جنوری سے 19 فروری تک ہے۔ یہ چھوٹی سی تحریر اَن گنت لڑکے اور لڑکیوں کو گہری سوچ اور مشکل میں ڈال سکتی ہے۔ وہ اس لیے کہ بے دینی کا ماحول عام ہے اور بے دین شخص کو اپنے سائے سے بھی ڈر لگتا ہے۔ اس تحریر سے ایسے لوگ پہلے تو شادی کے نام سے گھبرائیں گے اور جو شادی شدہ ہیں وہ طلاق کے خوف میں مبتلا رہیں گے۔ اسلام کی سادہ تعلیم یہ ہے کہ جس شخص کا دین اور اخلاق اچھا ہے وہ بہترین ساتھی ثابت ہو سکتا ہے لیکن برجوں کی خیالی اور تصوراتی دنیا میں نوجوانوں کو سایوں کے پیچھے لگا دیا گیا ہے اور اندھیروں میں دھکا دے دیا گیا ہے۔ ہمارے ذرائع ابلاغ نے معاشرے کو بگاڑنے اور تباہ کرنے میں کتنا حصہ ڈالا ہے، وہ اس تحریر سے واضح ہے۔ اس سے زیادہ دکھ کی یہ بات ہے کہ ہر محلے کے امام و خطیب، جن کے

ذمے لوگوں کی درست سمت کی طرف راہنمائی کا فریضہ ہے، وہ ان علوم سے بے خبر ہیں جس سے پورا معاشرہ ایک ایسے ریوڑ کی شکل اختیار کر چکا ہے جس کا کوئی چرواہا نہ ہو۔

⑥ برج اور بیماریاں: ایم اے شامی نقشبندی:

"برجوں اور انسانی اعضاء میں تعلق" نامی باب میں میں پہلے لکھ آیا ہوں کہ نجومیوں نے جسم کو کئی حصوں میں تقسیم کر کے کسی نہ کسی برج سے جوڑ رکھا ہے۔ یہ باطل علم صرف کتابوں تک ہی محدود نہیں بلکہ اس کی تبلیغ بڑے زور و شور سے ہو رہی ہے۔ فیملی میگزین کے اسی شمارے میں صفحہ نمبر 69 پر اس کا تفصیلی ذکر ایم اے شامی نقشبندی نے کیا ہے۔ اس نجومی نے اعضاء کے تعلق کے علاوہ یہ بھی لکھا ہے کہ کس بیماری کا کونسا حاکم برج یا سیارہ ہے حتی کہ بیماری کی علامات (Signs and symptoms) تک کو برجوں سے جوڑا ہے مثلاً خارش اور تیز بخار کا حاکم سیارہ عطارد لکھا ہے تو خارش اور تیز بخار بیماریاں نہیں بلکہ کسی بیماری کی علامتیں (Sign یا Symptoms) ہیں۔ ٹائیفائڈ کا حاکم سیارہ بھی عطارد لکھا ہے۔ اس نجومی نے تو ساری کی ساری بیماریوں کو تمام برجوں اور سیاروں میں تقسیم کر دیا ہے اور اس نئے دریافت شدہ علم کو اس نے میڈیکل آسٹرولوجی (Medical Astrology) کا نام دیا ہے اور لکھا ہے کہ میڈیکل آسٹرولوجی درست تشخیص میں مددگار ہوتی ہے اور مزید کہتا ہے کہ زائچہ کا دسواں گھر معالج کے نام کی نشاندہی کرتا ہے۔ ایم اے شامی نقشبندی نے روحانی علاج کیلئے بھی ایسی باتیں لکھی ہیں جن کا قرآن وحدیث کے علاوہ آثار صحابہ میں بھی کوئی تذکرہ نہیں۔

① برج حمل کی بیماریاں: ان کیلئے منگل کے روز سرخ گوشت اور سرخ اشیاء کا صدقہ کرنا چاہیے۔

② برج ثور کی بیماریاں: دوستوں سے گپ شپ، محفل موسیقی، آرٹ کلچر اور دیگر فنون لطیفہ سے لطف اندوز ہوں۔

③ برج جوزا کی بیماریاں: بدھ کے روز سبز مونگ کا صدقہ دیں۔

④ برج سرطان: پیر کے روز سوا کلو آٹا دیں۔ دریا، ندی کے کنارے سیر کیا کریں۔

⑤ برج اسد: اتوار کے روز گندم باجرہ ملا کر چرند پرند کو صدقہ کریں۔

⑥ برج سنبلہ: بدھ کے روز سبز مونگ دال کا صدقہ کریں۔

⑦ برج میزان: جمعہ کے روز سفید چینی کا صدقہ کریں۔

⑧ برج عقرب: منگل کے روز سرخ گوشت صدقہ کریں۔

⑨ برج قوس: جمعرات کے روز زرد اشیاء جیسے چنے کی دال کا صدقہ کرنا چاہئے۔

⑩ برج جدی: ہفتے کے روز سیاہ اشیاء کا صدقہ کرنا چاہئے۔

⑪ برج دلو: ہفتے کے روز کالے تل کالے کوؤں کو کھلانے چاہئیں۔

⑫ برج حوت: جمعرات کو زرد اشیاء کا صدقہ کرنا چاہئے۔

ان نام نہاد "روحانی صدقات" کی حقیقت اس سے واضح ہوتی ہے کہ جمعہ کے روز برج میزان والے سفید چینی کا صدقہ کریں۔ تو جب سفید چینی نہیں ہوتی تھی اس وقت اس برج والے کیا صدقہ کرتے تھے؟ جن علاقوں میں دریا نہیں، وہاں سرطان والے کس جگہ کی سیر کریں؟ جہاں کالے کوے نہیں پائے جاتے، وہاں برج دلو والے کیا صدقہ کریں؟ یاد رہے کہ صدقہ اللہ تعالیٰ کو خوش کرنے کیلئے ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ صرف اس عمل سے خوش ہوتا ہے جو اس کے حکم کے مطابق ہو اور نبی کریم ﷺ کے بتائے ہوئے طریقے (سنت) کے مطابق ہو۔ اوپر صدقہ کی جتنی بھی اقسام لکھی ہیں ان سے صرف شیطان ہی خوش ہوگا۔ ایم اے شامی نقشبندی کی اسلام کے بارے میں سمجھ بوجھ کا اندازہ اس کے بتائے ہوئے وظیفے سے بھی ہوتا ہے جو اس نے برج جوزا اور برج سنبلہ کے مریضوں کے لیے تجویز کیا ہے: لکھتا ہے: "ہر نماز کے بعد 121 مرتبہ یا علی یا عظیم کا ورد مبارک رہے گا" ان خلاف شرع اور اوٹ پٹانگ باتوں کے ساتھ ایم اے شامی نقشبندی اپنے کاروبار سے غافل نہیں رہا اور اس نے برج ثور کے مریضوں کو ہمدردانہ مشورہ دیا ہے کہ وہ اپنا پیدائشی زائچہ استخراج کروائیں۔ اس کے علاوہ بھی بے شمار توہم پرست اپنے زائچے کا دسواں گھر جاننے کیلئے ایم اے شامی سے اس کے میڈیکل آسٹرالوجی کلینک پر رابطہ کریں گے۔ چلتے چلتے آخر میں ہم اسی فیملی میگزین کے صفحہ

نمبر ۷۳ پر چھپنے والی ایک رپورٹ کا جائزہ لے لیں جو کینسر کے علاج کیلئے قائم حکومتی ادارے انمول (INMOL) کی طرف سے ہے۔ اس رپورٹ میں 2010ء میں انمول پر آنے والے مریضوں کی تفصیل (Break- down) موجود ہے۔ اس میں سب سے اوپر اور سب سے زیادہ چھاتی کے کینسر (Breast Cancer) کا ذکر ہے۔ بریسٹ کینسر کے کل مریضوں کی تعداد 1078 لکھی ہے جن میں عورتیں 1051 اور مرد صرف 27 ہیں۔ ستارہ پرستوں کے نزدیک چھاتی (Breast) کا تعلق برج سرطان سے ہے اور سیّارہ قمر ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ کیا 1078 مریضوں کی تاریخ پیدائش سب کی سب 22 جون سے 23 جولائی تک ہے جو کہ برج سرطان کی تاریخیں ہیں۔ کوئی بھی جاکر انمول کے رجسٹر سے چیک کر سکتا ہے اور پھر یقین کرلے کہ باقی علم نجوم کی طرح میڈیکل آسٹرالوجی بھی باطل علوم کا مجموعہ ہے۔

علم الحروف و علم الاعداد (علم جفر)

جہاں بھی نجومی کا ذکر آئے گا وہاں علم الاعداد کا بھی ضرور ذکر ہوتا ہے کیونکہ ہر نجومی برجوں، ستاروں کے علاوہ علم الاعداد کو بھی اپنے اٹکل پچو میں استعمال کرتے ہیں۔ اس کو علم اسرار الحروف یا علم سیمیا بھی کہتے ہیں۔ یہ سارا علم حروف تہجی (خواہ وہ حروف اردو کے ہوں یا عربی، یا ہندی یا انگریزی یا کسی اور زبان کے) اور اعداد (۱۔ ۲۔ ۳۔ یا 1,2.3 وغیرہ) کے اردگرد گھومتا ہے۔ جس طرح علم نجوم کا ایک تخیلاتی و تصوراتی محل ہوا میں کھڑا کیا گیا تھا ایسے ہی یہ علم بھی ہے جس کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں اور نہ ہی اس سے اللہ تعالیٰ کے رازوں (غیب) سے پردہ اٹھایا جاسکتا ہے۔ نجومیوں نے حروفِ تہجی کی تین طرح سے کھینچاتانی کی ہے:

① حروف کی گروپ بندی یا حروف کا مجموعہ جات۔

② حروف کے خواص: آتشی، آبی، بادی و خاکی حروف۔

③ حروف کی قیمت: اس سے ہی لکی نمبر یا مبارک نمبر نکالے جاتے ہیں۔

① حروف کی گروپ بندی:

(1) الف، ب، ج، د = ابجد (2) ھ، و، ز = ھوز

(3) ح،ط،ی = حطی (4) ک،ل،م،ن = کلمن

(5) س،ع،ف،ص = سعفص (6) ق،ر،ش،ت = قرشت

(7) ث،خ،ذ = ثخذ (8) ض،ظ،غ = ضظغ

② حروف کے خواص (Effects):

2.1 آتشی حروف:

یعنی ایسے حروف جن کی مدد سے سردی یا ٹھنڈک کو کم کیا جاتا ہے یا مزید آگ یا گرمائش بھڑکائی جاتی ہے۔ اس کام کیلئے درج ذیل حروف استعمال کیے جاتے ہیں: ا، ھ، ط، م، ف، ش، ذ۔ مجموعہ کا نام اھطم فشذ ہے۔

2.2 آبی حروف:

ان الفاظ کو عامل حضرات ایسی جگہ استعمال کرتے ہیں جہاں سردی کے اثر میں اضافے کی ضرورت ہو یا جہاں گرمی کی شدت کا توڑ کرنا ہو جیسے بخار وغیرہ۔ الفاظ یہ ہیں: ج، ز، ک، س، ق، ث، ظ۔ سب کا مجموعہ جزکس قثظ ہے۔

2.3 بادی حروف:

ب، و، ی، ن، ص، ت، ض — مجموعہ کا نام بوین صتض ہے۔

2.4 خاکی حروف:

د، ح، ل، ع، ر، خ، غ۔ مجموعہ دحل عرخغ ہے۔ پھر ان نجومیوں نے ان حرفوں کو سیاروں سے بھی منتھی کر دیا۔ دیکھیے جدول:

نمبر شمار	کواکب	آتشی	بادی	آبی	خاکی
①	زحل	ا	ب	ج	د
②	مشتری	ہ	و	ز	ح
③	مریخ	ط	ی	ک	ل

۴	سورج	م	ن	س	ع
۵	زہرہ	ف	ص	ق	ر
۶	عطارد	ش	ت	ث	خ
۷	قمر	ذ	ض	ط	غ

اس سے پہلے میں ایک جدول برجوں کے عنصر اور مزاج کے متعلق بھی لکھ آیا ہوں لیکن یہ جدول سیاروں اور حروف کے مزاج کا مرکب ہے۔ یہ سب جدول کب کس نے شروع کیے۔ اس کی تاریخ نہیں مل سکی۔ میرا گمان یہ ہے کہ یہ سب کچھ ہندوؤں کی دماغی کوششوں کا نتیجہ ہے۔ (واللہ اعلم)

۳ حروف کی عددی قیمت:

نجومیوں نے اٹھائیس حروف تہجی کو چار حصوں میں تقسیم کر کے ان کی اکائیوں، دہائیوں اور سینکڑوں میں قیمت مقرر کر دی ہے۔ آخری حصے میں صرف غ ہے جس کی قیمت ایک ہزار ہے۔ ان حروف اور ان کی عددی قیمت کے مجموعے کو 'حروفِ ابجد' بھی کہا جاتا ہے۔

اکائیاں	دہائیاں	سینکڑے	ہزار
الف۔10	ی۔10	ق۔100	غ۔1000
ب۔2	ک۔20	ر۔200	
ج۔3	ل۔30	ش۔300	
د۔4	م۔40	ت۔400	
ھ۔5	ن۔50	ث۔500	
و۔6	س۔60	خ۔600	
ز۔7	ع۔70	ذ۔700	
ح۔8	ف۔80	ض۔800	
ط۔9	ص۔90	ظ۔900	

عامل یا نجومی حضرات کسی کی قسمت کے متعلق مستقبل کی پیش گوئی کیلئے اس کا نام، اس کی والدہ کا نام، تاریخ اور وقت پیدائش، مقام پیدائش، سوال پوچھنے کا وقت اور تاریخ نوٹ کرتے ہیں۔ اس سے وہ زائچہ بناتے ہیں۔ اس زائچہ میں مختلف گھر بناتے ہیں۔ پھر دیکھتے ہیں کہ اس وقت کون سا سیارہ کس گھر میں ہے۔ پھر دیکھتے ہیں کہ کس سیارے کی مہادشا کا دور ہے، کس کی انتر دشا اور کس کی پر نتر دشا ہے۔ پھر ساڑھ ستی کے دور کا حساب لگاتے ہیں۔ پھر حروف کی عددی قیمت نکال کر جمع کیا جاتا ہے۔ پھر سوال کی نسبت سے اس مجموعے کو بھی دو، کبھی تین یا پانچ یا بارہ سے تقسیم کیا جاتا ہے۔ پھر تقسیم سے باقی بچنے والے عدد یا اعداد کا جواب ڈھونڈا جاتا ہے کہ وہ خوش قسمت ہے یا منحوس۔

میں نے اوپر لکھا ہے کہ یہ سب کچھ یونانیوں یا رومیوں کی بجائے ہندوؤں کی کارستانی معلوم ہوتی ہے۔ اس شک یا گمان کی وجہ یہاں سنسکرت کے وہ الفاظ ہیں جو ان باطل علوم کے معماروں (architects) کا پتہ بتا رہے ہیں۔ یہ شک اس وقت یقین میں بدل جاتا ہے جب 786 کے عدد پر غور کیا جائے۔ ہمارے ہاں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کیلئے 786 کا مخفف بڑی کثرت سے استعمال ہوتا ہے۔ بسم اللہ کے سارے حروف کی قیمت نکالنے سے 786 کا مجموعہ بنتا ہے۔ اس کے مقابل ہندوؤں کے ایک دیوتا (معبود) کرشن کے نام کا نعرہ 'ہرے کرشنا' ہے۔ اس ہرے کرشنا کے اعداد کا مجموعہ بھی 786 ہے۔ ایک ہندو جب 786 لکھتا ہے تو اصل میں اپنے دیوتا کرشن کو یاد کرتا ہے یا اس کو مدد کیلئے پکارتا ہے۔ مسلمانوں میں یہ تصور بہت عام ہے کہ اگر ہم پوری بسم اللہ لکھیں گے تو اس طرح وہ کاغذ کا ٹکڑا کوڑے میں جا سکتا ہے جس سے بسم اللہ کی بے ادبی یا توہین ہوگی۔ یہ سوچ قرآن و سنت سے ناواقفیت کا نتیجہ ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے جب ملکہ سبا (ملکہ بلقیس) کو خط لکھا تو اس کے پورے الفاظ یہ تھے: ﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ اَلَّا تَعْلُوْا عَلَيَّ وَاْتُوْنِيْ مُسْلِمِيْنَ ۝﴾ (النمل ۲۷: ۳۰/۳۱)۔ اس خط میں ملکہ کے لیے حکم تھا کہ "مجھ سے سرکشی نہ کرو اور مطیع ہو کر میرے پاس چلے آؤ"۔

اس طرح جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف غیر مسلم بادشاہوں کو اسلام کی دعوت دینے کے لیے خطوط لکھے تھے تو ان پر بھی پوری بسم اللہ لکھی تھی۔ اس لیے بسم اللہ کے لیے 786

لکھ کر ایک طرف تو ہم بسم اللہ کی بے ادبی اور توہین کرتے ہیں، قرآن وسنت سے جہالت کا اقرار واظہار کرتے ہیں دوسری طرف 786 لکھ کر ہندوؤں کے دیوتا کرشن کو یاد کرتے ہیں یا نادانستہ اس کو پکار رہے ہوتے ہیں۔ ایسے ہی گاڑیوں کے نمبر 786 کیلئے بڑی قیمتی بولیاں لگتی ہیں۔ یہ بھی شرک کی ایک قسم ہے مگر ہمیں شعور نہیں۔ جب حقیقت کا پتہ چل جائے تو پھر اللہ تعالیٰ سے معافی مانگنے میں دیر نہیں کرنی چاہیے۔ یہی اس کتاب کا مقصد بھی ہے کہ ایک تو ان باطل علوم کی اصلیت اور حقیقت ہمارے سامنے آجائے اور دوسرے ہم اپنی زندگیوں میں رچے بسے شرک کو پہچان کر لا الہ الا اللہ کو خالص کر لیں۔

عربی کے حروف تہجی کی طرح انگریزی کے حروف کی قیمت کے بھی جدول ہوتے ہیں:

A,J,S کے الفاظ کی قیمت 1   B,K,T کیلئے 2   C,L,U کیلئے 3

D,M,V کیلئے 4   E,N,W کیلئے 5   F,O,X کیلئے 6

G,P,Y کیلئے 7   H,Q,Z کیلئے 8   I,R کیلئے 9 قیمت ہے۔

سائیکل نمبر:

یہ نمبر کسی ملک یا شخص کے نام کی بنیاد پر نکالا جاتا ہے۔ آپ نے اکثر پڑھا ہوگا کہ پاکستان کا نمبر 3 ہے۔ نجومی ثناء خان نے 7 فروری 2010ء کو نوائے وقت کے سنڈے میگزین میں لکھا تھا کہ پاکستان کے لیے 3 کا عدد بھاری ہے۔ تو آیئے دیکھتے ہیں کہ نام کی بنیاد پر یہ نمبر کیسے نکلتا ہے۔ پاکستان کے لفظ کو توڑ کر حروف میں لکھتے ہیں:

پاکستان کے حروف	پ	ا	ک	س	ت	ا	ن
ہر حرف کی قیمت	2	1	20	60	400	1	50

اس ساری قیمت کا مجموعہ 534 بنتا ہے۔ اس کو اگر مختصر کیا جائے تو 12 کا ہندسہ حاصل ہوتا ہے۔ 12 = 4 + 3 + 5 اس 12 کو مزید مختصر کیا جائے یعنی 2 + 1 تو جواب 3 نکلتا ہے۔ یہی پاکستان کا سائیکل نمبر ہے۔ اسی طرح تین فروری 2011ء کے نوائے وقت میں ایک نجومی اکبر سرحدی کی پیش گوئیاں شائع ہوئی تھیں اور اس نے کہا تھا کہ چونکہ مصری صدر حسنی مبارک کا عدد 4 ہے جو اس پر بھاری ہے۔ اب ہم دیکھیں گے کہ حسنی مبارک کا سائیکل نمبر یا

عدد چار کیسے نکلتا ہے اس نام کو بھی ہم حروف میں بدل لیتے ہیں:

حسنی مبارک	ح	س	ن	ی	م	ب	ا	ر	ک
حروف کی قیمت	8	60	50	10	40	2	1	200	20

ان کا مجموعہ 391 بنتا ہے۔ مختصر کریں 1 + 9 + 3 تو جواب 13 ہے۔ پھر مختصر کریں 3 + 1 تو جواب 4 ہے۔

لکی (قسمت) نمبر:

یہ نمبر یا عدد نکالنے کے لیے کسی کی تاریخ پیدائش معلوم ہونا ضروری ہے۔ یعنی یہ نام کی بجائے تاریخ پیدائش کی بنیاد پر نکالا جاتا ہے۔ مثلاً کسی کی تاریخ پیدائش 2 جولائی 1987ء ہے تو پہلے دیکھیں کہ جولائی کون سا مہینہ ہے۔ معلوم ہوا یہ ساتواں مہینہ ہے لہٰذا:

تاریخ 2 + 7 (مہینہ) + 1987 (سال) = 1996۔ اب ان اعداد کو پہلے فارمولے کی طرح جمع کریں: 25 = 6 + 9 + 9 + 1 پھر اس 25 کو مزید مختصر کریں 5 + 2 = 7 تو ان صاحب کا قسمت نمبر 7 بنا۔

سائیکل اور لکی نمبر 1 سے 9 تک ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ بھی طرح طرح کے نمبرز ہیں مثلاً بیلنس نمبر، ماہانہ نمبر، سالانہ نمبر، زندگی کا سپیشل نمبر وغیرہ وغیرہ۔ تو یہ سب حروف اعداد اور نمبروں کا ایک کھیل ہے۔ کھیلنے کی حد تک تو انسان کو کوئی روک ٹوک نہیں کہ جس طرح کا چاہے کھیل ڈیزائن کر لے اور جتنا مرضی ہے کھیل لے۔ لیکن اگر کوئی یہ سمجھ بیٹھا ہے کہ علم الحروف اور علم الاعداد وغیرہ سے وہ لوح محفوظ پر لکھی ہوئی غیب کی خبروں کو پڑھ سکتا ہے یا اللہ تعالیٰ کے ارادے کو جانچ کر مستقبل کی خبریں بیان کر سکتا ہے تو پھر ایسے "نجومی" کا سب سے اچھا ٹھکانہ تو پاگل خانہ ہی ہے۔

بھارتی وزیر اعظم اندرا گاندھی بھی تو ہر روز اپنے نجومیوں سے پوچھ کر ہی اپنے دن کا آغاز کرتی تھی۔ پھر وہ گھر سے نکلتے ہی سکھ گارڈز کا نشانہ بن گئی۔ آج لا الہ الا اللہ کہنے والے مسلمان وزیر اعظم اور صدر بھی نجومیوں سے پوچھ پوچھ کر شب و روز گزار رہے ہیں۔ پھر جب اللہ تعالیٰ کے امر کا وقت آن پہنچے گا تو سارے نجومیوں کے اٹکل پچو دھواں ہو جائیں گے۔

﴿وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰۤى اَمْرِهٖ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ﴾ (یوسف ۱۲: ۲۱)

ترجمہ: ”اور اللہ اپنے کام پر غالب ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے“

علم الاعداد، علم الحروف، علم جفر (بعض اس کو علم جعفر بھی لکھتے ہیں) وغیرہ کی لمبی چوڑی تفصیلات کو میں نے انتہائی اختصار سے یہاں بیان کیا ہے اس لیے ممکن ہے کسی کو اس تحریر میں خامیاں یا غلطیاں محسوس ہوں۔ اس بارے میں زیادہ پریشان ہونے کی ضرورت نہیں کیونکہ ایک تو یہ علوم حقیقی نہیں (ایسا ہوتا تو نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام ضرور ان علوم کا تذکرہ کرتے یا ان سے استفادہ کرتے) اس لیے ان پر زیادہ توجہ دینا وقت کا ضیاع ہے۔ دوسرا ان علوم کو جن مقاصد کے لیے (یعنی پیش گوئیوں کیلئے) استعمال کیا جاتا ہے وہ ویسے ہی انسان کو دائرہ اسلام سے خارج کر دیتے ہیں۔ اس لیے ان پر تفصیلاً لکھنے کی ضرورت نہیں۔

علم رمل:

رمل عربی زبان میں ریت کو کہتے ہیں۔ پرانے زمانے کے عامل ریت پر کچھ نشانات لگا کر پیش گوئیاں کیا کرتے تھے۔ انہوں نے بھی آسمانی برجوں کی طرح کچھ شکلیں وضع کی ہوئی تھیں۔ اب عامل حضرات ریت یا کاغذ یا آٹے پر کچھ سطریں اور نقطے بناتے ہیں مثلاً
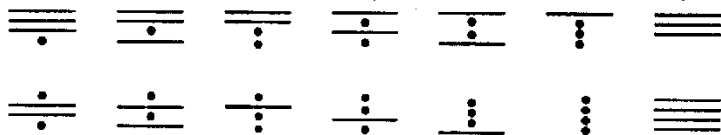
اس سے وہ زائچہ وغیرہ بناتے ہیں اور خود ساختہ طریقے سے اس سے مستقبل کی خبروں کے متعلق نتائج اخذ کرتے ہیں۔ چالاک عامل کچھ دعاؤں اور قرآنی آیات کو ملا کر اس باطل علم وعمل پر روحانی غلاف چڑھا کر عوام کو دھوکہ دیتے ہیں۔ کچھ عامل ایک کم سن لڑکے کو ریت پر بٹھا کر کے آیت الکرسی، آخری دو قل کے ساتھ اپنی طرف سے خود ساختہ دعائیں ملا کر عمل کرتے ہیں اور بظاہر ایسا لگتا ہے کہ جیسے کوئی بہت بڑا عمل ہو رہا ہے اور کوہ ہمالیہ ریزہ ریزہ ہو جائے گا۔ لیکن ان عاملوں کے شیطانی وظیفوں سے عوام آرام سے دھوکہ کھا جاتے ہیں اور پیسے بٹورنے میں کامیاب رہتے ہیں جو ان کا اصل مقصد ہوتا ہے۔ علم رمل کا ذکر کبھی کبھار

اخباروں یا جرائد میں آتا ہے۔ یہ علم عوام میں زیادہ معروف نہیں اس لیے میں نے اس کی بے کار لمبی چوڑی تفصیلات کو چھوڑ دیا ہے۔ یہ ایک الگ سر درد اور وقت کا ضیاع ہے۔ معاشرے میں اس وقت اصل زور ستارہ پرستی اور علم الاعداد کا ہے۔ اسی لیے انہی کا تفصیلی ذکر کیا ہے۔

جب کہہ دیا لا الہ الا اللہ تو باطل اور بتوں کو چھوڑ دے:

آج عمومی طور مسلمان کا لا الہ الا اللہ کہہ دینا صرف الفاظ کی حد تک ہے جبکہ حقیقی اور عملی طور پر اللہ کے سوا ہر دوسرے اِلہ کی نفی کئے بغیر کوئی بھی انسان اللہ تعالیٰ کی نظر میں صحیح مومن یا مسلمان ہوتا ہی نہیں۔ اپنی خواہشات کا الہ ہو، زمانے کے رسم ورواج والا الہ ہو، آباء و آجداد کے طریقے والا الہ ہو، وہ الہ مزاروں یا درباروں کی شکل میں ہو یا تصوف و طریقت کا الہ، وہ الہ برجوں یا ستاروں کی شکل میں ہوں یا کسی اور باطل علم و طریقے کی شکل میں۔ سب کے سب شیطان کے پھینکے ہوئے جال ہیں، ہر وہ باطل علم و عمل جو حق کے مقابلے میں ہو طاغوت کہلاتا ہے۔ جب تک ہم اپنے خیالوں میں اور اپنے عملوں سے ہر طاغوت کی نفی نہیں کر دیتے لا الہ الا اللہ صرف الفاظ کی حد تک ہی رہے گا۔ جس کی اللہ تعالیٰ کے ہاں کوئی قدر و قیمت نہیں۔ بے عمل مسلمان کافر تو نہیں ہوتا لیکن وہ یا تو منافق ہوگا یا مشرک۔ یہ دونوں صورتیں کافر ہونے سے زیادہ بُری ہیں۔ اس لیے ہمارے لیے لازم ہے کہ ہم ہر طاغوت کو پہچانیں اور عملی طور پر اسی کی نفی کریں جو نظر بھی آئے:

﴿لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ ۚ فَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَيُؤْمِنْ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى ۚ لَا انْفِصَامَ لَهَا ۗ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝ اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۬ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَوْلِيٰٓـُٔهُمُ الطَّاغُوْتُ ۙ يُخْرِجُوْنَهُمْ مِّنَ النُّوْرِ اِلَى الظُّلُمٰتِ ۗ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝﴾

ترجمہ: ”دین کے بارے میں کوئی زبردستی نہیں، ہدایت ضلالت (گمراہی) سے روشن ہو چکی ہے، اس لیے جو شخص اللہ تعالیٰ کے سوا دوسرے معبودوں (یعنی

طاغوت) کا انکار کر کے اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے اس نے مضبوط کڑے کو تھام لیا، جو کبھی نہ ٹوٹے گا اور اللہ تعالیٰ سننے والا جاننے والا ہے۔ ایمان لانے والوں کا کارساز اللہ تعالیٰ خود ہے، وہ انہیں اندھیروں سے روشنی کی طرف نکال لے جاتا ہے اور کافروں کے اولیا طاغوت (شیاطین) ہیں۔ وہ انہیں روشنی سے نکال کر اندھیروں کی طرف لے جاتے ہیں، یہ لوگ جہنمی ہیں جو ہمیشہ اسی میں رہیں گے"۔ (البقرۃ ۲: ۲۵۶/۷)

اس لیے باطل یا طاغوت کی کسی بھی شکل کو اپنانے یا گلے لگانے والے لوگ ایک تو دنیا میں اندھیرے میں ہونے کی وجہ سے ٹھوکریں کھاتے رہتے ہیں اور پھر آخرت میں ہمیشہ کی ناکامی الگ ہے۔ لا الہ الا اللہ کا مطلب یہ ہے کہ ہم ہر حال میں ہوش سے لے کر زندگی کے آخری سانس تک صرف اللہ تعالیٰ پر ہی بھروسہ کئے رکھیں اور اسی کو اپنا کارساز یا وکیل بنائیں اور سمجھیں:

﴿رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لَآ إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ فَاتَّخِذْهُ وَكِيلًا﴾

ترجمہ: "مشرق و مغرب کا پروردگار جس کے سوا کوئی معبود نہیں، تو اسی کو اپنا کارساز بنالے"۔ (المزمل ۷۳: ۹)

نوٹ: اللہ تعالیٰ کے قانونِ حاکمیت کی موجودگی میں غیر اللہ کی حاکمیت کا اقرار بھی در حقیقت طاغوت کی اطاعت کے مترادف ہے۔ ایک مسلمان کا ایمان اس وقت تک مکمل نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ ان طواغیت کا یکتا انکار نہ کرے۔

علم نجوم (آسٹرالوجی) اور طاغوت کی چند شکلیں:

اب آخر میں ایک خلاصے یا سمری (Summary) کے طور پر ہم ایک بار پھر اس بات کا جائزہ لے لیں کہ ان انگریزوں یونانیوں، رومیوں اور ہندوؤں نے علم نجوم کی آڑ میں باطل اور طاغوت کی کن کن شکلوں کو مسلمانوں میں پھیلا رکھا ہے اور لا الہ الا اللہ کہنے والی قوم رسول ہاشمی نے کبھی اس طرف توجہ دینے یا غور و فکر کرنے کی زحمت ہی نہیں کی۔

Satur-day: رومیوں کے زراعت و انصاف کے دیوتا Saturn کے نام پر اسی دیوتا کے نام پر زحل (Saturn) سیارہ کا نام ہے۔

Sun-day: سورج پرستوں کے دیوتا سورج (Sun) کے نام پر۔

Mon-day:	چاند پرستوں کے دیوتا چاند (Moon) کے نام پر۔ اصحاب الکہف کے وقت کا بادشاہ قیصر ڈیسں Desis (۲۵۰ء) چاند دیوی کی پوجا کرتا تھا اور یہی سرکاری مذہب تھا۔
Tues-day:	جرمن اور اینگلو سیکسن (Anglo Saxon) کے جنگی دیوتا Tiw کے نام پر۔
منگل وار:	ہندوؤں کے جنگ کے دیوتا منگل کے نام پر۔ مریخ (Mars) کو سنسکرت میں منگل کہتے ہیں۔
Wednes-day:	انگریزوں کے زراعت، ہوا اور جنگ کے دیوتا Woden کے نام پر جس کی چار سو سال (700 -300ء) تک پوجا ہوتی رہی۔
بدھ وار:	ہندوؤں کے تجارت کے دیوتا بدھ کے نام پر جس کی ہندو پوجا کرتے ہیں۔
Thurs-day:	جرمنوں کے ہاں کڑک (Thunder) کے دیوتا Thor کے نام پر۔
Fri-day:	قدیم انگریزوں کے ہاں بادلوں کی دیوی Frijja یا Frigg کے نام پر۔
January:	رومیوں کے دیوتا Janus کے نام پر (The god of the doorway)۔
February:	لاطینی لفظ (Februum) پر جس کا مطلب ہے طہارت۔ قدیم رومی ہر 15 فروری کو طہارت کا دن Februa منایا کرتے تھے۔
March:	رومیوں کے جنگ کے دیوتا Mars کے نام پر۔ اسی پر سیارہ مریخ کا نام Mars ہے۔ رومی فوج کے سربراہ اور اعلیٰ افسران اس کی پوجا کرتے تھے۔
April:	یونانیوں کے ہاں بہادری کے دیوتا Aprus یا Aper کے نام پر۔
May:	یونانی دیوی Maia کے نام پر جو پیدائش و افزائش (Fertility) کی دیوی تھی۔

June: رومی دیوی Juno کے نام پر جو شادی اور شادی شدہ لوگوں کے گھر بار کی دیوی تھی۔

July: رومن بادشاہ Julius Caesar کے نام پر جس نے BC 46 میں اس مہینے کے 31 دن کئے تھے۔

August: آٹھ قبل مسیح (8BC) میں رومن بادشاہ Augustus کے نام پر رکھا گیا نام ہے۔

September: لاطینی لفظ Septem پر جس کا مطلب ہے سات۔ 713 قبل مسیح تک سال کے دس مہینے ہوتے تھے اور ستمبر نویں کے بجائے ساتواں مہینہ ہوتا تھا۔ مارچ پہلا مہینہ ہوتا تھا جب جشن بہاراں منایا جاتا تھا۔

October: لاطینی لفظ Octo سے (آٹھ) یہ اس زمانے میں آٹھواں مہینہ تھا۔

November: لاطینی لفظ Novem سے (مطلب ہے نو)۔ 713BC سے پہلے یہ نواں مہینہ تھا۔

December: لاطینی لفظ Decem سے جس کا مطلب ہے دس۔ اس وقت یہ دسواں مہینہ تھا۔ یاد رہے کہ 713 قبل مسیح (713BC) تک سال کے دس مہینے ہوتے تھے۔ 713BC میں رومی بادشاہ Numa Pompilius نے جنوری اور فروی کے مہینے داخل کیے۔ لیکن اب بھی آج تک ستمبر، اکتوبر نومبر اور دسمبر بالترتیب ساتواں، آٹھواں، نواں اور دسواں مہینہ ہی لکھے جاتے ہیں۔ تو ان بارہ مہینوں میں صرف جنوری، مارچ، اپریل، مئی اور جون کے مہینے دیوتاؤں یا کسی دیوی کے نام پر ہیں۔ باقی کی وجہ تسمیہ اوپر لکھ دی گئی ہے۔

سیّارہ یورینس (Uranus):

یونانیوں کے قدیم ترین دیوتا Ouranos کے نام جو یونانیوں کے ہاں آسمان کا دیوتا سمجھا جاتا تھا۔

سیارے نیپچون (Neptune)، پلوٹو (Pluto) اور مشتری (Jupiter) تینوں یورینس کے بیٹے تھے جو بالترتیب رومیوں کے نزدیک سمندر، خفیہ دنیا یا غیب اور بادلوں کے دیوتا تھے۔ مشتری کو سارے دیوتاؤں کے سربراہ یا Chief of gods کا درجہ حاصل تھا۔

سیارے عطارد (Mercury) اور مریخ (Mars) دونوں مشتری کے بیٹے تھے جو رومیوں کے نزدیک بالتریب ذہانت اور جنگ کے دیوتا تھے۔ مریخ کو جنگ کے علاوہ زراعت کا دیوتا بھی مانا جاتا تھا۔ اسی دیوتا کی خوشی میں جشن بہاراں منایا جاتا تھا۔ سیارہ زہرہ (Venus) واحد سیارہ ہے جو رومیوں کی حسن و محبت کی دیوی کے نام پر ہے۔

بارہ[12] برج حمل (Aries)، ثور (Taurus)، جوزا (Gemini)، سرطان (Cancer)، اسد (Leo)، سنبلہ (Virgo)، میزان (Libra)، عقرب (Scorpio)، قوس (Sagittarius)، جدی (Capricorn)، دلو (Aquarius) اور حوت (Pisces) سب کے سب بُت پرست یونانیوں اور رومیوں کے تصوراتی اور تخیلاتی شاہکار ہیں جن کا کہیں کوئی وجود نہیں۔ یہ سیّارے وستارے اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہیں، اس کے حکم کے تابع ہیں اور ان کا انسانوں کی قسمت اور دوسرے حالات و واقعات کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ لا الہ الا اللہ ایک مسلمان کا ان سب باطل خودساختہ معبودوں سے رخ موڑ کر صرف ایک اللہ تعالیٰ کے آگے جھکا دیتا ہے۔

باقی سوال رہا انسان کے اوپر آنے والا حالات و واقعات کا جن میں پریشانیاں، دکھ مصیبتیں، بیماریاں، نقصانات، ناگہانی آفتیں اور طرح طرح کے مصائب و آلام شامل ہیں تو ان سب کے پیچھے جو وجہ ہے تو وہ ان دو آیات سے واضح ہے:

﴿أَحَسِبَ النَّاسُ أَنْ يُتْرَكُوا أَنْ يَقُولُوا آمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُونَ ۝ وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلَيَعْلَمَنَّ اللَّهُ الَّذِينَ صَدَقُوا وَلَيَعْلَمَنَّ الْكَاذِبِينَ ۝﴾

ترجمہ: "کیا لوگ یہ خیال کئے ہوئے ہیں کہ (صرف) یہ کہنے سے کہ ہم ایمان لے آئے چھوڑ دیئے جائیں گے اور ان کی آزمائش نہیں کی جائے گی۔ اور جو لوگ ان سے پہلے ہو چکے ہیں ہم نے اُن کو بھی آزمایا تھا اور اِن کو بھی آزمائیں گے۔ سو اللہ ان کو ضرور معلوم کرے گا جو اپنے ایمان میں سچے ہیں اور ان کو بھی جو جھوٹے

ہیں"۔ (العنکبوت۲۹: ۲/۳)

تو جو شخص ہر حال میں اپنے اللہ پر توکل کرتا ہے اور اسی کی طرف رجوع کرتا ہے طاغوت کی تمام اقسام کا انکار کرتا ہے، وہ تو اپنے ایمان اور اسلام میں سچا ہے اور جو جادوگروں، عاملوں، نجومیوں، پامسٹوں اور ایسے ہی دیگر باطل علوم و عملیات کا سہارا ڈھونڈتا ہے وہ اپنے ایمان و اسلام میں جھوٹا ہے۔

اس کتاب میں جو بھی اچھی یا فائدہ مندبات لکھی جاسکی وہ صرف اللہ تعالیٰ کی مدد سے ہی ممکن تھی اور اُسی کی تعریف ہے آسمانوں اور زمین میں اور جو اس کتاب میں غلطی یا کمی رہ گئی ہے وہ میری کوتاہی اور کم علمی سے ہے۔ پڑھنے والوں سے بھی درخواست ہے کہ وہ اس کتاب کو بہتر بنانے کیلئے میری راہنمائی فرماتے رہیں۔ ہم اپنی زندگی میں اور ارد گرد ماحول میں موجود ہر چھوٹے بڑے شرک کو پہچاننے کے لیے محنت کریں اور ہر طرح کے شرک کو اپنی زندگیوں سے نکالنے کی پر خلوصِ نیت و کوشش کے ساتھ ساتھ دوسرے کو بھی حکمت سے تبلیغ کریں۔ دنیا میں اللہ تعالیٰ کی مدد صرف اسی وقت حاصل ہوگی جب ہم لا الہ الا اللہ کو خالص کر کے صرف اللہ ہی کو الہ مانیں اور عملی طور پر ثابت کریں کہ ہم صرف اللہ ہی کی عبادت کریں گے اور صرف اسی سے مدد چاہیں گے ﴿ایاك نعبد و ایاك نستعین﴾۔ اللہ تعالیٰ ہر انسان کے حالات سے پوری طرح باخبر ہے۔ ہماری دعاؤں کو سنتا ہے، حکمت سے عطا کرتا ہے۔ مایوسی کفر اور گمراہی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ارادے (مستقبل کی خبر) کو کسی بھی طریقے سے جاننا ناممکن ہے اور ایسی کوشش کفر و شرک ہے۔ شرک سے پاک دل (قلبِ سلیم) کے بغیر جنت میں داخلہ اور دوزخ سے خلاصی ناممکن ہے۔ اللہ تعالیٰ مشرق و مغرب کا پروردگار ہے۔ اس کے سوا کوئی الہ نہیں وہ اپنی ذات اور صفات میں یکتا ہے۔ اس کی صفات حق ہیں اور ان کی کیفیت و ماہئیت سے وہی واقف ہے۔ اس کی صفات اس طرح ہیں جیسا اس کی شان کے لائق ہے۔ اس کے علاوہ کوئی نفع و نقصان کا مالک نہیں۔ وہ بلاواسطہ ہر ایک کی پکار سنتا ہے۔ پس ہم ہر حال میں صرف اسی کو اپنا وکیل بنالیں۔

❀❀❀
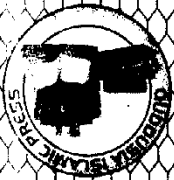
بُرج اور سِتارے

اس وقت لا الہ الا اللہ کہنے والی قوم میں نجوم پرستی (Astrology) عروج پر ہے۔
"آپ کا ستارکون سا ہے" "ستاروں کی روشنی میں آپ کا دن/ ہفتہ کیسے گزرے گا"
(Zodiac-Horoscope) جیسے جملے ہر جگہ سننے اور پڑھنے کو ملتے ہیں۔ تاریخ پیدائش یا نام
کے پہلے حرف سے بارہ برجوں: حمل (Aries)، ثور (Taurus)، جوزا (Gemini)،
سرطان (Cancer)، اسد (Leo)، سنبلہ (Virgo)، میزان (Libra)، عقرب
(Scorpio)، قوس (Sagittairius)، جدی (Capricorn)، دلو (Aquairius)، اور
حوت (Pisces) کا حقیقت میں کوئی وجود نہیں اور نہ ہی سیارے یا ستارے انسانی زندگی یا حالات
وواقعات پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ یہ سب کچھ جھوٹ، فریب اور بت پرستی کی ہی ایک شکل ہے۔
اس کتاب میں نجوم پرستی کی تخیلاتی تاریخ کو آسان ترتیب اور بڑی تفصیل سے کھولا
گیا ہے۔ اس شرک سے خود بچیں اور دوسروں کو بھی بچائیں۔

Tel: 42-37351124 , 37230585
E-mail: maktaba_quddusia@yahoo.com
Website: www.quddusia.net